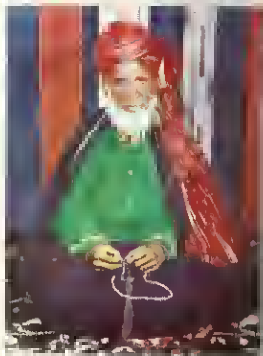




تذکرہ
حضرت پیر محمد صادق نقشبندی





تذکرہ حضرت پیر محمد صادق نقشبندی

مصنفہ
میرزا لاہور محمد دین کلیم قادری بی بی اے

انتظامیہ کمیٹی دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت پیر محمد صادق
نقشبندی پھانک نمبر ۷۔ مغلیہ لاہور



فهرست مضامین

صفحه	موضوع	فصل	موضوع
۴۸	حضرت ابو بکر صدیق	۹	مقدمه
۴۸	حضرت امام جعفر صادق	۱۱	فصل اول از موعظه
۵۰	سلطان العارین حضرت	۲۶	فصل حالات
۵۲	پایه سلطانی	۲۶	۱۵۱۱
۵۵	حضرت ابو الحسن شرقانی	۲۸	۱۵۱۱
۵۵	حضرت خواجہ بولکی ناردی	۱۵	۱۵۱۱
۵۶	حضرت خواجہ ابو یوسف	۳۰	۱۵۱۱
	پهلوی	۳۱	۱۵۱۱
۵۹	حضرت خواجہ عبدالغنی	۱۴	۱۵۱۱
	محمد دانی		۱۵۱۱
	حضرت خواجہ محمد دانی	۱۸	۱۵۱۱
۶۱	دو گری	۳۲	۱۵۱۱
۶۲	حضرت خواجہ محمد امیر ففتوری	۱۹	۱۵۱۱
۶۳	حضرت خواجہ عزیزان علی	۳۹	۱۵۱۱
	نامشخص	۴۳	۱۵۱۱
۶۵	حضرت خواجہ محمد باقر	۴۱	۱۵۱۱

جلد محفوظ بگفته باشد محفوظ باشد

نام کتاب تذکره حضرت پیر ساجی محمد صادق نقشبندی لاری
 مصنف مؤرخ لاری محمد بن کیم و شادی لاری
 ناشر محمد بن کیم و شادی لاری
 تعداد اشاعت ۵۰۰
 طبعات بار اول
 مطبعه لاری شادی پیر ساجی در بار مارکت لاری
 سن طبعات ۱۹۱۱
 قیمت

نمبر شمار	عنوان	صف	نمبر شمار	عنوان	صف
۲۲	حضرت خواجہ شمس الدین	۳۵	۱۰۱	حضرت خواجہ محمد شرف الدین	۱۰۱
	امیر کمال	۴۷	۳۶	حضرت حافظ سید جمال اللہ	۳۶
۲۳	خواجہ خواجگان حضرت	۱۰۳		رامپوری	۱۰۳
	سید بہاؤ الدین نقشبندی	۳۷	۱۰۵	حضرت خواجہ محمد علی نقشبندی	۱۰۵
۲۴	حضرت خواجہ ملاؤ الدین	۳۸		حضرت خواجہ محمد رفیع اللہ	۳۸
	مفتاح	۷۲	۱۰۶	تیرابی	۱۰۶
۲۵	سید خواجہ بہار علی حسینی	۷۴	۱۰۸	حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی	۱۰۸
۲۶	حضرت خواجہ بیدار شاہ ارار	۷۷	۱۰۹	حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی	۱۰۹
۲۷	حضرت خواجہ محمد زائد	۸۰	۱۱۰	امیر علی حضرت حافظ سید	۱۱۰
۲۸	حضرت خواجہ درویش محمد	۸۱	۱۱۱	جامع علی شاہ علی پوری	۱۱۱
۲۹	حضرت مولانا خواجہ علی کاکلی	۸۳	۱۱۲	حضرت پیر سید حیات محمد	۱۱۲
۳۰	حضرت خواجہ محمد باقی اللہ	۸۴	۱۱۵	نقشبندی	۱۱۵
	دوبی	۱۱۸	۱۱۸	دور محمد و تیت	۱۱۸
۳۱	حضرت امام ربانی مجدد	۱۱۹		رہطے اور نور داوڑ	۱۱۹
	الف ثانی شیخ محمد سرمدی	۸۸	۱۱۸	مناظرہ	۱۱۸
۳۲	عروہ الوداعی حضرت خواجہ	۳۵		لاہور کے مجاہدین	۳۵
	محمد مصدوم	۹۴		مجاہدین	۹۴
۳۳	حضرت خواجہ محبت اللہ	۹۷	۱۲۰	مجاہدین لاہور و مدینہ طیبہ	۱۲۰
	محمد نقشبندی	۹۷	۱۲۳	مجاہدین لاہور و مدینہ طیبہ	۱۲۳
۳۴	حضرت خواجہ محمد زبیر	۹۹	۱۳۷	مجاہدین لاہور و مدینہ طیبہ	۱۳۷

نمبر شمار	عنوان	صف	نمبر شمار	عنوان	صف
۴۹	مجاہدین لاہور و مدینہ طیبہ	۱۴۶	۱۴۳	کرامات مجدد ارواح	۲۳۳
۵۰	مجاہدین لاہور و مدینہ طیبہ	۱۵۵	۱۴۴	شرکیت شریک خواجگان نقشبندی	۲۳۴
۵۱	دوسرا سفر مدینہ طیبہ	۱۶۸	۱۴۵	چیل کاف شریف	۲۳۷
۵۲	پاکستان میں سیر و سیاحت	۱۷۰	۱۴۶	عجوبہ شریف	۲۳۹
۵۳	وصال	۱۷۴	۱۴۷	تغویذات و عملیات	۲۴۰
۵۴	منبرہ	۱۷۶	۱۴۸	شجرہ طیبہ نقشبندی	۲۴۱
۵۵	جامع مسجد پیر محمد صادق	۱۷۸	۱۴۹	عیانہ صادقہ	۲۵۰
	نقشبندی	۱۷۹	۱۵۰	مناظرہ علی حشر شاخ نقشبندی	۲۵۱
۵۶	دارالعلوم نقشبندیہ	۱۸۰	۱۵۱	محمد زبیر صادقہ	۲۵۲
۵۷	آمدہ مکتوبہ بندی	۱۸۱	۱۵۲	اسلام کشمیری دربار حضرت	۲۵۳
۵۸	عرس مبارک	۱۸۲	۱۵۳	پیر محمد صادق نقشبندی	۲۵۴
۵۹	اطلاق عالمیہ	۱۸۳	۱۵۴	لاہوری	۲۵۵
۶۰	ارشادات عالیہ	۱۸۵	۱۵۵	ماخذ	۲۵۶
۶۱	خواجہ ریح و کرمات	۱۸۸	۱۵۶	تغیذات مؤرخ لاہور	۲۵۷
۶۲	کائنات	۲۰۵	۱۵۷	مرد و نیکیم قادری	۲۵۸



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَلِّغْ أَسْأَلِي بِحَمْدِهِ

كُتِبَ الدُّجَى بِحَمْدِهِ

حَسَنَتْ جَمْعُ خِصَالِهِ

صَلُّ عَلَيْهِ وَآلِهِ

ان کا کرم کرم ہے میری زندگی کیساتھ
ایسا کرم ہوا ہے، نہ ہو گا کسی کے ساتھ

لَا يَمُكِنُ الشَّيْءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ
يَعْدُ أَنْ خُذَ بَرْكَ تَوْفِي رِقَصَهُ مُخْتَصَرُ

ادب کا ہیست زیر آسمان از عرشِ نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجسا

(عزّت بفساری)

تقدیم

(حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ چشتی امرتسری)

مصلحتی جان رحمت پر لاکھوں سلام

حضرت سائیں محمد صادق صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو میں چار مرتبہ ملا ہوں۔ وہ بلاشبہ صاحب کشف و کرامت بزرگ ہیں۔ حضرت سائیں صاحب ابتداء میں ساکن تھے پھر مجذوب ہو گئے اور تقریباً تیس سال تک وہ اسی حالت جذب میں رہے۔ مگر زندگی کے آخری سالوں میں ان کی کیفیت جذب جاتی رہی اور غایہ جمہ محرمی مولانا احمد حسن ندوی (جامع مسجد حنفیہ منار قلیہ بالمقابل ٹاؤنک خانہ مغفورہ لاہور) کی اقتدار میں ادا کیا کرتے تھے۔ مگر کبھی بھی ان کا انداز گفتگو طغیر جیسا ہوتا تھا۔ پانچویں دفعہ میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والدین کو میں (رحمۃ اللہ علیہما) کے مقابلہ کی نیابت سے واپسی پر سائیں صاحب قبلہ سے ملاقات کی نیابت سے ان کی قیام گاہ پر حاضر ہوا (مسلک ہوا کہ وہ لاہور سے باہر ترشہ لے گئے ہوئے)۔ اپنا کتبہ برقی نظر ایک چھوٹی سی لاٹھیر مسجد پر پڑی خود یافت کیا کہ یہ کس نے بنوائی ہے؟ جواب

ایک زمانہ محبت با اولیاء
بہتر از حد سالہ طاعت ہے ریا
(مولانا روم)

عشق ذوقیت ہمیشہ حیات
بکر چشیت بر جبین حیات

آب در میوہ غمسر عشقت
بکر آب حیات غرور عشقت

لذت مشق عاشقان دانشد
پاک بازان جان نشان دانشد
(شیخ غفر الدین سراقی)



”اے مساوت بزرگوار! خدمتِ تانہ بکند خدا ہے بکشتِ خندہ“

حضرت رایش محمد صادق نقشبندی نے ساری زندگی حالتِ مجذوبیت میں بسر کی۔ ماضی چند سال حالتِ محو میں آئے اور شہریتِ محمدیہ کی مکمل طور پر پابندی کی۔ راقم العرف نے ان کے حالاتِ حج کے میں کئی محنت کی۔ ان کے حرمِ مقدس سے ملا۔ اُسے ملنے پر حاضر ہوا۔ بیرونِ شہر سے حرمِ حجاز میں اور شہر میں سے بزرگ خط و کتابت رابطہ قائم کیا۔ کچھ اجاب دیا، کچھ نہ لکھا۔ غرض کہ سب کو شش جاری رہی اور بالآخر یہ چند اوراقِ کتب کی شکل اختیار کر گئے۔ جو ناظرین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔

چیز اس کے کہ کتاب شروع کی جائے، نامِ مب محفوم جتنا ہے کہ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کی مختلف کیفیات کا قدیم کتبِ تصوف سے موازنہ کیا جائے کہ ان پر کسی کیسی کیفیتِ وارد ہوئی ہیں اور وہ کس طرح اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اور ان کے حرم کی یاد میں مشرب و روزِ محروم رہتے ہیں۔

صوفیانہ اصطلاحات میں مجذوب کے معنی فنا نہ قدیم سے ہی لکھے جا رہے ہیں جس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے۔

ملاحیتہ :- یہ صوفیائی وہ جامعیت ہے جو رہا سے بچتی ہے اور اخلاص میں گوشاں رہتی ہے اور لوگ ان کے متعلق غلط رائے قائم کر لینے میں ان لوگوں سے نہ تو اپنے حالات پر نظر ثانی کی اور نہ ہی اپنے منافذین کے مصلحتوں کا ہیت دی وہ وارورس کو مقامِ عظمت جان کر قبول کر لیتے ہیں۔

قلندر :- قلندر کا مرتبہ بہت بلند ہے وہ حالات و کمالات اور مقامات سے بچاؤ نہ کرتا چلا جاتا ہے حضرت شاہ نعمت اللہ اولیٰ کہتے ہیں کہ جب صوفی منہجی اپنے مقام کو پایا لیتا ہے تو قلندر ہوتا ہے حضرت علامہ اقبال کہتے ہیں۔

قلندر ان کہ پسینہ کب دگل کو شستند
ز شانانِ تاج ستائید و غرقہ بردوشند

مذہب :- صوفیائین مجذوب کا مقام نہایت ہی ناگوار اور مغرور ہے۔
۱۔ مقامِ قلندر سے ملو جو تباہی سے بیکارے دُورِ راستا کو نہیں سمجھتے
۲۔ حاطہ پہاڑین لاسٹے۔ اس واسطے پر چلنے والا ساکب بعض اوقات باؤباری حال میں غلبہ میں پھنس جاتا ہے۔ عالم و ماضی کے تمام خیالات محو ہو جاتے ہیں اور کشتِ شوقی ہے جو باعثِ رقیاتِ مزیدِ حقیقی ہے۔ اس حالت طاری :- یہ کہ جس جو صفائی وقت کی ابتدا میں مندرجہ ہے اس حالت کے صوفی ۱۲۱۴ قہ ہیں۔ صوفی پر مختلف مقامات آتے ہیں۔ تجلیات وارد ہوتی ہیں اور وہ صوفی مسئلہ کے مقام پر پہنچ جاتا ہے پھر وہ جاکر مجذوب کا کل مذہب و اصل جو کہ مقامِ فیض پر پہنچ جاتا ہے یہ مقام صوفی منہجی اور حرم پر فائز صوفی کو مجذوب مانا جاتا ہے۔

۱۔ اسے اسلام کے مجذوبین کی ایک خاص قدر ایسی ہے جسے تاریخ و حلیہ و اس میں جگہ دی ہے۔ مجذوبین کا یہ طبقہ اصلاحِ عالم کے کسی مقام میں نہیں آتا اور یہ انھیں مجذوب متصفی سے اس کی فرصت ملتی ہے کہ ان کی حالت میں نہ ہو۔
۲۔ ہم اپنے ذمہ لیں۔ ہاں یہ بعض حضرات ابنِ ماجہ دیکھ سکے والی حالت سے وارث ہوئے ہیں۔

۱۔ اہلِ اسلام ان نصف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی میں لکھا ہے۔

سرخیل مجذوب

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سازشِ آسمان میں ہوں دلوں میں سے

مب :- دو سر اگرہ حسین بن منصور مزاج کا تابع ہے صاحب "کشف العجب"
 لکھتے ہیں کہ آپ سرستان بادۂ وحدت اور بیانی ممالی احدیت گذرے ہیں اور
 نہایت فری احوال مشائخ میں تھے۔ ایک گروہ آپ کو مرقد و گستا ہے اور دوسرا
 مقبول بارگاہ بناتا ہے۔ مرقد و گستا والوں میں حضرت عمر بن عثمان کی، حضرت
 ابو یعقوب بن عمر بن جری، حضرت ابو یعقوب بن قحط اور حضرت علی بن مہمل اصغری
 سر فرست ہیں اور مقبول بارگاہ ماننے والوں میں حضرت بایزید عظامحمد بن حنیف
 حضرت ابو القاسم لغز آبادی وغیرہ ہیں۔ ان کے علاوہ تادمنا عربین صوفیہ انھیں
 مقبول مانتے چلے آئے ہیں۔ حضرت ہندو گداوی، حضرت شبنی، حضرت حریری
 حضرت صحری ان کے حاملین توقف کرتے ہیں علاوہ بریں حضرت شیخ المشائخ ابو عبد
 ابو الخیر حضرت شیخ ابو القاسم گورگانی اور حضرت شیخ ابو العباس شافعی وغیرہ حسین
 بن منصور مزاج کو صاحب سیر مانتے تھے اور ان کے نزدیک وہ ایک عارف کامل
 اور بزرگ تھے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ نے بھی۔ مشائخ میں چند ایک کے علاوہ کوئی صحابہ
 کی مقبولیت کا تسکین نہیں جو تمام مشائخ ان کے کمال افضل اور صفاتی حال اور
 کثرت اجتہاد و ریاضت کے معترف ہیں۔ حضرت شبنی فرماتے ہیں کہ میں اور حسین بن
 منصور مزاج ایک ہی طرف ہیں مگر مجھے میرے دلوں نے آزاد کرادیا اور حسین بن
 منصور کو اس کی عقل بندی نے جاگ کرادیا۔

"مرزا اسرار دنیا بختاج امیر الابرار" مصنف حضرت مولانا اعظم سید عبدالقادر
 جیلانی متوفی ۷۱۰ھ میں لکھا ہے۔

تیسویں فصل :- اہل تعارف کے بیان میں۔

اہل تصوف بارہ قسم کے ہیں۔ پہلی قسم وہ لوگ ہیں جو نسبت نبوی و علی صاحبہما

حیات و تشلیات کے ساتھ نسبت رکھنے والے ہیں ان سب کے اقوال و افعال
 اہل اور طریقت کے مطابق ہیں۔ یہ لوگ اہل سنت و جماعت ہیں ان میں سے
 بعض کا حساب کتاب اور غیر ذلالت کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور بعض سے
 سہل حساب لیا جائے گا۔ اور وہ ہماری سزا پر جنت میں داخل ہوں گے۔ باقی
 بچے گروہ ہیں وہ سب دعویٰ ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ فرقہ غلوئہ :- اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ خوب صورت عورت اور بے عیوب
 حسین رشک کے جسم کی طرف اٹکھا اٹکھا کر نظر کرنا حلال ہے۔ یہ لوگ رقص کرتے ہیں
 اور ان کے مذہب میں بوس و کفن مباح ہے اس قسم کا عقیدہ سراسر کفر ہے۔

۲۔ فرقہ خالیہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ رقص اور زانی بھان حلال ہے اس قسم کا
 عقیدہ بدعت اور خلاف سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

۳۔ فرقہ اولیائے غیر :- ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ جب مقام ولایت کو پہنچ جاتا
 ہے تو ہر کلاف شرعی اس سے مافوق ہو جاتی ہیں بڑھ کہتے ہیں کہ ولی نبی سے افضل
 ہو جاتا ہے اس قسم کا عقیدہ بھی کفر ہے۔

۴۔ فرقہ حبیبیت :- ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ جب مقام محبت تک پہنچ جاتا
 ہے تو ہر شرعی تکالیف اس سے مافوق ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنی فرمائشوں کو تسلیم
 کر لیتے ہیں۔

۵۔ فرقہ صوریہ :- یہ فرقہ جو ہر رقص کی کیفیت میں خود سے بہائیت (جماعت)
 کرتے ہیں جب جوچ میں آتے ہیں تو فصل کہتے ہیں ان کا یہ اعتقاد باطل اور ناجی
 پاک کا موجب ہے۔

۶۔ فرقہ اجماع :- یہ لوگ حرام و حلال اور حلالوں کو حرام یا جائز طور پر مباح
 کرتے ہیں۔

۸۔ فرقہ مکاشلہ کا دربار ترک کر کے درپردہ مانگے پھرتے ہیں یہ لوگ اس عقیدے کے باعث جاگت کے گڑھے میں گر گئے۔

۹۔ فرقہ سحابہ :- یہ لوگ لاسٹوں کی طرح کلباس پہنتے ہیں جوڑے حضور پر نور کے اور شاد و عالی کے خلاف ہے کہ کسی قوم کی مشابہت کرے وہ ان میں سے نہیں ہے

۱۰۔ فرقہ واقفہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت غیر اللہ کو سرگزشت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے اصول نے طلب معرفت الہی ترک کر دی اور اس جہالت کے باعث ہلاک ہو گئے۔

۱۱۔ فرقہ الہامیہ :- یہ لوگ علم دین کو ترک کر رہے ہیں اور درس و تدریس کے بھی مخالف ہیں۔

۱۲۔ فرقہ شمرانہ :- ان کا عقیدہ ہے کہ صحبت مذہبی ہے اور اس کے سبب امر و نہی ساقط ہو جاتے ہیں۔ ظہور اور غیبا کا امت موسیقی اور لفظ و لیس کو حسدال جانتے ہیں اور عورتوں سے کسی شتم کا نتیجہ ہائز نہیں رکھتے۔ یہ لوگ کافر ہیں اور ان کا خون مباح ہے۔

۱۳۔ حال اللہ کی بارہ اقسام ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔ بارہویہ کہ یہ مہم اور عباد اللہ کے مقامات اور عہدے ہیں اور یہ سب حضور پر نور کے زور سے جلتے رہتے ہیں اور دنیا میں ماس کو بھیلاتے ہیں۔

قطب :-

قطب کو قطب اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ تمام مقامات اور حالات کا جامع ہوتا ہے اور سب کی گردش کا مرکز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو چاروں اطراف مشرق، مغرب، جنوب، شمال میں اس طرح گھومتے پھرتے ہیں کہ طافٹ مٹا دیتا ہے۔ بھیا کراستان

۱۔ عادی میں گردش کرتا ہے ان کا مقام یوں بتایا گیا ہے۔ قطب ہر زمانہ کمال ہے جی ہوتا ہے ماس کو قطب مدار، قطب الارشاد، قطب عالم، قطب جہاں قطب الہ تعالیٰ اور قطب گمراہی بھی کہا جاتا ہے۔

غوث :-

یہ ہر زمانے میں صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ عام طور پر اس کی رہائش کو غوث ہے۔

۲۔ امامان :-

قطب الاقطاب کے مدد پر ہوتے ہیں جنہیں امامان کہتے ہیں اور اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔

۳۔ اوتاد :-

اوتاد اولیاء اللہ ہر زمانے میں چار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ چاروں اطراف مشرق، مغرب، جنوب، شمال کی نظارانی کرتا ہے یہ زمین کے گوشوں میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔

۵۔ ابدال :-

ابدال سے مراد وہ گروہ ہے جو اہل کشف، اہل مشاہدہ، اہل عبادت اور اہل فہم سمیت ہیں اور لوگوں کو توحید الہی اور دین اسلام کی طرف ہلاتے ہیں جب ان میں کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے جلیں دوسرے کو تینا کرتا ہے یہ

نیز ائمہ کرام ان کے وجود کی برکت سے بندوں کو خوشحال اور شہرین کو آباد کرتا ہے اور ان کے طویل دلوں سے آفات، آفات اور شرف و فساد کو دور فرماتا ہے۔ یہ تعداد میں چالیس ہوتے ہیں ان کا مقام مکہ شام ہے۔ اہل ان کی تعداد زیادہ ہی بتائی گئی ہے۔

۶۔ انبیاء:

یہ تعداد میں سات ہوتے ہیں اور زمین پر رسالت کرتے پھرتے ہیں۔ عراق میں بھی ہیں۔ کچھ جہاز گان نے لکھا ہے کہ انیار ہالوں میں سے چالیس منتخب کر لیے جاتے ہیں۔

۷۔ امراء:

یہ امراء انجمنی دنیا میں بے شمار پھیلے ہوئے ہیں۔

۸۔ نجباء:

بعض موصوفات لکھتے ہیں کہ ان کی تعداد ستر ہوتی ہے مگر حضرت شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ ان کی تعداد ہر زمانے میں آٹھ ہوتی ہے اور ہر آٹھ مسمیٰ کے حامل ہوتے ہیں۔ نیز آٹھ آسمانوں کے معلوم کے حامل ہوتے ہیں۔ عام طور پر ان کا مقام کوثر ہے سب کا نام حسن بتایا جاتا ہے اور صریح بھی دیتے ہیں۔

۹۔ نقباء:

یہ نقباء ہیں۔ مگر حضرت شیخ محمد ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں

جو نوس آسمان کے علم کے جامع ہوتے ہیں اور ہر زمانے میں بارہ ہی ہوتے ہیں لکھا ہے کہ سب کا نام علی ہوتا ہے۔

۱۰۔ علماء:

تعداد میں چار ہیں۔ محمد ان کا نام ہے۔ زمین کے مختلف راویوں میں کام کرتے ہیں۔

۱۱۔ مکتوبان:

یہ چار مزار میں ہر لوگ اپنے آپ کو نہیں پہچان سکتے۔

۱۲۔ مفردان:

جب قطب عالم مرنے لگتا ہے تو مفرد ہوتا ہے۔ ہر زمانے میں ان کی تعداد پانچ سو بہتر ہوتی ہے۔

شہزادہ دارو شکرہ قادری اپنی تالیف "سفیر الودیعہ" میں لکھتا ہے: "موصوفات کا ایک گروہ وہ ہے جو اپنے آپ کو فرض عالمیت سے منسوب کرتا ہے ان کی شناخت بہت مشکل کام ہے ان کا طبعی کار نظام شرع کے خلاف دکھائی دیتا ہے اس گروہ کے مشہور بزرگ سلطان النعمان حضرت بایزید بسطامی ہیں۔ ایک دفعہ آپ دورہ واسطہ سے اپنے وطن مالوف بسطام پہنچے آپ کے استقبالیہ کے لیے یہاں کے اکابر اور اشراف حاضر ہوئے۔ آپ نے جب لوگوں کا یہ اندام دیکھا اور

فقہ صریح کیا تو لوگوں کو اپنے سے بدگمان کرنے کے لیے رمضان شریف کے مہینے میں بازار سے روٹی منگو کر کھانی شروع کر دی۔ حبیب لوگوں نے یہ دیکھا تو آپ سے مخوف ہو گئے۔ رمضان شریف کے مہینے میں ان کا روٹی کھانا بظاہر خلاف شرع تھا لیکن درحقیقت شرع کے خلاف نہ تھا، کیونکہ آپ مسافر تھے۔

طریقہ ملائیت

طریقہ ملائیت حقیقتاً شرع کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ یہ فرقہ اس کو اپنی قبا بنا لیتا ہے تاکہ لوگوں کی نظروں میں قابلِ ملامت نہ بن کر لوگوں کے هجوم اور رجوع سے جو نقصانات و کراہی میں پڑا ہو کہ جس میں ان سے بچنے آپ کو مجبور کرے۔ اس گروہ کے کسی عمل پر انگشت ثنائی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ان کے کاموں کی اصل معیشت اور ان کے اصرار پر کسی طور پر کسی اطلاع نہیں ہوتی۔

حضرت ذوالنون مصری اور حضرت ابو ثلابیؒ کی ذلت ہے کہ انہما خالی اپنے جس بندہ سے ملازم ہوتا ہے اس کی زبان کو اویا وائلہ پر حق و شیع اور اعتراضات انکار کرنے میں دراز قرار دیتا ہے۔

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی مجددیؒ کو ایک روز مرقہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ حالت مجاہدیت میں بسر کیا۔ اور ان پر سکون و مہذب کی حالت طاری رہی۔ لیکن آخری ایام میں آپ عالم صوفی بن گئے، باقاعدگی سے مذہبِ محمدیہ کے عامل ہو گئے اور توافقات ہی منزل پر فائز رہے نہ وہ بدایت سے لوگوں کے قلوب کو صبر اور صبر و صبر اور پختہ ثابت کیا کہ اس سلسلہ کی عزائم تباہ نہ پناہ ہیں۔

نقشبندیہ مجاہد کا فلاح سالار اند کہ برہنہ زور پر ہنس ان مجرم قافلوں را

واقعہ معروف اس کتاب کی تکمیل کے سلسلہ میں جناب شیخ محمد اقبال صاحب مدظلہ شاہ عالم دہلیت لاجور کا بید شکر گذار ہے کہ جنہوں نے اس کتاب کی تکمیل کے لیے بے پناہ محنت کی۔ ہر قسم کا فائدہ دیا اور ہر ایک حقیقت سے کرا کر ان کا تعاون شامل حال نہ ہوتا تو یہ کتاب طاعت کے مرتبے میں نہ پہنچ پاتی۔ جو گروہ اپنے مشرک پاک کے عاشق نہ ہیں اس لیے ان کا مشق اور خلوص کام پایا۔ اور یہ کتاب ذریعہ طاعت سے آراستہ ہوئی جس کے لیے وہ لائقِ مدح و تحسین ہیں اس کے علاوہ حضور سائیں صاحبہ و دیگر مریدین و شاہین بھی لائقِ ستائش ہیں کہ انہوں نے شرف سے مکمل تعاون کیا اور قریب کا مواد مہیا کیا۔ اس بات کا امکان ہے کہ اس کتاب میں کچھ غامض یا اندازِ قلم ہیں جس کے لیے مؤلف اپنی عقل و کمال سے مدد نہ خواہے یہ میری پہلی کوشش ہے اس لیے قدر میں اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو بڑے کراہی کا شافی کر لائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ضروری ہوتی۔

وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَأَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

دورِ خیمِ ہندوی شمس
غاکِ پائے اہل اللہ
محمد دین محمد قساری
۱۶ - برنی مشریت - غرضی شامی
لاہور ۵



ابتدائی حالات

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی لاہوری رمضان المبارک ۱۲۳۲ھ مطابق
۱۸۱۷ء بموضع بروزگڑھ سنگ ڈوڈر جیتل تحصیل انیسویں ضلع اہلیٹ آباد میں مولوی عبدالحق
کے گھر پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام ملک جائزہ تھا۔ والد ماجد گاؤں کی مسجد کے
امام تھے دادا مرزا علی محمد اور پردادا غلام غیب تھے جو فقیر عالم اور متقی و پرہیزگار بزرگ تھے
درس و تہذیب آپ کا پیشہ تھا کئی ایک جنات بھی آپ کے ساتھ گزرتے تھے حضرت
پیر محمد صادق نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی، ابھی آپ سن طہریت
کو پہنچے تھے کہ آپ کے والد ماجد انتقال کر گئے۔ اس کے بعد آپ کی والدہ کوٹلی
بالا تحصیل انیسویں میں آباد ہو گئیں اس وقت آپ کی عمر گیارہ سال تھی۔ آپ کے
خاندان کے عزائم حضرت قاری بابا کے دربار کے نزدیک ہیں۔ معلوم ہوا ہے
کہ آپ کے آباؤ اجداد کا اس پہاڑی علاقہ میں دھرم دور رنگ کا وقت بے شکیت ہے
آپ شریعت نامی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔



ورود لاہور

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی ۱۲۳۲ھ بموضع لاہور چودہ سال مدینہ الاولیاء لاہور شریف
لاہور باقیان پورہ کے علاقہ شکر شاہ بخاری میں انارکست گزیں ہوئے۔ یہاں
مہاراجہ دین میں حافظ ناہینا صاحب سے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا اور بعض
درس کیا میں مثلاً گلستان، ہرستان، قدوسی، بابہ شریف وغیرہ اور حضرت
سید دیدار علی شاہ اندرون دہلی و راجہ میں پڑھیں اس زمانہ میں آپ لاہور کے
مختلف مقامات میں پھرتے رہے آپ کا مدینہ الاولیاء لاہور میں یہ قیام تین چار سال
رہا۔ چونکہ آپ کی طبیعت میں شروعات سے ہی سیر و سیاحت کا جذبہ تھا۔ اس لیے آپ
۱۲۳۲ء کے لگ بھگ ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے نکل پڑے۔ چھٹے
اس زمانہ میں آپ پر عہد بیت کا جذبہ غالب تھا اسی غلبہ کے تحت آپ
ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچے۔ لاہور سے بھی، پونا،
نرجنا پٹی، پھر دہلی سے لکھنؤ تک پہنچے۔ بے شمار اولیائے عظام اور صوفیائے کرام
کے مذاہات عالیہ پر حاضری دی۔ دہ دروازہ ہزاروں میں عبادت اور ریاضات کے
ادراں حالت میں کئی سال بسر کیے آپ کے آگے دست سوال دراز نہ کرتے تھے۔
اس سے پہلے سفر ہندوستان میں اسرار ناہار، امیر شریف، دہلی، لکھنؤ
نرجنا پٹی، ممبئی اور پونا وغیرہ مقامات تک پہنچے جس کی تفصیل آگے دی جاتی ہے۔



پہلا سفر ہندوستان

جس زمانے میں آپ اپنے وطن مالوہ سے لاہور تشریف لائے تو چننے سے قیام کے بعد آپ ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ تقریباً ۱۹۲۰ء سے بعد کا زمانہ ہے جب آپ نے وہاں اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔ اور ریاضت و مجاہدات میں صرف کیے۔ ان مقامات پر بھی گئے۔ یہ سفر ۱۹۳۱ء تک محیط ہے۔

اجمیر شریف

حضرت خواجہ جگان سید معین الدین اجیری کے روحِ منورہ پر حاضری تھے اور وہاں سات سال قیام فرمایا اور چکے کاٹا۔

پونا

اس شہر میں چار سال اقامت گزری رہے۔ یہاں آپ کے نام کی مسجد بھی ہے خود فرمایا کرتے تھے کہ جس جگہ کے قریب میں رہتا تھا وہ آج بھی موجود ہے۔
میں بیٹی۔
میں بیٹی پہنچے وہاں دو سال قیام فرمایا۔

ترچیا پالی

اس شہر کے قریب ایک جنگل میں مجاہدیت و ریاضات میں مصروف رہے اور پندرہ سال وہاں ہی رہے۔

کلکتہ

کلکتہ بھی گئے اور چن دن قیام فرمایا۔

انبالہ

انبالہ بھی دیکھا۔

دہلی

قیام دہلی میں آپ نے اس قدیم شہر کے بہت سے مزارات پر حاضری دی اور نویں و برکات حاصل کیے۔

امرتسر

امرتسر بھی پہنچے۔ شریف پورہ کی گول مسجد میں سب اردو اربابوں بھی بیٹھے رہے۔
سہارنپور بھی گئے
مرہٹوں (جنگل) بھی تشریف لے گئے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت

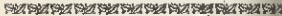
ہندوستان سے واپسی کے بعد آپ لاہور آئے پھر مرشد کی تلقین میں
علی پور سٹی میں حضرت پیر حافظ جامعہ علی شاہ نقشبندی کی خدمت اقدس
میں حاضر ہوئے تین دن وہاں قیام کیا اور بیعت کی درخواست کی حضرت اہل بیتؑ
نے فرمایا کہ مقدار حدیث سب انگٹ میں حضرت پیر حیات محمد نقشبندیؒ کے پاس ہے ،
وہاں پہلے جائے پناہم آپ نے ساگوٹ ہمارا ان کے دست حق پرست پر بیعت
کر لی ۔ پھر لاہور آئے ۔ یہاں آپ نے لاہور کی مختلف کامیوں میں قیام فرمایا ۔
بہنرول کے قیام میں آپ نے وہاں ایک مسجد کی تعمیر شروع کرائی کچھ دن ہانہا پتھر
اور سنگ پورہ میں گذارے ۔

پھر اس کے کو آپ کے حالات و واقعات درج کیے گئے ہیں شجرہ
عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حیاتہ صدقہ بیوہ سوانح درج کیا گیا ہے ۔



حالات بزرگان

شجرہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حیاتہ صدقہ



تاجدار مدینہ

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ السلام

رحمۃ اللعالمین، خاتم الانبیاء، شفیع المذنبین، شہداء و کون و مکان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت ۱۲ بیچ الاول عام الفیل ۶۱۰ء اپریل ۱۲ء بروز دوشنبہ ۱۲ بجے قبل ہجرت جمیع صوفیوں کو مکہ مکرمہ میں جوئی والد ماجد کا اسم گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب اور والدہ کرمہ کا حضرت آمنہ بنت ابی طالب کی ولادت آپ کے چچا حضرت ابوطالب کے مکان میں جوئی ولادت کے بعد آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب آپ کو اٹھا کر خانہ کعبہ سے لے گئے اور آپ کے لیے دھانا لائی اور نام پاک محمد رکھا۔ آپ کے والد حضرت عبدالمطلب کی ولادت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔ ولادت کے وقت آپ کی والدہ سے آپ کو دودھ پلایا۔ پھر تو میرے اور میرے چچا عبدالمطلب آپ کو شے بغیر شے لے گئیں جہاں آپ نے تقریباً چھ سال گزارے اس کے بعد حلبیہ مدینہ آپ کو لے کر مکہ معظمہ آئیں اور آپ کی والدہ کے پھر دم کر دیا۔ چنانچہ اس سال حضرت آمنہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ گئیں۔ اور واپسی پر مقام ابواء اٹھوں نے سوال فرمایا۔ اس وقت آمنہ آپ کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ پہنچیں اور آپ کو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے پھر دم کر دیا۔ ۸ سال کی عمر پاک ملک انھوں نے کفالت کی۔ پھر ان کی وفات کے بعد حضرت ابوطالب نے تاجدار مدینہ کی کفالت کی۔ ۹ کوفت میں مدینہ منورہ والے کو ستم سے بارہ سال کی عمر میں حضرت ابوطالب کے ساتھ شام کا تجارتی سفر فرمایا۔ وہاں بمیرہ راجب ملا۔ یہی نے حضرت ابوطالب کا

گم بہ پھر نبی آخر الزمان ہے اس کو اپنے وطن سے جا تو مہارادھاری ان کو نقصان پہنچائیں۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ نے جنگ فہار میں شرکت فرمائی اور اسی سال حلف الفضول میں بھی حصہ لیا۔ شام کا دورہ سفر آپ نے ۲۵ سال کی عمر میں مکہ معظمہ کی ایک امیر ترین اور پاکیزہ خاتون حضرت خدیجہ کے ایقانہ پر کیا۔ اس سفر میں شک شام میں لشکر دار راجب ملا۔ جہاں نے دی الفاظ دہرائے جو قبل ازین پھر راجب کہہ چکا تھا اس سفر میں ملک شام میں حضرت خدیجہ کو غلام میسر ہو گیا تھا۔ جس نے مکہ معظمہ پہنچتے ہی حضرت خدیجہ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ اس نے شادی کے لیے درخواست کی، جو آپ نے حضرت ابوطالب کے مشورہ سے قبول فرمائی۔ ۲۸ سال کی عمر میں مسجدنا حضرت قاسم ۲۱ سال کی عمر میں حضرت زینب ۲۲ سال کی عمر پاک میں سیدہ زرقہ ۲۳ سال کی عمر میں سیدہ اُمّ کلثوم قدامت میں ۲۵ سال کی عمر پاک میں آپ نے تعمیر کتبہ میں حصہ لیا۔ جس کو شہید یار شہوں کی وجہ سے کافی نقصان پہنچا تھا۔ اور اس سال خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء کی ولادت ہوئی۔ ۳۸ سال کی عمر میں آپ پر نبوت نازل ہوئی اور فضول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۴۲ سال کی عمر میں اعلانہ تبلیغ اسلام کا حکم ہوا اور ۵ سال کی عمر میں حبشہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ ۴۶ سال کی عمر میں حضرت امیر مجتہد اور حضرت محمد رفیع حضرت جبرائیل سلام سے ۶ سال کی عمر میں شب ابوطالب میں حضور پہلے اور اس جگہ ۷ سال تک قیام کر کے بائیکاٹ کی وجہ سے انتہائی مشکل میں رہے۔ ۴۹ سال کی عمر میں اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ کبریٰ اور حضرت ابوطالب نے وفات پائی۔ یہ سال عام الفتن کہلاتا ہے۔ حضرت سودہ اور حضرت عائشہ صدیقہ نے تاج سوار۔ و حضرت سلام کے لیے طائف کا سفر کیا۔ ۵۰ سال کی عمر میں حواجر ہوا۔ غار حرا کی فریفت ہوئی۔ اوقات کا فتنہ سوار۔ مدینہ کے دھندے اسلام قبول کیا۔ ۵۱ سال کی عمر میں

ہیت یعنی کوئی موتی، پھر عجیب یعنی ثانیہ ۲۰ سال کی عمر میں ہجرت ہوئی (ای
سال الصغار کے ۲، مرد اور ۲ عورتیں بجت ہوئیں۔

مدنی دور کے کوئٹہ اس طرح ہیں :-

۱۔ ہجرت دنا کر مدینہ منورہ پہنچے مسجد قبا کی تعمیر ہوئی، مراعات انصار و
مہاجرین، ان کی اپنا دار، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی رخصتی۔
مدینہ منورہ میں آپ کے پیڑھان حضرت ابوالفضلؓ انصاری بنے، ام المؤمنین
کے بچے جبریل کی تعمیر، جینا فی مدینہ (مسلمانوں) یہودیوں اور انصاری کے
درمیان (مہاجرین) کے لیے سکانات بھی تعمیر ہوئے۔

۲۔ فرغانہ، جاد، خزوہ بدر، نماز مدینہ، رکاوہ کی فضیلت، حضرت علی
کرم اللہ وجہہ اور حضرت خاتم النبیینؐ کا نکاح، تجرل کعبہ (سمیت المقدس کی
بجائے نماز کعبہ، برغمان کے درخت پر عرض ہوئے اہل نمازیں سلام و کلام
کی گمانت ہوئی، پیڑھانی کا حکم نازل ہوا۔

۳۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ اور ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ سے نکاح
ہوا، خزوہ آمد، خزوہ قطافان، خزوہ بخران، مکمل کعب بن اشرف اور
ابی رافع۔

۴۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے نکاح، خزوہ بنی تغیر، خزوہ ذات الرقاق
خزوہ بدر الاخریٰ کے علاوہ حریت شرب کے احکام نازل ہوئے۔

۵۔ ام المؤمنین حضرت حورؓ، ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ سے
نکاح، خزوہ دومۃ الجہنل، خزوہ بنی مطلق، خزوہ خندق، خزوہ بنی قریظہ
کے علاوہ حجاب کی آیات نازل ہوئی۔

۶۔ رات المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ سے نکاح، بارہ تیرہ مہر ان کے علاوہ

خزوہ مدینہ بھی پہنچی آبا، کفار سے اپنی اسلام کے نکاح کی حرمت نازل ہوئی
۷۔ بنی النضر کو دعوت اسلام کے نواہت ارسال کیے گئے، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ
اور ام المؤمنین حضرت عیدہؓ سے نکاح ہوئے، ام المؤمنین حضرت سمیہؓ کے
بعد گپ کے سے نکاح نہیں کیا۔

خزوہ خیبر بھی اسی سال وقوع پذیر ہوا، نجد، غسان اور شام کے
ماکمل کا قبیلہ اسلام۔

۸۔ مارہ قبیلہ کے طعن سے حضرت ابراہیم بن رسول اللہؐ فوت ہوئے، حضرت
زینب بنت جحشؓ رسول اللہؐ کی وفات ہوئی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عروہؓ انصاریؓ کا راء اسلام میں داخل ہوئے
فتح مکہ، خزوہ منین، خزوہ طاعت اسی سال وقوع پذیر ہوئے، مسجد نبویؐ میں
منبر بنایا گیا، حضرت مکرّم بن ابی جہلؓ نے اسلام قبول کیا۔

۹۔ حج اکبر کے موقع پر شہر نبویؐ سے وفود حاضر خدمت ہوئے، حج کی

فضیلت اور سود کی حرمت نازل ہوئی، رکاوہ کی دھلی کے لیے عامل مقرر
کئے گئے، حضرت ابوبکرؓ بنی نضیر کو امیر الحجاز بنایا گیا اور حج ان ہی کی اقتدا
میں ہوا۔ نبوی اسلام مدینہ میں قائم، مسجد حرا کا واقعہ بھی اسی سال پیش آیا

اکیدر، الی وومۃ الجہنل اور زوی الکعبہ بادشاہ حیر سلمان ہوئے، خزوہ
بکوک، وفات حضرت ام کلثومؓ و خضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وفات بنی شام صیہ۔

۱۰۔ حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کی حیات کا آخری سال کچھ دنوں کا حضرت

۱۱۔ ہجرت اوداع، تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار سال کرام اس حج میں

۱۲۔ وفات ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سلسلہ ۱۔ وصال سے چند روز قبل جب مرض نے شفقت اختیار کی تو آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امام مقرر فرمایا۔

۱۲ ربیع الاول بروز شنبہ مطابق ۸ جون ۱۱ سال ۶۳ سال بروز سوموار آپ نے وصال فرمایا۔ وصال سے دو دن قبل آپ نے مسجد نبوی میں خطبہ دیا اور فرمایا میں سب سے زیادہ جس کی دولت اور رفاقت کا ممنون ہوں وہ ابو بکر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اگر میں دینا نہیں کسی کو دوست یا رفیق چاہتا ہوں تو ابوبکر کے رفیق کوئی درجہ ابو بکر کے دوہرے کے سوا باقی نہ رکھا جائے حضرت عائشہؓ حضرت عباسؓ حضرت فضلؓ حضرت ذکوانؓ حضرت اسامہؓ حضرت عثمانؓ حضرت سفیانؓ رضی اللہ عنہم و آلہ وسلم کو غسل دیا اور تین جاہر سے کفن دیا اور حضرت عائشہؓ مدینہ کے حجرہ میں دفن کیا گیا۔

اخلاق حسنہ

اَللّٰهُمَّ لَقِّنْ لِّسَانِي حَقَّكَ

جزیرہ بشریم وہن روشک و غلاب
سوز نام تو گفتن کمال بنے دینی است

اگر کوئی دنیا کے سدروں کے پانی سے بائیں بن جائیں اور جنگل کے درخت قلیں بن جائیں تب بھی آپ کے اخلاق حسنہ معاملہ غرہ میں نہیں آسکتے۔ باوجود رحمتہ صلیہن۔ غلامانہ بنیں۔ شیخ الدین سب کے نماز اس قدر لمبی پڑھتے تھے کہ قدم مبارک سوزم ہو جاتے تھے۔ روزانہ کاموں متناکر خدا کے بعد نفع شب تک استراحت فرماتے پھر عبادت فرماتے۔ اور نماز پڑھتے۔ اپنی ذاتِ اقدس کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ وہ لوگ جو ۲ سال آپ پر

نہیں تھے جہر و کلمہ کرتے۔ سب دن کو بھی صاف کر دیا۔ خود غیر از زندگی سبر کرتے تھے کھڑکھاؤں میں باونا سول کو شرماتے تھے۔ دوسرے دن کے لیے کسی چیز کو ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ لیسے باوقار تھے۔ اگر چہ اپنا کلب آپ کو دیکھنا ہیبت کھاتا۔ اپنے اصحاب سے کسی سے ملنے قائل نہ صاف فرماتے۔ جو لوگوں کو کھانا کھلائے مرنے والوں کی مزاج پر سی کر دیا۔ وقایع سے ہٹ کر آنا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا۔ اسلام میں اتار دیکر کرنا۔ لوگوں کی خطاؤں سے روزگار کرنا۔ غصہ کا اظہار نہ کرنا۔ خندہ پیشانی سے پہل کر آنا۔ کبھی کھانے میں عیب نہ نکالنا۔ سودا اعلیٰ نہ دہانار سے خریدنا۔ آپ کی ذاتِ اقدس کے بہترین اوصاف تھے۔

صرفائے محرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو تعریف و سحر چہرہ مانتے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ معرفت روحانیت کے اعلیٰ مقام اور کون نفس و بغیہ قلب کی اعلیٰ منزل اور ارفع مراتب پر فائز ہونے کے مادہ۔ آپ کی حیثیت پاک سر تا پا عملِ حق کی کاشت نثارِ اطہرہ یا مسجد نبوی بیت الاحرام ہو یا بیت المقدس۔ عرضِ مطہرہ ہو یا مصر میں رحمت کے ذرات سداں جنگ ہو یا صلح کی حالت آپ ہمہ وقت سعی و عمل میں مشغول رہنے لگے۔ آپ کی سیرتِ طیبہ کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ آپ صرف حکم دینے پر ہی اکتفا نہ کرتے تھے۔ بلکہ کامی نمونہ پیش فرماتے تھے۔

لَا يَكُنُ الْفِتْنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ

بعد از خدا بزرگ توئی حقّیہ حقّیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَىٰ
 اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَبِيْبٌ مَّحَبْبٌ
 اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ
 اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَبِيْبٌ مَّحَبْبٌ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ
 سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاصْحَابِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ



امیر المؤمنین خلیفہ اول

حضرت ابو بکر صدیق

اسم گرامی قدر عبداللہ کنیت ابو بکر لقب سعد بن اور رضی ہے والد ماجد کا
 نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ تھی والد ماجد علی رضی جس کی کنیت ام الخیر تھی
 آپ قریش کی ایک شاخ بنو قسیم سے تعلق رکھتے تھے

آپ کی طاعت با سعادت عام الغیل کے بڑا ہی پرس جد جوتی رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین سال چھوٹے تھے اور اعلیٰ عمر سے ہی سکیم افضلیت
 تھے ان کو بکر بنات کا پیشہ اپنا یا جوہن سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے عزیز دوست تھے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت
 کیا تو سب سے پہلے آپ نے ہی اسے قبول فرمایا اور ساری عمر اس کے ذورِ غاوت
 ثابت کے لیے کوشاں رہے ہجرت سے قبل کہ بعض میں آپ نے کفار مکہ کے
 قسم کے جوڑے ستم سے لگا آپ کے ایمان میں ذبح ہر پر بھی فرق نہ پڑا جب
 ایمان دلو اور میں پر مشیدہ نماز ادا کیا کرتے تھے تو آپ بھی ان کے ساتھ تھے
 آشوب دور میں آپ نے حضرت بلالؓ، حضرت عامر بن ذہیرؓ، حضرت عمارؓ
 سامرہؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت بلالؓ، حضرت زبیرؓ
 و غیرہؓ، حضرت ام مریؓ وغیرہ ملازمین اور کنیزوں کو خرید کر آزاد فرمایا۔

ہجرت کے وقت آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا سفر فرمایا جب مدینہ میں مداخلت کا ارشاد فرمایا تو آپ حضرت خادرجن زید انصاری کے بھائی بنے۔ مدینہ منورہ کی سب سے پہلی مسجد مسجد نبویؐ کی الاصلی عید کے کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی۔ قیام مدینہ منورہ ان غزوات میں شرکت کی۔ غزوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ خندق، غزوہ بنی مصلح، غزوہ خیبر، فتح مکہ، غزوہ تبوک، غزوہ موتہ، غزوہ ذات السلاسل، غزوہ تبوک وغیرہ۔ غزویہ ہر مشکل مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حجۃ الوداع کے وقت آپ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے جب صلۃ مطہرہ مکہ مکرمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ امیر المؤمنین اور خلیفہ اول منتخب ہوئے۔ دورانِ خلافت آپ نے نہایت مکمل اور بڑی باری سے تمام مسائل کو طے کیا۔ حبش، سامہ کی روانگی، فتہ ارمنا و کابلینا، مکرش اور باغی قبائل پر فتاوے پایا، منکرین کو قہ سے بچانا، مسلحہ کذاب کا استدعال، آپ سے علم و اشراف کا نشان کارنا ہے ہیں۔ آپ ہی کی تفسیر سے حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ جو مشرہ مشرہ میں بیٹھے، ایمان لائے۔

آپ کے عہد خلافت میں مسلمانوں نے جزیرہ عرب سے نکل کر بحرین، عمان، یمن، حضرموت، حیرہ، دومہ، الجندل، کندہ وغیرہ تک فتوحات کیں پھر یوم کو سفارت بھیجی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کو عیال بنایا تو ابوترک کو بنانا۔ پھر فرمایا ہم سے ہر ایک کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے مگر ابوترک کا احسان ایسا ہے کہ اس کا بدلہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہی دے گا پھر فرمایا

لکھ دو کہ مردوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

آپ کا نظام حکومت مثالی تھا۔ پوری مملکت کو مختلف صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور ان کے لئے علیحدہ علیحدہ حاکم مقرر کیے۔ ریاست کی آمدنی اور اخراجات آپ کا مکمل گوشور تھا۔ دینت المال کا قیام۔ خرچ کی تشکیل نو۔ قان پاک کرنا، بغیرات اور عہد و قائم کرنا۔ آپ کے بے شمار کارنامے ہیں آپ کو ان باتوں پر اولیات حاصل ہے۔

۱۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔

۲۔ قرآن پاک کو سب سے پہلے آپ نے جمع کرایا۔

۳۔ قرآن پاک کا سب سے پہلے آپ نے نام مخفف رکھا۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنی حیات میں امام مقرر فرمایا اور آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔

۵۔ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو امیر حجاج مقرر فرمایا۔

۶۔ آپ پہلے امیر المؤمنین ہیں۔

۷۔ اسلام میں سب سے پہلے سب آپ ہی کے تعاون سے تشریف ہوئی۔

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے آپ کو دوزخ سے نہایت کی خبر شجرہ یسنائی۔

۹۔ ہجرت کنوئوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ ہی تھے۔

۱۰۔ آپ مشرہ مشرہ میں شامل ہیں۔

۱۱۔ قرآن مجید میں آپ کے فضائل پر آیات ہیں

۱۲۔ آپ افضل الشریعہ الانبیاء ہیں۔

آپ نے چار نکاح کیے اور قبیلہ بنی مہاجر بنی ۲۔ اہم روایات ۲۔ حضرت اسماعیل بن عیسیٰ اور ۴۔ حضرت جبریل بنیہ خارجیہ۔ اولاد میں حضرت اہم روایات کے بطن سے حضرت عبدالرحمن بن حضرت اسماعیل کے بطن سے حضرت محمد بن ابی بکر قریب ہوئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت عبدالرحمن کی بیوی تھیں۔ جہاں بزرگ روایات میں ایک نہایت اہم مقام رکھتی تھیں۔

آپ کا حال ۲۲ ہجری ۳۱۵ مطابق ۹۲۳ھ میں ۶۲ سال مدینہ منورہ میں ہوا۔ حضرت اسماعیل بن عیسیٰ نے غسل دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے قبر میں اتار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقہ منورہ کے پہلو میں لٹا دیا۔ آپ کا سر اقدس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک تک آتا ہے۔ رزمجان حقیقت علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

اے اس الناس بر مولائے ما اے کلیم اول سینائے ما
جنت او کشت ملت راجا پر ثانی اسلام وغارہ پر و قبر
حضرت سلیمان فارسی نے آپ سے ہی اخذ فیض کیا اور اس سے آگے
سلسلہ چلا۔



حضرت سلیمان فارسی

آپ کا نسب اصحابان کے خاندان آپ الہک سے ملتا ہے آپ کے والد اشیل پرست تھے۔ پہلے آپ وہاں جوس سے ہزار مور دین مروسی میں داخل ہوئے
اس کو چھڑ کر نساوی مذہب اختیار کر لیا اور روم و شام میں زبان نساوی کی
دست میں رہے اور اس راہ میں سخت تکالیف برداشت کیں۔ تقریباً دس مرتبہ
لوہ پلہ موت طرخت ہوئے۔ آپ کا چھٹی نام مایہ قتادہ میں ایک شخص نے
مدینہ کا بتان لگا کر گرفتار کر لیا اور بنی قریظہ کے ایک یہودی نے خرید لیا اور
چھ سالہ یہودی کی غلامی سے بھی بجاتی تھی۔

اسلام میں داخل ہوئے کا واقعہ اس طرح ہے آخر اسباب جس کے
پس آپ سچے مرنے لگا تو اس نے آپ کو بشارت دی کہ مدینہ میں پیغمبر آجائے گا
کی علت کا زمانہ قریب آگیا ہے تو ان کا دین اختیار کرنا۔ چنانچہ رامہب مذکورہ
سے کہہ کر آپ نے مدینہ کی راہ لی۔ ہجرت کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام
خیر کر لیا آپ کا نام سلیمان رکھا گیا۔ غزوہ خندق میں آپ ہی کے مشورہ سے
دن بھر دی گئی تھی۔ مدینہ منورہ میں اہل تقی نے آپ کے مال میں برکت دی
اور آپ نے وہاں کھجوروں کا ایک باغ لگا دیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دست مبارک سے کھجوروں کا ایک پروانہ جو دستِ جبریل سے رہا ہے ۔

آپ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے شرفِ بیعت تھا آپ اسبابِ شہادت میں شامل تھے
وہ وفات کا بیشتر حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور خدمت میں ہی بسر کیا
تھا۔ جس سے آپ نے علومِ دینی و دنیوی کا قرینہ حاصل کیا اور آپ کے خصوصی مقرب
ہیے۔ آپ کی شان میں ایک حدیث بھی ہے ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ "سیدنا ان رضی اللہ عنہ" کا سب سے اہل بیت ہے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے کہ سیدنا ان علم و حکمت میں لفظانِ محمد کا
حجم ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ مدائن کے گورنر تھے

کیے گئے ۔
مصنف "طبقات الصوفیہ" علامہ عبد الوہاب شعریؒ لکھتے ہیں کہ جب آپ کا
وظیفہ آتا تھا تو اس کو گھڑے گھڑے پیوٹ کر دیتے تھے اور خود مزدوری کر کے
کھاتے تھے۔ جو روزی کے دوران آپ کو پانچ ہزار دینار ملتا تھے پہلے کوئی
مکان نہ تھا جب مکان بنایا تو اس کی یہ حالت تھی کہ گھڑے بول تو نہ جیت کو جا
سکتا تھا۔ بعض لوگ مزدور سمجھ کر مسلمان بھی اٹھوا لیتے اور معلوم ہوتے پر سطرت کہتے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بائیں چاہیہ ۔

میں کس ابنِ عرب ہوں

صہبہؓ سابقِ روم

سیدناؓ سابقِ فارس

اور ہالؓ سابقِ حبشہ

آپ فرماتے ہیں :- تہتیب ہے طالبِ دنیا پر جس کو موت طلب کر رہی ہے
۱۰۔ جنب ہے اس فانی پر جس کو فراموشی نہیں کیا گیا اور تہتیب ہے اس پختہ دلے
جو دنیا پر جانتا کہ اس کا پروردگار اس سے راضی ہے یا ناخوش ۔

آپ کی وفات ۱۰ ربیع الثانی ۴۰ مطابق ۶۳۳ء مدائن میں ہوئی اور وہیں
وہیں ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی تجویز و نگہین کے ذرائع انجام دیئے
تھا کہ آپ کی عمر اڑھائی سو سال کی تھی ۔ بوخت وفات پر آواز رہی تھی ۔

سَلَامٌ نَبِیکَ یا ولی اللہ . السلام علیک یا صاحبِ رسول اللہ
ن کی زوجہ فرمائی ہیں ۔ کہ آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آتا تھا ۔



حضرت قاسم بن محمد بن حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امیر المؤمنین غلام اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت غلام اور
کے فرزند زید بن سہیل تھے۔ نام کا تمام اود کہتے حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر
حضرت امام زین العابدین آپ کے غلام زید بن سہیل تھے کہسبی میں آپ کے والد کا
انتقال ہو گیا تھا اس لیے آپ کی پرورش و تربیت آپ کی عہد چچی ام المومنین حضرت
حائشہ صدیقہ کی ۔

باطنی علوم کی نگین آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کی۔ آپ زبردست نقیب تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کا قول ہے کہ اگر خلافت کا دعو میرے اختیار میں ہوتا تو میں حضرت قاسم بن محمد بن ابوجہر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سپرد کر دیتا۔ اور ان کو عقیدہ پاتا۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابیہرہ رضی اللہ عنہم سے علم حدیث پڑھا، اور اس طرح آپ ایک نامور محدث بن گئے۔ آپ کی والدہ ثناء فارغ بنہ درجو کی فریختی جو حضرت محمد بن عبد بن ابیہرہ کے نکاح میں آئی۔

آپ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے تھے، حضرت عمار کریم سے آپ نے عزت کی جلیل القدر راجحیں میں سے تھیں۔ زیادہ حادث ہے کہ آپ ایک معتز عالم تھے۔ آپ کے کاغذ میں بڑے بڑے ائمہ حدیث تھے جن میں عبدالرحمن بن قاسم۔

امام حنفی: امام بن عبد اللہ بن عمر بن محمد بن محمد انصاری۔ امام زہری، عبد اللہ بن عمر، مالک بن دینار، قاضی ابی عمر سعید بن ابی علی، قاضی ابی حنن۔
 وفیات: مملوک محمد بن عبد اللہ بن عمر بن محمد بن محمد انصاری۔ سعید بن ابی علی، قاضی ابی حنن۔
 شخصیتیں: محمد بن عبد اللہ بن عمر بن محمد بن محمد انصاری۔ سعید بن ابی علی، قاضی ابی حنن۔
 حضرت عمر بن عبد اللہ بن عمر بن محمد بن محمد انصاری۔ سعید بن ابی علی، قاضی ابی حنن۔
 ابی، قاضی ابی حنن۔

مسجد نبوی میں آپ کا خالص حفظہ درس تھا، ہر ایک روزہ تہجدی اور صبحی کے
درمیان تھی۔ جس پر بعد ازاں حضرت امام مالکؒ کی سند درس بھی تھی۔ آپ
امام عاتقہؓ اور دیگر ائمہ کے حشر تھے۔

آسپ کی وفات ۱۴ جمادی الاول ۱۰۸۸ھ مطابق ۱۶۷۷ء میں ہوئی۔ جہاں آباد
۱۰ سال ہوئی۔ وفات تک مظفر اور بدینہ خدیوہ کے درمیان مقام بدینہ ہوئی۔ ۱۰ اور
شش ہزار روپے جو ملے دیسے تین میل کے فاصلے پر ہے۔



حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

اسم محمد بن جعفر کنیت ابو عبد اللہ اور لقب صادق ہے آپ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی ولادت مکہ حضرت امام زکریا رضی اللہ عنہ صاحب حضرت قاسم بن محمد بن محبوب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم غیلہ ازل کی صاحبزادی عقیقہ۔ آپ کی ولادت باسعادت ۸ رمضان المبارک سنہ ۸۰ مطابق ۶۰۰ء میں ہوئی۔ آپ کی مافی حضرت اسماعیل بن عبد الرحمن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔

باطنی علوم کی تحصیل و تکمیل آپ نے اپنے نانا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے کی مگر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درہمی دلا دیا جو سنے کا شرف حاصل ہے۔ آپ بیچ و بیل میں سے تھے۔ علم حدیث آپ نے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت قاسم بن محمد امام مری۔ امام کا فقیہ محمد بن مسکندر۔ عبد اللہ بن ابی یوسف۔ علاء و غیرہ سے پڑھا اور تحصیل کی۔

آپ اہل بیت کے چھ امام میں اور آپ کی امامت و سیادت متفق علیہ ہے۔ فقہ یس میں پڑھا بلکہ وہ تھا۔ حضرت امام کا کہتے تھے کہ آپ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا تو فرنگ نہ دھو جانا آپ نے حدیث بھی بے وضو و طہائی امام باقی حضرت عبد اللہ بن عثمان فرماتے ہیں کہ حضرت امام کا نصب محمدی اور موسوی حضرت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ مروان بن الحنفیہ کا قول ہے کہ میں جس وقت امام جعفر صادق کو دیکھتا ہوں معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ خاندان نبوت سے ہیں۔

اہل بیت کرام میں آپ بے نظیر و بے مدلی تھے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل بیت میں سے آپ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا علماء ذہبی کہتے ہیں کہ آپ فقہا حدیث میں سے تھے جو حضرت مسیح علیہ السلام بن عثمان جو بیاضی المعروف ابی یوسف کا بھائی تھے ہیں کہ آپ اور عیسیٰ مثلاً لکھنؤ، اطاہی کے امام اور مرگڑہ علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

صحابہ آپ پر فخر و عقیدہ فرمایا کرتے تھے کہ علمائے شریعت پیروں کے امین ہیں حبیب اللہ کا بلا مت سون کے دروازوں پر نہ جاتیں۔ سعادت کا یہ عالم تھا کہ اوروں کو اتنا سنا کہ کہ لینے اہل و عیال کے لیے کچھ باقی نہ رہتا۔ آپ کے عائدہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت مشیائے ثوری حضرت ابن جریج، حضرت سفیان بن عیینہ، حضرت ابو یوسف، حضرت شعبہ و غیرہ اکثر کرام تھے اور انھوں نے آپ سے بہت سی احادیث و روایت کی ہیں حضرت امام محمد مالک ایک سنت لکھا ہے کہ آپ کی دستا قدرت میں حاضر ہونے سے ہیں۔ کشف و کرامت بے شمار ہیں۔

آپ کا نام سرزمین عراق میں کافی معروف تھا۔ حضرت واقف زکائی مثنیٰ مریہ آپ کی خدمت لکھا میں حاضر ہوں کہ غضب ہوئے۔ غضب سفور کا ہی آپ کی عظمت کا یہ مدعوت تھا۔

آپ کا وصال دار عیال پر حبیب مثلاً مطابق سنہ ۱۴۰ ہجری ۶۴۰ سال مدینہ منورہ میں ہوا۔ اور دفن البقیع میں کدہ اہل بیت کرام میں مدفن ہوئے اس قبہ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بن ابی عبد اللہ اور حضرت امام حسن کرام رضی اللہ عنہ فرمایا ہیں۔



سُلطان العارفين حضرت بايزيد بسطاميؒ

آپ کا اسم گرامی طغرل بن علی بن آدم بن خروسان تھا۔ کنیت ابو یزید اور لقب سلطان العارفين تھا آپ کے دادا پشانش پرست تھے پھر اسلام لے آئے۔ ولادت منہاج مطابق ۳۷۷ھ میں ہوئی آپ نے اپنی والدہ کی بہت خدمت کی مٹی جس کی وجہ سے آپ کو خندہ ملا رہے۔

آپ کو حضرت امام جعفر بن علیؑ سے اسی نسبت تھی۔ رشتہ فرید الدین عطارؒ سمجھتے ہیں کہ آپ نے ایک سو تیرہ مشارع سے استفادہ کیا تھا صاحب آپ کے لیے تقریر سے گئے تو آپ نے یہ سفر بارہ سال میں اس طرح طے کیا کہ ہر قدم پر درود کو سنت نماز ادا فرماتے و سبہ حضرت شیخ عینی اور حضرت ابو جعفر سجستانیؒ سے آپ کی ملاقاتیں تھیں۔ حضرت شیخ ابو سعید ادا الخیر بھی آپ کی ملاقات کو آئے تھے۔

ریاضت و عبادت میں آپ بے نظیر رہے ہیں۔ عتقہ صاحب بسطام سے باہر نیکے تو تیس سال تک جنگوں، ویرانوں اور بیابانوں میں چھلکت میں معروف بل سبے حضرت داہ گنج بھی صاحب "کشف المحجوب" سمجھتے ہیں کہ آپ بسطام کی آبادی میں فرات پر رہتے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرمایا کرتے تھے کہ "راہ توحید کے مائلوں کی انتہاء بايزيد کی ابتداء کے برابر ہے" پھر فرمایا "بايزيد باری ہماست میں ایسے ہیں جیسے جبرئیل علیہ السلام فرشتوں میں"۔

تو چہرا اچھے مال نہ نہ منورہ کی جست سے احرام باخبر کر
اور صبر و سحر میں ماضی دہی۔ گو یا آپ کے کمال ادب نے گوارا
دیا۔ نام دکھا جائے اقبالیہ مذمت کا یہ عالم تھا کہ مذمت کی
حالا قیام اور مری کے مالک سار و لذت کے ایک ہی
سی سے نہ پذیر واپس لگتے۔

یہ وہ ہے۔ دماغتہاں را اثر خالق سنے اپنے
وہ وہ ملے۔ سب کی طرف راغب ہوں

۵۰ سال "اعمال صالحہ" میں طاعت و تقویٰ کو ہر دم سال بسطام
۵۰ سال "اعمال صالحہ" میں طاعت و تقویٰ کو ہر دم سال بسطام

صفت و احوال خرقائی کی وساطت سے چلے۔



حضرت ابوالحسن خرقانی

اہم گرامی علی بن ہجر اور کنیت ابوالحسن ہے۔

آپ کو شوش میں حضرت حاجہ یازید گیلانی اویسیہ حاصل تھی۔ آپ عثمان کی نماز شرفان میں باجماعت ادا کرتے اور پھر حضرت یازید گیلانی کے حذر اقدس پر حاضر فرماتے۔ اور نماز صبح اس وقت سے خرقان داپس آکر ادا کرتے۔ واپسی میں یہ انتہام تھا کہ رخصتین کی طرف چمک نہ جو۔ بارہ برس کے بعد حضرت یازید گیلانی نے کامیابی کی خبر سنائی تو تمام ملام ہی ہری و باطنی آپ پر شکست ہو گئی۔ آپ نے پچاس سال تک سرنگیہ پر نہیں رکھا۔ اور صبح کی نماز شوش کے وقت سے پڑھی۔

کھاتے کہ آپ کے پاس ایک باغ تھا ایک بار جو آپ نے اسے کھودا تو اس میں سے چاندی نکلی۔ دوسری بار کھودا تو سونا نکلا۔ تیسری بار میرے اور خواجہ ابراہیم نے۔ یہ آپ نے کہا۔ کہ اسے بار اٹھا۔ فقیر ابوالحسن کو ان چیزوں سے کوئی ضرر نہ ہوا۔ یہی ہے اپنے مشق کے بوجھے۔ اور کوئی چیز حلاذ فرما۔ ہمیشہ ریاضت و عبادت میں مشغولی اور حضور و مشاہدہ میں مستغرق رہتے تھے۔

حضرت خواجہ فرید الدین غطار نے اپنی تالیف تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ سلطان الشارح اور قطب الاولاد تھے۔ دولت کے ابدان تھے صاحب کشف العجب حضرت سید علی بن عثمان جویری المعروف جردا گنج بخش لکھتے ہیں کہ آپ احقر شاعر تھے

حضرت شیخ ابوالحسن مقلد نے فرمایا تھا کہ ہمارے بعد کجا بار ازار خرقانی سوائے ہے۔

حضرت شیخ بولوی بنا آپ کی زیارت کے لیے خرقان حاضر ہوئے تھے۔ اور حضرت ابو جہر بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ نقل ہے کہ آپ کے پیر مرشد ابو یزید گیلانی حبیب دستار میں شہدوں کے مزارات کی زیارت کے لیے ہوا۔ اس میں خرقان میں مقیم تھے اور سانس اور کچھ کفر فرماتے۔ چوروں کے اس میں ایک مرد کی خوشبو کو مٹھنا سوں۔ جہاں کام ملی اور کنیت ابوالحسن جوگی۔ سنہ ۶۰۰ دوسرے جگہ کہ جوگا۔ جو اہل دیوان کے ساتھ دوسرے گا۔ کھینچ بٹاری کریگا۔ لکھ لگائے گا۔ حضرت مولانا رقم نے اس طرح کی پیش گوئی کی تھی اور مقنوی ہیں۔

ہا بیت دلچسپ پیر یزید ظہر کیا ہے۔

مطالعہ محمود غزوی کو آپ سے بے حد عقیدت و ارادت تھی۔ اور وہ آپ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضر ہوا کرتا تھا۔ مخلصان نے آپ کی ہی دعا و برکت سے لکھا کہ سر کیا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب ہندوستان پر سلطان محمود غزوی کے

دعا نام پکڑے تھے۔

دعا کر کے تھے۔

مردی یہ ہے کہ (انسان) دل سے بات کہے یعنی وہ بات کہے جو اس کے دل میں ہو۔

م کہ کو توڑ کے لیے کہ تہا خالص ہے اور جو کچھ بندوں کے لیے کہ تہا ہے۔

مام مسلمان نماز پڑھتے ہیں، دروازے رکھتے ہیں، لیکن مرد وہ ہے کہ ماضی سانی اس پر گزر جائیں مگر غرضت اس کے نامہ اعمال میں کوئی نہ ہو۔

کہ جس کے سبب سے فقر تقاضا سے شرمندہ ہونا پڑے اور وہ حق کو ایک
لحظ فراموش نہ کرے۔

آپ کی وفات ۱۵ رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۱۱۱ھ عرقان میں ہوئی
جو کہ بھام کے مصافحات میں ایک پہاڑی علاقے کے گاؤں کا نام ہے۔ آپ نے
وحییت فرمائی تھی کہ میری قبر بہت گہری نہ ہو۔ تاکہ یہ لاش میرے پروردگار کے
جسد مبارک سے بھی رہے۔ عمر پاک ۷۲ سال ہوئی۔ قبر شریف ۲۰ گز گہری گھوڑی
گھنٹی تھی۔



حضرت خواجہ ابو علی فارمدی

اسم گرامی فضل محمد بن علی بنیت اوبلی اور وطن فارمدہ جو مصافحات مدرس کا
ایک گاؤں ہے آپ کی ولادت ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۱۱۱ھ میں ہوئی۔
سلسلہ مایہ نقشبندیہ میں بیعت و خلافت حضرت خواجہ ابو الحسن فرقانی سے
ہے۔ نیز حضرت ابو القاسم گودگانی طوسی سے بھی بیعت تھی جن سے آپ کو
شرف خلافت و امامی بھی حاصل تھا۔

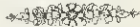
فرجانی کے عالم میں مروجہ علوم و فنون کی تکمیل کے لیے نیشاپور گئے۔ اور
حضرت شیخ ابو سعید ابوالغیر کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر فیضانِ پایا۔ ازان بعد
حضرت امام ابو القاسم قشیری سے بھی فیض و برکات حاصل کیے۔
معتمد ۷۱۱ھ قشیر حضرت امام ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن جلال قشیری سمرقانی

۳۲۵ھ مطابق ۱۱۱۱ھ میں آپ کو آپ وعظ میں متروک انداز کے مالک تھے جو بات
کہتے دلوں میں اثر جاتی۔ حادرات و سیاحت میں بے مثل تھے۔ حضرت ملا محمد گرامی
جائی ابو حضرت امام ابو القاسم قشیری نے "نہایت الامنی" اور "سیرۃ قشیریہ" میں
اس کی بہت تعریف کی ہے اپنے زمانہ میں مشائخ کے پیشوا اور فلسفہ وقت تھے۔
خلو سان عرق اور اندر اجماع کے سبب بڑا اثر و نام آپ کی متابعت میں شریعت کشف پر
چند کی سعادت حاصل کی۔

صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے بعدد درج اور ثقیل وارثا و فی کینا تے تھے
 اپنے پر تاثر و مظنی وجہ سے اہل سے دیار یا مقصود نظام الملک کے ہاں جید
 مقبولیت پائی گئے تھے کہ جو کچھ ملنا ہوتا وہ دینا سے کرام پر صرف کر دیتے تھے ۔
 صوفیائے کرام اور مریدان کے مرتب اور لسان الوقت تھے ۔
 صاحب زندگان میں ابو الحسن علی ۔ ابو الفضل محمد اور ابو بکر عبد الواحد تھے جو سب
 متبرک بالہ تھے ۔

خلقات کرام میں حضرت خواجہ ابو یوسف بھائی اور حمزہ الاسلام حضرت
 امام غزالی بہت مشہور ہیں ۔

آپ کی وفات ۷۸۵ھ مطابق ۱۳۸۳ھ طوس میں ہوئی ۔ اور وہیں مزار و مزار بنا
 ہر شریف ۔ عا سال بنائی جاتی ہے اس وقت ہندوستان کا بادشاہ ارسلان سلطان لکھنؤ
 غزنوی تھا ۔ صاحب مقبضہ الہ و فیاض تھے تاریک وفات ۷۸۵ھ لکھی ہے ۔ آپ کے
 خلیفہ اعظم حضرت خواجہ ابو یوسف بھائی سے آپ کا سلسلہ چلا ۔



حضرت خواجہ ابو یوسف بھائی

آپ کا نام ہرمت اور کنیت ابو یوسف ہے ولادت مشکہ مطابق ۷۸۵ھ
 میں ہوئی وند ماجہ کا نام ابو یوسف تھا اصل وطن کمان ہے تحصیل علم شیخ ابو اسحاق
 شہر لکھنؤ سے کیا ۔ آپ نے شیخ عبد اللہ غزنوی اور شیخ کمانی سے بھی فیض پایا ۔
 جنت و خدمت آپ نے حضرت شیخ ابو علی غزنوی سے حاصل کی ۔ اٹھارہ سال
 کی عمر میں آپ نے خراسان ، عراق ، بحر قنبر ، بخارا ، ہندو اور اصحابان وغیرہ کے ہمت
 سے ہر گون سے مسکن و دیار اور مروجہ علوم کی تحصیل کے علاوہ علم حدیث کی بھی تکمیل
 کی ۔ حنفی المذہب تھے ۔

آپ کی مجلس میں شیوخ نے فائدہ حاصل کرتے تھے ۔ حضرت سید معین الدین چشتی
 امیری بھی آپ کی خدمت باقدس میں چھ ماہ رہے تھے ۔ صاحب ہنداد شریف لکھے
 تہ حضرت فاضل الاعظم سید عبدالغفور جہانی کی غافل اور مجالس میں شرکت کی تھی اور
 وہ آپ کی بہت تعریف فرماتے تھے ۔

پچھترہ سال کے عہد اور خدمت تھے ۔ ساٹھ سال سے نابادہ عرصہ سہادہ فاضل بینی
 پر مشتمل ہے ۔ کافی مذمت مرو میں بھی قیام پذیر رہے ۔ صاحب "لغات الانس"
 آپ کو مدافہ باقی لکھا ہے ۔

فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے صحبت رکھو اور اگر مہترہ آئے فراس

شخص کے ساتھ محبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔
تفصیلات میں مناقب السالکین۔ منازل السائرین اور زینت العیاد بہت
مشہور ہیں۔

خلفائے کرام میں حضرت خواجہ عبدالقادر غجدونی، حضرت خواجہ حسن انصاری،
حضرت خواجہ عبداللہ برکی اور حضرت خواجہ احمد یسوی بہت ممتاز ہیں۔
آپ کی وفات ۶۰ رجب المرجب ۵۳۵ھ مطابق سن ۱۱۴۰ء بمصر ۱۵ سال مرو
ہیں ہوئی اور وہیں مزار پر انوار بنا۔ ان دنوں ہندوستان پر بہرام شاہ بیکین الغفر
غزنوی حکمران تھا۔
سلسلہ نقشبندیہ آپ کے بعد حضرت خواجہ عبدالقادر غجدونی سے پڑھا۔



حضرت خواجہ عبدالقادر غجدونی

اسم گرامی عبدالقادر اور لقب خواجہ جہاں نظام الدین خواجہ امام عبداللہ حضرت
امام مالک صاحب موطا کی اولاد و مبادین سے تھے۔ ولادت غجدون جو مضافات بہار
میں ایک پٹا شہر ہے، ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ سلطان دوم کی نسل سے تھیں۔ تفسیر
آپ نے مولانا محمد الدین سے پڑھی۔ آپ کا سوا دس کن غجدون بخارا سے چھ فرسنگ کے
فاصلے پر ہے۔ آپ کے والد حضرت غفر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔
سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں بہت وفات حضرت خواجہ ابو یوسف بخاری سے تھی
جب حضرت چوگٹی بخارا نے تالیف خطا ہے کہ قادیان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ولادت
حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر بائیس سال کی تھی۔

آپ نے دنیا سے اسلام کی کافی سیر ریاضت کی، جب شام کے قندھار تک
نہایت عالی شان خانقاہ تعمیر کرائی۔ لیکن مقیم غجدون میں ہی رہے آپ سے بے شمار
خوارق و کرامات ظہور فرمائی۔ چکی سعادۃ سے بھی مشرف رہے۔ آٹھ کلمات جو
خواجگان بقیۃ بند کے طریق میل کو ظاہر کرتے ہیں انہی سے راجع ہوتے ہیں۔

۱۔ چوٹ دروم ۲۔ نظر بر قدم ۳۔ سر درون ۴۔ غلوت درائین
۵۔ یاد کرد ۶۔ بازگشت ۷۔ نگہداشت ۸۔ یادداشت
آپ کے خلفاء میں حضرت خواجہ محمد ماریہ رومی گری، حضرت خواجہ ابو یوسف

حضرت خواجہ احمد علی اور حضرت خواجہ سلیمان کریمانی بہت مشہور تھے۔ آپ نے ایک
وہیت نامہ اپنے غلیظ و فزنی معنوی حضرت خواجہ ابوالکاسم شہید کے لیے لکھا تھا آپ کی
بے شمار کرامات مشہور ہیں۔

آپ کا دماغ ۱۲ درجہ الاصل ۱۷۹۰ء مطابق ۱۱۹۰ھ قمری میں پیدا اور مزار
موجود ہے ہی بنا اس وقت پنجاب پر مغربی غلامان کا آخری تاجدار شہر و ملک کا دلو
منا جس کا یہ تخت اندر راکش نہ ہو سکتا۔

آپ سے سلسلہ نقشبندیہ آپ کے سربراہ محمد عارف دیوگری سے ملے پڑھا



حضرت خواجہ محمد عارف دیوگری

آپ کی ولادت قصبہ دیوگری ہوئی۔ جو ہلاکستان کے علاقہ میں گذر ہے۔ جو گاہیں
خجودان سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں بہت عظمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی سے حاصل
تھی مزاری عمران کی ہی خدمت میں آئے ہیں۔ جسے ان کی وفات کے بعد آپ سلسلہ شاد
پر چمکے پیرائے میں مدد رہے۔

تصنیفات میں ایک رسالہ "لذات اہل سب" جو تصوف کے مضامین پر مشتمل ہے
اور جو اس کے ایک بزرگ قاضی شیخ شمس الدین نے بھی آپ سے ملاقات کی تھی
اور فرمایا کہ اس سے ملنے سے اس رسالے کا نقلی نسخہ معنوی زنی خانہ دار کرمیہ
امامین خانہ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

نہایت کرام میں حضرت خواجہ محمد عارف معنوی نے بہت شہرت حاصل کی۔
آپ کی وفات ۱۲۰۰ھ مطابق ۱۸۰۰ء دیوگری ہوئی اور وہیں مزار پر افکار
تا آج روزانہ خدمت میں ہندوستان میں سلطان شمس الدین اعظمی مزار پر افکار
آپ کے دماغ کے بعد یہ سلسلہ حضرت خواجہ محمد عارف معنوی سے چلا۔



حضرت خواجہ محمود انجیر فتنوی

حضرت خواجہ محمود انجیر فتنوی نقشبہ انجیر فتنہ میں پیدا ہوئے جو بخارا سے نوسل کے
 فاضل پر دانش ہے یہ گاؤں بخارا کے نقشبہ اکبر کھانیکچینا ساگاؤں سے ہے۔ جو پیش منجہرا
 و نقشبہ اکبر میں اخلاصت گزری ہو کر گلازی کا پیشہ اختیار کیا۔

سلسلہ دار نقشبندہ میں آپ کی بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمد عارف دیوبندری
 قدس سرہ عالمز پرستہ تھی۔ ان کے وصال کے بعد آپ نے گدڑی کے سجادہ نشین ہوئے۔
 اور طرابلس میں کی دستگیری کرنے گئے۔ حضرت علامہ علی بن حسین داند کا شفیق نے اپنی
 تالیف "رشحات" میں آپ کی بیعت تحریر کی ہے۔

آپ کا وصال عہد نبی الاول ۱۲۵۰ مطابق ۱۸۳۵ء میں انجیر فتنہ میں ہوا اور
 مدفن ہوئے "سفینۃ الاولیاء" میں آپ کی تاریخ طاق ۱۲۵۰ درج ہے۔

آپ کے وصال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ عزیزان علی رامینی سے
 آجے چلا۔



حضرت خواجہ عزیزان علی رامینی

نام علی اور لقب عزیزان تھا چر کہ آپ اپنے نفس کو عزیزین کہا کرتے تھے۔
 اس لیے عزیزان کے لقب سے معروف ہوئے۔ چچا کش نقشبہ رامین کا ہے جو بخارا
 سے دوسرے سنگ کے فاضل ہے۔ ان کا مجد باور و اور پھر خواجہ زرم میں بھی اخلاصت
 گزری ہے۔

آپ نے بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمود انجیر فتنوی سے حاصل کی۔ آپ کو
 حضرت غفر مدظلہ استلام کی صحبت حاصل تھی۔ بعض فضلاء میں کہ مولانا جمال الدین مدنی
 کے اس شعر میں آپ کی طرف اشارہ ہے۔

مگر علم حال فوقی تمل پوچھے کے کھڑے بندہ ایمان بخارا خواجہ فساد ج را
 ترجمہ: یعنی علم حال اگر خیال سے بہتر نہ ہوتا تو سرورانی بخارا خواجہ فساد ج
 (یا فائدہ) کے کعبہ علوم بننے۔

مولانا حامی لطافت الاشرف میں لکھتے ہیں کہ مدنی ملائی کے حصول کے لیے آپ نے
 "انسانے کو پیشہ اپنا یا مباحھا۔ صاحب کمالات و مقامات بزرگ تھے۔ کشف و
 کاشف جے علم پر ہیں۔ صاحب دیانات و جمادات بزرگ تھے۔ آپ کی درگاہ میں
 ایک مزدور کستہ قرآن میں سے ایک دو مزدور بیٹے مکان میں لے جاتے۔ اور
 مانے کہ پورا دلو کر و اور نماز و دیگر تک با وضو چھڑے پاس رہا اور ذکر کرو۔ بعد ازاں

اپنی مزدوری سے کچھ چھوڑا۔ مزدور بہت خوشی سے ایسا کرتے اور ناز و نیکر تک
 آپ کی صحبت میں رہتے۔ اس طرح جو مزدور ایک دفعہ آپ کی خدمت میں گزارنا
 بھر واپس جانے کا ارادہ نہ کرتا۔ اس طرح آپ کے گرد طالبوں کا ایک بڑا جمع ہو گیا۔
 رسالہ "عزیزان" آپ کی تصنیف ہے جس میں ظاہری و باطنی طاعت، غلو و
 عزت، ذکر الہی اور توکل کا بیان ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت شیخ عبدالحقؒ
 عبدواری کے فرزندوں میں سے کوئی ایک بھی اس زمانہ میں ہوتا تو حسین بن مہر گولج
 کو تختہ دار پر نہ چڑھایا جاتا۔ یہ مشہور رہی آپ کی ہے۔

بابر کو بخشی و نشد جمع دولت دوزخ زمید زحمت آب و گلست
 از صحبت دے اگر شیرانہ کنی ہرگز کند روح عزیزان بجلست
 (در نکات)

آپ کے خلفاء میں آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد و "حضرت بابا ساسی۔
 حضرت خواجہ محمدؒ اور سی غلامی، حضرت خواجہ محمد صالح علی، حضرت خواجہ محمد گاہ دور
 خرمزی بہت مشہور ہیں۔ صاحبزادگان میں خواجہ محمد اور خواجہ ابراہیم تھے آپ کے بعد خواجہ
 ابراہیم سوادہ نشین ہے۔

آپ کی وفات ۷۲۸ھ قمری ۱۳۲۷ء مطابق ۱۳ شوال ۱۳۲۷ء غلامی مہرئی اور میں مزدور
 پراخار بنا۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو تین سال کی تھی۔ چہرہ دار وادار سگودہ قادری تھے
 آپ کی تاریخ وفات سلسلہ تحریر کی ہے۔
 آپ کی وفات کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد بابا ساسی سے چلا۔



حضرت خواجہ محمد بابا ساسی

اسم گرامی محمد۔ لقب بابا ساسی اور وطن سہاس ہے جو رامپور سے ایک کوس
 اور بنارس سے نوین کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے۔ سہاس میں آپ کا ایک باغ تھا جب
 کبھی آپ ہاگ کی لکھ شاخ کاٹ کر لے جاتے تو آپ پر بے خودی طاری ہوجاتی تھی اور
 وہ اندازہ سے زیادہ کٹ جاتی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدثؒ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ
 نقشبندناست شہد ہیں سے ہے۔

سلسلہ قادریہ نقشبندیہ میں آپ نے بیعت و طاعت حضرت خواجہ عزیز علی
 رامپوری سے حاصل کی۔

آپ شہس صاحب کثرت و کمالات بزرگ تھے۔ جذبات اور طراوت الہیہ کے
 لیے سے اکثر وارفتگی طاری رہتی تھی۔ حضرت سید ہمالہ دین نقشبندی کو آپ نے
 اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ جب کبھی آپ کو خشک ہندوں سے
 گندے تو فرماتے "اس زمین سے ایک مروی خوش برائی ہے۔ جلدی ایسا ہوگا کہ
 کوٹک ہندوں مقررہ ران میں ہاٹا گا۔ ایک دوزخ آپ نے حضرت سید امیر گوالی
 کے مکان سے فخر مارغان کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے فرمایا کہ وہ
 عرصہ وہاں زیادہ ہوگئی ہے اور اعلیٰ یا میں حضرت سید ہمالہ دین نقشبندی کی ولادت
 ہوئی میں کو آپ نے اپنی فرزندگی میں قبول کیا۔

آپ کے خلاف کرام میں حضرت تو جس الدین امیر کراچی حضرت محمد ساسی،
حضرت خواجہ شمس الدین امیر کراچی اور حضرت مولانا علی دہلوی مدظلہ العالی۔ فزید حضرت خواجہ
محمد ساسی غفاری کو خلافت بھی حاصل تھی۔

آپ کی وفات ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۸۷۰ء میں واقع ہوئی۔
جہاں آپ کا مزار پڑا اور مریض طائف ہے۔ سال الامام میں ہندوستان میں
مطلعون فیروز شاہ تغلق حکمران تھا۔

سلسلہ نقشبندیہ کا سلسلہ آپ سے حضرت امیر کراچی کو تعلق ہے۔



حضرت خواجہ شمس الدین امیر کراچی

آپ کا نسب حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ولادت
۱۰ جمادی الثانی ۱۲۵۵ھ میں ہوئی جو بغداد سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔

آپ کا شہر کراچی بھی کیا کہتے تھے لیکن کوئٹہ گری میں بھی کمال حاصل تھا۔
ماہی کوڑہ کو کراچی کہا جاتا ہے اسی لیے امیر کراچی کے لقب سے مشہور مانا جھٹے
افانل و گشتی کا شوق تھا۔ ایک دن آپ کشتی میں مصروف تھے کہ اُدھر سے
مردم و جمہور آیا ساسی کا گزر ہوا۔ وہاں چہرہ کے اور کشتیاں دیکھنے لگے۔ کشتی
سے مراجعت کے بعد جب حضرت امیر کراچی کی فخر حضرت بابا ساسی کے دوستے اکثر پر
نواں کی لڑتے تھے حضرت امیر کو اپنا ہے دام غلام بنایا اور اس وقت آپ کے
راہل ایٹھ۔ حضرت بابا صاحب نے اپنے گھر پہنچ کر امیر کراچی کو طریقہ نقشبندیہ
اور اہل دینی، نیز اپنی فرزندوں میں بکول فرمایا۔ آپ تیس سال تک اپنے پیروں شد
اور سب سے بہتہ بند و برکت حاصل کیے۔ نیز شرف ہیبت و خلافت حاصل کیا
صاحب امیر بنوہ و مرقدیں معتم ہوا اس نے قاعد کے دیے آپ کو بطایا، اور
مناجعت کی کہ اپنے قدم سینت لڑم سے اس سرزمین کو مشرف کریں۔ آپ خود تو
گھر گھر شہر ماہر و ساسی کو بھیج دیا۔ اور اس سے کہا کہ بادشاہ سے جاگیر لینا
اے گیا تو امیر بنوہ نے اس کو بخلائی جاگیر ملا کر پی چاہی۔ مگر اس بکول نہ کی۔

امیر حمزہ، امیر شہ، امیر عمر، امیر برہان الدین آپ کے فرزند تھے۔ سب سے بڑے صاحبزادے امیر برہان الدین تھے۔ جن کو آپ نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین پروردگار قشتجندی کی صحبت میں دے دیا۔

لکھا ہے کہ آپ کے ایک سو چودہ خلفاء اور بے شمار مرید تھے۔ آپ اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنے اصحاب و احباب کو حضرت خواجہ بزرگ کی اتباع اور حصول فیض کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۱ جمادی الثانی ۷۸۷ھ مطابق سن ۱۳۸۵ء بروز جمعہ شنبہ ۱۷ مارچ ۱۸۷۱ء کے وقت اپنے مقبرہ موغار میں ہوئی۔ وہیں مزار اقدس بنا کر ان ایام میں ہندوستان کا بادشاہ فیروز شاہ تغلق تھا۔

مسند عالیہ نقشبندیہ آپ سے حضرت سید بہاؤ الدین اعظم ہند کی بھاری کوشش سے بنی۔



خواجہ خواجگان حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی

اس پاک کا بن مور بھاری۔ کنیت بہاؤ الدین اور لقب نقشبند ہے۔ مادرت عظام حضرت امام حسن مسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد و احوا سے تھے۔ ولادت باسعادت ۱۱ جمادی الثانی ۷۸۷ھ مطابق سن ۱۳۸۵ء ہندوستان میں ہوئی۔ آپ نے اپنے چچا سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ جب تک کہ اور دوسرے وہاں سوا قرآن کا نہ دیا جاتا تھا۔ آپ ۱۱ جمادی الثانی ۷۸۷ھ میں آپ نے امیر تیمور کا زمانہ دیا ہے۔

حضرت خواجہ محمد بابا ساسی نے چچین سے ہی آپ کو اپنی فرزندگی میں لے لیا تھا۔ امام حسن و بہت کے لیے آپ کو حضرت سید امیر گلانی کے پروردگار دیا تھا۔ جنہوں نے آپ کو حضرت خواجہ مرید خان علی دہلوی کی گاہ مبارک عنایت فرمائی تھی اور بہت وفات سے مراد فرمایا۔ آپ کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین غزنوی کی اولاد سے بھی حاصل ہے۔

کتاب بانی کا پیشرو پانے کے بعد آپ قشتجند کہلائے اور اسی نام سے یہ سلسلہ چلا۔ خواجہ بزرگ نقشبند کے سلسلہ میں حضرت خواجہ محمد انور غزنوی کے وفات سے حضرت سید امیر گلانی کے زمانے تک ذکر خیر کو ذکر خیر کے ساتھ ہی کرتے تھے۔ آپ ذکر خیر کیا کرتے تھے۔ اور ذکر خیر سے بہتر کیا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت محمد علی شمس کی صحبت بھی حاصل تھی۔

آپ خفی الغریب تھے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلد تھے۔

عزیز الشریعین کی زیادتی بقدرہ سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ نہایت مستغنی المزاج اور بدور درج کے مالک تھے۔ عزیز و عزیز میں منقہ مقام رکھتے تھے۔ نادر و نازیکی طرف کم تو جرحہ کرتے تھے۔ اور اگر کوئی بدینہ پیش کرتا تو وہی ہی کوئی چیز اور آپ بدینہ اس کو پیش کرنے۔ اہتاج سنت کا خاص اہتمام تھا۔ بڑے جیسے علماء و فضلاء آپ کی صحبت میں حاضر کیا کرتے تھے۔ بخدا کے مولا ناسخام الدین اسماعیلی۔ مولانا حامد الدین شافعی اور بہت سے مولانا و بنی الدین عراقی اکثر آپ کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ نہایت مستجاب الدعوات اور پرورش نمبر تھے۔ لائق و کفایت و کمالات آپ سے ظہور پذیر ہوئی۔ قبل از این اس طریقہ کو حضرت عتدین اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے حدیث ہے۔ پھر حضرت بایزید بطنائی کی وجہ سے طیفور ہے۔ اور پھر حضرت خواجہ عبدالغنی چغردانی کی وجہ سے خواجگانہ کہا جاتا تھا۔ کئی بار حج کی سعادت سے مشرف ہوئے۔

آپ کا گزراہ لراحت پر تھا۔ ہر سال کچھ خیر و مالش آتے۔ بیچ زمین و دینیوں سے کام لیتے ہیں۔ بڑی امتیاز کرتے۔ علماء و اور روش جو حاضر خدمت ہوتے ان کو طعام بطور بڑک کھلاتے۔ آپ کے پاس کوئی خادم یا خادمہ نہ تھی۔ ایک دفعہ ملک حسن وافی برکت نے طعام و شام کو خدمت دی۔ آپ بھی اس میں شریک تھے۔ مگر جب کہا تا لایا گیا تو آپ نے نہ کھایا اور فرمایا کہ سرات میں اکثر لوگ اس وقت مجھ کے ہیں۔ ان کو کھانا کھانا چاہئے اس وقت آپ حضرت شیخ عبداللہ انصاری کی خانقاہ میں فروکش تھے۔ امیر مذکور نے مخالفہ جیسے محراب نے وہ بھی قبول نہ فرماتے۔

فرمایا کرتے تھے۔ جس شخص نے اللہ کو پہچان لیا اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی ۲۔ وہ پیش کیا ہے۔ باہر سے رنگ ادا نہ رہے جنگ۔ آپ کے خلفائے عظام میں حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار۔ حضرت خواجہ محمد پارغا

حضرت خواجہ علاؤ الدین چغردانی۔ حضرت مولانا یعقوب چغری۔ مولانا مدین الدین ماری۔ شیخ سراچ الدین ویرسی۔ حضرت امیر شریف چغری۔ حضرت خواجہ شاہ مسافر خوارزمی۔ مایانہ بزرگان دین تھے۔

آپ کی اولاد میں سے صرف ایک حاجتوازی تھی جس کا نکاح حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار سے ہوا تھا۔

آپ کا وصال ۳ ربيع الاول ۷۹۷ مطابق ۱۳۳۲ بروز روز شنبہ مہر ۳۲ سال ہوا۔ سال وفات "قصر دارقاس" کے امداد سے نکلا۔ آجناپ نے وصال سے قبل وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے کے آگے ہر اسی چڑھی جائے۔

مفسد کیم آمدہ در کوئے تو

نیوٹ اللہ از جمال روئے تو

و صفت کبشا جانب زنبیل ما

آفریں بروست دیر بازوئے تو

آپ کے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار کے ارشاد کے مطابق آپ کے خلفائے صالح بن مبارک بنامی تھے "عمدة السالکین" نام سے لکھے۔ اس وقت ہندوستان پر سلطان جہد شاہ تغلق حکمران تھا۔ آپ کے بعد سلسلہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار کے سپرد ہوا۔



صہبت میں نہ پہنچا۔ یعنی سے مٹائی نہ پائی اور جب تک حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار
کی شہادت سے مرزا نہ مٹا، میں نے خدا کو نہ پہچانا۔

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار سے طریقہ خاص جاری ہوا۔ ان کے طریقہ کو ملائکہ
کہا جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں اس کا
ذکر فرمایا ہے۔ مکتوب نمبر ۲۹ میں بالتفصیل لکھا ہے۔

آپ سے ہے شمار کراست و عوارق خلد پیر ہوئے۔ آپ کو بارگاہ ویرالت کتاب
حلی الاولیاء و اولیائے کرام میں بھی حاضری کی سعادت حاصل تھی۔ حضرت خواجہ بزرگ گیلانی
ہیں کہ عطار کو ان کی قبر سے ہر طرف ہائیں فرنگ تک شفاعت کا مرتبہ عطا ہوا ہے
فرمایا کرتے تھے کہ شہادت سنت کو مکہ ہے ہر دروازہ ہر در سے دروازہ اولیاء
کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے اور ان کے آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ داہم حضرت خواجہ حسن عطار اور دوم حضرت خواجہ
حسین عطار۔ حضرت خواجہ خاوند محمود العارف بہ حضرت ابشتان نقشبندی لاہوریؒ
حضرت خواجہ حسین عطار کی اولاد اہل اجماع میں سے ہے۔ جن کا عالی شان مرقعہ رنگ چہرہ
لاہریں واقع ہے۔

آپ کی وفات، مہر جب لہر جب رتہ ہر مطلبی ۳۹۰ھ بروز چار شنبہ بوقت
عشاء ہوئی اور مزار پر انوار موقع عفا ثبات اور انہر میں مرتج خلافتی ہے یہ وہ زمانہ تھا،
محب لہر کیوڑ سے ہندوستان پر حملہ کیا تھا اور ماہ خاندان اقلی کا وہ دورا غلط تھا۔
آپ کے بعد مسلسل عالم نقشبندی کی زندگی و اشاعت آپ کے مرید حضرت خواجہ
نور محمد چرخ سے پہلا۔



حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار

اسم گرامی محمد بن محمد بخاری عطا، مرز بن لارقم کے رہنے والے تھے جب
آپ کے والد وفات پا گئے تو آپ سن کے نوکڑ میں سے کوٹا پر بول دی، اور دینی
علوم کے معمول کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور بنارہا پہنچے وہاں کے ایک مدرسہ میں
تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے۔ حضرت خواجہ فراہگان سید بہاؤ الدین نقشبندیؒ
نے آپ پر خصوصی توجہ فرمائی، اور طالب علمی ہی کی حالت میں اپنی صاحبزادی کا نکاح
آپ سے کر دیا۔

مسلسلہ عالم نقشبندی میں آپ نے حیات و وفات حضرت بہاؤ الدین نقشبندیؒ کی
سے کی، آپ کے ہر قدم کی آپ پر خصوصی توجہ تھی۔ جاس میں ان کو اپنے قریب بٹھاتے
اور بار بار آپ کی طرف متوجہ ہوتے، لوگوں کے استسار پر حضرت خواجہ نے فرمایا
کہ میں ان کو اپنے پاس اس لیے بٹھاتا ہوں کہ اس کو بھیڑ یا نہ کھا جائے۔ ان کے نفس کو
بھیڑ یا نگاہت میں سے۔ اس لیے میں پر محظوظ کا حال دریافت کرتا ہوں چنانچہ
حضرت خواجہ بزرگ کی قربت عالمی آپ کو موصاف بہت عطا کر دیا، نیز انہوں نے
اپنی حیات میں بھی بہت سے طالبوں کی فرجیت آپ کے سرور کی تھی، فرمایا کرتے
تھے کہ علاؤ الدین نے ہمارا وجود لگا کر دیا ہے۔ تھوڑے محققین نہ شریعت چھو جاتی جو
آپ کے اصحاب میں سے تھے فرمایا کرتے تھے کہ جب تک میں شیخ زین الدین کی

حضرت خواجہ یعقوب چرخي

آپ کی ولادت باسعادت موضع چرخ نزد مرنی میں ہوئی۔ نام نامی حضرت مولانا یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمود غزنوی ہے۔ آپ کے والد ماجد صاحب علم و تعزوت بزرگ تھے۔

ابتداءً تعلیم آپ نے اپنے ماحولیت حصار سے حاصل کی پھر جامع ہرکت سے حصول تعلیم کے لیے آپ دہلی و امرتسرک پہنچے۔ چنانچہ برہنہ شاہ سیہ اور شیخ زین الدین غوانی کے ساتھ مصر میں عہد کر رہے۔ یہ دونوں حضرات مولانا غلاب الدین بڑی سے بھی رفیع یاب تھے۔ تفریق کی اجازت آپ نے علماء کے بنار سے حاصل کی۔

سلسلہ مایہ نقشبندیہ میں بیعت حضرت خواجہ نواجگان سید بہاؤ الدین نقشبندی قدس سرہ العزیز سے حاصل ہوئی۔ ملوک و معرفت کی تکمیل حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار سے کی۔ جس زمانے میں آپ بنار سے شہر کشی اور اوضاعات اصفہان پہنچے اور کچھ عرصہ قیام کیا تو وہاں آپ نے اپنے پیروں پر شہر کے دھال کی خبر سنی جس کی وجہ سے آپ کو بیعت مل گیا۔ اور کچھ عرصہ حضرت خواجہ عطار کی خدمت میں موضع چٹانہاں قیام فرمایا۔ ان کی وفات پر آپ بٹانہاں سے بلا حصار میں منتقل ہو گئے اور سلسلہ کشر و شاعت میں مصروف عمل ہو گئے۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے آپ کو اپنا گھر مبارک بھی عطا کیا تھا جو تمام علم آپ کے پاس رہا۔

سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و شاعت میں آپ نے بیعت کام کیا۔ ہیشا روگن نے آپ سے جو کچھ دیکھا وہ حاصل کیے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے اپنی بیعت کا حال خود بیان کرتے ہیں۔ "میں شام کے وقت فتح آباد میں جواس فقیر کا مسکن تھا۔ شیخ عالم سیف الحق و جون اختری کے مزار کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ کہ اہلک اہل لقا کی جہولیت کا فائدہ اچھا اور مجھ میں بے قیودی پیدا ہوئی۔

میں نے حضرت خواجہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا قصد کیا۔ جب میں وہاں کوٹک منڈواں و شہر وارنہاں میں ہو آپ کی قیام گاہ بھی پہنچا تو حضرت خواجہ کو اچکان گور سے میں منتظر پایا۔ آپ بے لطف و احسان سے ہمیں آئے اور فنا شام کے بعد صحبت کا شرف بخشا۔ آپ کی ہر بات جو پراس قدر غالب ہوئی کہ دیکھنے کی چاہی نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا علم و دنیا۔ ایک طلب کا علم جو نبیوں اور رسولوں کا علم ہے اور ان بیان کا علم جو نبی آدم کا حق ہے امید ہے علم باطن تجھے ملے گا۔

بیعت کی اور کچھ عرصہ آپ کی خدمت اقدس میں فیض و دیکھا حاصل کرتا رہا۔ تاہم یہاں میں تردد انیس، آپ کی ایک معروف تصنیف ہے جو موضوع کے اپنے پروردگار شہنشاہ و نقشبند حضرت سید بہاؤ الدین نقشبندی کے موقوفات پر مشتمل ہے اس میں فاضل طائف سے حضرت خواجہ نقشبند کے موقوفات کے علاوہ آپ کے منتخب وادی و موقوفات نقلی و تحریری۔ دیگر خفی (خصوصی طریقہ سلسلہ نقشبندیہ) اور ان قواعد کو بھی بیان فرمایا ہے۔ جو آپ نے حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار سے حاصل کیے۔ علاوہ ہر سال حالہ۔ ہاشمہ۔ روحا۔ نورانیہ۔ شریعت باقی ابو سعید و غیرہ۔ ترجیح اسخنی اور ادب الہی بھی آپ کی تصانیف میں شامل ہیں۔

آپ کی وفات ۵ صفر ۸۶۰ھ مطابق ۱۷۵۷ء کو عمر ۹۰ سال بے غم و غم

یلا (مفتوحہ) مسافت حضرت عمار شاہان ماکوہ المہر میں سو فی اور وہیں مزار پر انوار بنا۔ ان
کیا میں خندوستان پر ملاؤ الدین ساجد خانہ کی یاد خواہست یعنی۔ شہزادہ اور اشکوہ
تادری مصنف سلبتہ الاموال وادب نے آپ کے مزار اقدس پر حاضری دی تھی۔

گپ کے خلفائے کرام میں حضرت خواجہ عبداللہ احرار نے بہت مقام حاصل
کیا اور ان سے شائع نقشہ بند کاسلو چلا۔

حضرت خواجہ یعقوب چوخی کی قرآن پاک کی تفسیر جو آخری دو پاروں پر مشتمل
ہے۔ دہلی مسکن ٹرسٹ لائبریری لاہور میں "تفسیر چوخی" کے نام سے موجود ہے
اس فارسی خطوط کے ۴۴ صفحات ہیں۔ اس کا ایک اور قلمی نسخہ "لوادریت عمیرہ"
انگ۔ کیمل پور میں موجود ہے۔ حضرت یعقوب چوخی کی یہ تفسیر مساجد نقشبندیہ میں
بڑی منزلہ حیثیت کی حامل ہے۔



حضرت خواجہ عبداللہ احرار

اسم گرامی مہید اللہ۔ لقب ناصر الدین اور احرار ہے۔ ولادت ماورضان الجبک
میں بمطابق سن ۸۸۰ھ میں تاشقند (افغانستان) میں ہوئی۔ والد ماجد کا اسم گرامی
محمد محمود بن شہاب الدین شامی تھا۔ چونکہ شہزادگان دین میں سوتا ہے اعلیٰ عمر
آپ اور بادشاہ کے مزارات پر پناہی دیا کرتے تھے۔

حضرت علم کے لیے آپ نے سحر قدر سے شمار ایک کا بھی سفر اختیار کیا۔ خراسان
ملت و طرہ مقامات پر بھی گئے کافی عرصہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عفا کی خدمت میں اذکار
میں سمیت۔ اور ساتھ ساتھ دیگر مشورے دنانے سے بھی استفادہ کرتے رہے بسلسلہ عالم
مستطاب میں انھیں سے جیسو خدمت حاصل کی۔ پھر تکمیل سلوک حضرت خواجہ یعقوب
چوخی سے کی اور سلسلہ عالم نقشبندیہ کے بزرگان میں ایک نہایت اہم مقام حاصل کیا
ملا۔ مولانا نظام الدین غلیظہ حضرت خواجہ علاؤ الدین عفا سے بھی استفادہ کرتے
تھے۔ پھر تدریس حضرت سید قائم بن بڑی کی صحبت سے بھی مشرف ہوئے۔

نہایت بڑے زمانے کے نقب المظاہر۔ صاحب کمالات، کمبری اور ولی کامل بزرگ
میں لہذا وقت کے تہذیبی۔ بیان نگ کہ سلطان ابو سعید مرزا والد ظہیر الدین باہر
ارسلان خندوستان آپ کا مہر ہو گیا۔ آپ کی وجہ سے دین اسلام کو بے حد
عزت نصیب ہوئی۔

حضرت خواجہ محمد زاہدؒ

آئیناب اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معقب محمدیؒ کے قریب داروں سے تھے کچھ آپ کو ان کا واسطہ کہتے ہیں، ولادت موضع وحش واقعہ ملک صدار افغانستان میں ہوئی۔
 اوائل عمر سے ہی نہایت عبادت گزار تھے اور ذکر و اشغال میں مشغول رہا کرتے تھے۔
 جب حضرت خواجہ عبدالحقؒ آٹھارہ برس کے علم و فضل کی شہرت مٹی توان کی خدمت اقدس میں
 حاضر ہوئے اور وہاں عہد و انساب، افادت گزشتہ، ایک دن صاف مستغایاں بہن
 کو ان کی خدمت میں جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔ دوسری طرف حضرت خواجہ اعجاز کو
 بھی بلادہ کشف اس کا علم ہو گیا۔ چنانچہ وہ بھی اونٹ پر سوار ہو کر جمع مروجین ان کی طرف
 روانہ ہوئے جب راستہ میں ملاقات ہوئی تو بہت غرضی ہوئے اور پھر ان کو شرف بیستہ
 خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ کی وفات ربیع الاول سن ۱۲۵۲ مطابق ۱۸۳۶ء موضع وحش میں ہوئی اور
 وہیں مدفون ہیں۔ اس زمانے میں سندوستان پر ظہیر الدین بابر حکمران تھا۔
 آپ کے دہال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ درویش محمد سے چلا۔

حضرت خواجہ درویش محمدؒ

حضرت خواجہ درویش محمد اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد زاہدؒ کے چھارے تھے جنہوں نے ذات خود
 اعلیٰ مقام و تربیت پر مکمل توجہ فرمائی اور علوم ظاہری و باطنی میں یکساں کے نامہ بردار یا آپ تفسیر
 عربیہ، فقہ اور دیگر علوم کے معتبر عالم تھے۔

سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ محمد زاہدؒ کی منوالہ عزیزہ سے شرف بیستہ خلافت
 حاصل کیا۔ بیستہ عمر کے بعد پندرہ سال تک جہاد و ریاضات میں مشغول رہے اور بیستہ
 و دو دن بعد سے غریب و غلوب پایا تو ان اور دیگر اول میں رہا کرتے تھے انھیں انام میں
 حضرت خواجہ غفر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ بنیادی شہرت سے بہت ڈرتے تھے
 چنانچہ ان کو قرآن پاک پڑھاتے تھے جب شیخ نور الدین خوافیؒ نے انہیں قرآن پڑھانے کو کوٹکو
 کے خلعت فقہ و ارقند سے لگا دیا۔

آپ کی وفات ۱۲۵۲ھ الحرام سن ۱۸۳۶ء مطابق ۱۸۳۶ء میں بروز جمعہ شہر حضرت امیر
 علی شہر مبارک آباد میں ہوا اور وہیں مزار اقدس بنا۔
 آپ کے دہال کے بعد سلسلہ نقشبندیہ حضرت مولانا خواجہ محمد اکملؒ سے چلا۔

حضرت مولانا خواجگی الکنگی

اسم مبارک محمد رضا، والد ماجد حضرت مولانا درویش محمد سے جو گھر رہائش موضع
اکند (من معافات) بخارا تھی اس لیے الکنگی کہلاتے بسلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں
پہلے والد اکرم سے صحبت و خلافت پائی اور تیس سال تک اس سلسلہ کا خدمت پر رون افروز
رہے، آپ کی ولادت با سعادت سن ۱۱۵۲ھ میں ہوئی۔ تمام عمر
درس و تدریس اور سلسلہ کے فروع میں بسر کی، پہلے حالات کے اغراض کی کوشاں رہے تھے
نہایت موضوع غم کے بزرگ تھے، بہانوں کی خدمت گزاری میں کوئی ذوق و اشتیاق
نہ تھا، لکھے بجز خود ان کی اور ان کی ساریوں کی شکر داشت کرتے تھے۔

آپ کے زہد و ورع کے باعث آپ کی شہرت و قرد و تکرار تھی، فغان کے حاکم
عبدالغفار نے آپ کو رسولی بلا علیہ و آلہ وسلم کے صبا کی درباری کرتے دیکھا
تو نہایت شہادہت و خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

علماء و فضلاء و امراء و رفقاء و غیرہ آپ کی خدمت میں بفرح استفادہ و استفادہ
معاشرہ یا گریستے تھے۔

ایک دفعہ پیر محمد غفران نے پچاس ہزار سوار کے ساتھ سمقورہ پر چڑھ کیا۔ باقی محمد غفران
حاکم ہرند کے پاس چودہ ہزار سوار و ہادہ تھے۔ جب اس نے آپ سے استفادہ طلب کیا
تو آپ نے اس کے حق میں دعا کی، اور پیر محمد غفران شکست کھا کر بھاگ گیا۔

آپ کی کرامات بے شمار ہیں۔

آپ کا وصال مختلفہ مطابق سن ۱۲۰۹ھ میں واقع اکند میں ہی ہوا۔ جو
علمائے نیرین کے فاضلے ہے، ان کا کام میں ہندوستان کے شہنشاہ جلال الدین اکبر
کی حکومت تھی، آپ نے وفات سے چند روز قبل حضرت خواجہ باقی باللہ مدظلہ سے ملاقات
فرمائی، ان کا وصال مختلفہ مطابق سن ۱۲۰۹ھ میں واقع اکند میں ہی ہوا۔

میں تار ماں مرگ یاد آید ہم ندائم کفوں سماچہ پیش آید ہم
ہائی مہادا سرا از خدا وگر ہرچہ پیش آید ہم شادیم
آپ کے وصال کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا سلسلہ ہندوستان میں
میں سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ مدظلہ سے چلا۔

حضرت خواجہ محمد باقی بائند دہلوی

اہم گرامی سید رضی الدین محمد باقی عفا آپ کو خواجہ پیرنگ بھی کہا جاتا ہے۔ مگر
دنہائے نقادین میں حضرت خواجہ محمد باقی بائند کے نام نامی سے مشہور ہوئے۔ والدہ کا نام
فاطمی عبدالسلام بھی تھے تھیں عفا جو کہ ایک ممتاز عالم تھے۔ انھوں نے کابل میں شادی کی
تھی۔ اور اس عقیقہ سے حضرت خواجہ محمد باقی بائند کو نہ ہوئے۔ ولادت باسعادت
۹۹۵ھ مطابق ۱۵۸۶ء کابل میں ہوئی۔ آپ حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی
اولاد احمد سے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور طالعہ محمد صادق
علوی کے درس میں شامل ہوئے۔ پھر ان کے ساتھ بیچ بھارا، بدشاہ اور ماوراء النہر
تک کا سفر تحصیل علوم و فنون کے لیے کیا۔ بے شمار مشورے و مذاکرے سے تحصیل علم کی
اور پھر ہندوستان شریف لے آئے۔ جہمپہی اور ایل حرس سے ہی آپ کی پیشانی بیدار
سے نمایاں تھی۔

سلسلہ مالکیہ شریف میں آپ کو جیت و خلافت حضرت خواجہ محمد الکی سے
حاصل ہوئی۔ عبادت و ریاضت میں بے نظیر تھے۔ نماز مسافر سے نماز تہجد تک دو
قرآن شریف تم کو سنتے تھے۔ اور پھر تفسیر سے صبح کی نماز تک ایسی مرتبہ سو صحت پس
کی تلاوت کرتے تھے۔ اور پھر روزہ کا معمول عفا۔ قیام لاہور میں بہت سے مالکوں
اور عہدوں سے ملاقات کی۔ ۱۰۲۰ھ میں آپ لاہور شریف آئے اس زمانہ میں

عاصم ترقی خان شیخ بخاری بھی لاہور میں تھا۔ اس نے آپ کے تمام مصارف کی
دوری لپٹے پر لی۔ خواجہ محمد باقی عفا کی اپنی تالیف "زبد المقامات" میں لکھتے ہیں
اس وقت بہت سے ماہاد و مقلد اسے خدمت اللہ میں حاضر ہو کر مذہب پا پا۔
۱۰۰۰ھ میں آپ کا لاہور میں قیام ایک سال کے قریب رہا۔ پھر ماوراء النہر کی طرف چلے
گئے اس سفر میں حضرت شیخ اردا و نقشبندی لاہور کی آپ کے ہم سفر تھے۔ قیام لاہور میں
آپ کا ایک تہذیب و جہاد کا حوالہ تھا۔ آپ اس کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ وہ
مرد تھے۔ آپ کو دیکھنا سوائے گایاں دینے کے کچھ نہ کھینچا۔ بھی آپ پر ہنر دیکھنا اور
اسی دور بھاگ جانا تھا۔ آپ نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ بالآخر آپ نے اس سے اپنا
مردوں کو کر لیا۔

۱۰۱۹ھ میں دوسری مرتبہ مدینہ الاولیاء لاہور شریف لائے "حضرت القدس"
حدود دارالین سرحدی اور زبد المقامات مصنفہ محمد باقی عفا کی تھیں۔ ان کے بہت
۱۰۱۹ھ میں تھیں۔

۱۰۱۹ھ میں تھیں۔

۱۰۱۹ھ میں تھیں۔

۱۰۱۹ھ میں تھیں۔

۱۰۱۹ھ میں تھیں۔

آپ اپنے وقت کے نام اور مقلد کے زمانہ۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی۔
ادب و ادب و شیخ باوصاف کرید تھے۔ کہ کو کم خود را کہ خواجہ تھے حضرت امام مہتمم
مرد رضی اللہ عنہ کی روح پر فخر آپ پر ظاہر و باطنی تھی اور فقہی مسائل میں ان
کے تفسیر تھے۔

آپ کے خلیفہ اعظم امام زبانی عفا و ثانی شیخ احمد سرحدی تھے جن سے

تمام ہندوستان اور اقلیت عالم میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی نشر و اشاعت ہوئی
نکوشات امام ربانی میں ہیں مکتوب آپ کے نام میں یہ جمال الدین محمد اکبر بادشاہ
کا باریکدھنی تھا۔

اسرائے دربار میں سے نواب مرتضیٰ خان شیخ فرید بخاری۔ نواب شیخ خاں بدجانی
عالم بجا بجا۔ خان اعظم مرزا عزیز کو کہ اسیر اکرام مرزا عبدالوہاب خان خاں صدر احمد
نواب صدر جہاں۔ مرزا قاسم الدین احمد بدلیوی۔ علامہ ابوالفضل احمد دیکر جلیل الدین
اسرائے دربار میں سالانہ آپ کے عقیدت مند تھے۔

پھر دینی تشریف لے گئے اور اس کو اپنا مستقل مسقر بنایا اور عقیدت مند شاد کی
عامل برپا کیں۔ حضرت شیخ عبدالغنی محدث دہلوی آپ کے بے حد عقیدت مند
اور ارادہ مند تھے۔

خلفائے نظام میں حضرت امام ربانی محمد عبدالعزیز ثانی۔ حضرت شیخ تاج الدین
سنبھلی۔ خواجہ قاسم الدین احمد۔ شیخ الخڑواد اور خواجہ محمد نور بہت معروف ہیں۔
مجاہدگان میں حضرت خواجہ ہمدان (خواجہ کلاں) اور عبدالحق (خواجہ غورو)
تھے۔

آپ نے وصیت فرمائی تھی۔

”کہ میری وفات کے بعد گنبد بنانا“

چنانچہ مرزا قاسم الدین احمد نے ایک مہذب جوتے پر آپ کی قبر بنادی۔ اللہ
کی قدرت دیکھیے کہ اس چوتھے پر عزم گزرا میں بھی پاؤں کو شکست و حارست
محسوس نہیں ہوتی۔

آپ کا وصال ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۸۰ء بروز شنبہ نو فتن
مصر اپنے مکان واقع کوٹہ فیروز شاہ میں ہوا۔ عمر ۸۰ سال ہوئی۔ مرزا چاند

نواب وڑھے اجیری وروانہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں قدم شریف علی اثر
۱۰۰۰ھ کو کسٹم کے پاس لکھنؤ بستان میں ہے۔

آپ کی وفات کے دن حضرت امام ربانی عبدالغنی ثانی بن سے آپ کا
سلسلہ نقشبندیہ آگے چلا، اس وقت لاہور میں تھے۔ وفات کی خبر سننے ہی
”اجا نوب دینی روانہ ہو گئے۔“



حضرت امام ربانی

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (قیوم اقل)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی حضرت مجدد قبلہ احمد چشتی صابری کے ہاں مشہور سرہندی میں ۱۰۴۰ھ میں مولانا کمال الدین کا شہری سے مروجہ علوم و فنون کی تعلیم کی فکر ہاں پاک مقلد کیا۔ شیخ یعقوب کا شہری سے کتب امانیت پڑھیں۔ حدیث کی سند فاضل بہنوں بدشتانی سے حاصل کی۔ یہاں تک کہ جوانی میں تمام مروجہ علوم میں کہتا ہے زمانہ بنے حضرت شیخ محدث دہلوی اپنی تالیف "اخیارالشاہ" میں لکھتے ہیں کہ آپ کا نسب سلسلہ حضرت فاروقی اعظم تک ۲۰ واسلوں سے ملتا ہے۔ حضرت فرید الدین گنج شکر کا نسب بھی شیخ شباب الدین علی مدنی سے ہے قریش شاہ کلبی سے ملتا ہے جو حضرت مجدد الف ثانی کے پندربہوی پندربہوی سے ہے۔

سلسلہ تالیف تشہیر میں بیعت و خلافت حضرت خواجہ محمد باقی باوند دہلوی سے تھی جب اکبر بادشاہ نے آپ کے علم و فضل کی دعوت پیش کی۔ ملا امیر الفضل اور خضنی نے جب آپ کی آمد کی خبر دی تو حاضر خدمت ہوئے۔ اسی زمانہ میں آپ نے بے نقطہ تفسیر "سرا طبع الدائم" کی تصنیف فرمائی۔ جب آپ کو ان کے علماء و مخالفین کی بنا پر بغیرت ہوئی اور آپ اپنے وطن مالوف واپس آ گئے۔

جب آپ کی شادی حاجی سلطان غلامسیری کی دختر ایک اختر سے ہو گئی، مشہور مطابین مشہور میں آپ کے والد زکریا انتقال کر گئے۔ چنانچہ ملاں آپ کے لیے رہا نہ ہوئے۔ دینی چلے۔ تو حضرت خواجہ باقی باوند سے ملاقات ہو گئی اور ان کی خدمت میں رہ کر ملک کی منازل طے کرنے لگے۔ چند سے قیام کے بعد سرہند شریف واپس شریف لے آئے۔ اور گوشہ نشینی اختیار فرمائی۔ عبادت و ریاضات میں مشغول ہوئے۔ جب آپ نے طبی حالات دیکھے کہ کسی طرح بادشاہ مذہب اسلام کو غلبہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اسے جوئے مذہب دین الہی کی ترویج و اشاعت میں مصروف مل ہے۔ تو آپ نے اصلاح امت کا بیڑا اٹھایا اور سلسلہ میں تجدید کام شروع کر دیا۔ یہ تجدید اچانک دین کا پہلا سال ۱۰۶۰ھ میں آپ کو حضرت شاہ سکر گندری بھٹلی نے آپ کو حضرت غوث الاعظم سے عبد القادر جیلانی کا فرقہ مبارک پہنچا کیا۔ جو حضرت سید تاج الدین عبد القادر سے آپ کو سید احمد نسل متعلق جوتارا، تجدید کے بارہویں سال آفتاب پیغام ملا مدد و توفیق آپ کی عظمت و قدس میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ شہنشاہ نور الدین جہانگیر آپ کے ان تجدیدی کاموں سے بے کھنک گیا۔ کچھ اس کی توجہ دیکھ کر جہان نے درگاہ پر جس پر اس نے آپ کو گواہ کیا کہ غوث میں جو کچھ گویا۔ یہ مسئلہ کا واقعہ ہے اس پر امرا و ورہہ مالدار و رہائشی شاہ عبدالرحیم خان غلام، صدر القدر سید صدر جہاں، مہابت خان، مرثیہ خان شیخ فرید بخاری، غلام اعظم مرزا غلام خان جہانگیری، قاسم خان، بیات خان مسکندر روضی، عزیز متین خان اور دریا خان جیسے اہل علم و فن جن کو آپ کے ہم عصر وادار آپ سے بے حد عقیدت تھی بادشاہ کے خلاف ہو گئے۔ جب جاگیر کو اپنی طبیعت کا احساس ہوا تو آپ کو گویا ایک بگڑا اس نے اپنی تصنیف "توقد جاگیر" میں آپ کا ذکر مضرورہ انذار میں کیا ہے۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ

آپ شایبہ شکر کے ماسخ نہیں اور تبلیغ اسلام کا کام جاری رکھیں یہ سلسلہ تین چار سال تک قائم رہے اس سے جہانگیر کا ذہن بدل گیا۔ اور وہ اسلام کی طرف لپکا۔
تو جہانگیر نے لگا۔

۱۹۶۲ء میں آپ حضرت سلطان الہند سید حسین الدین چشتیؒ کی اجپری کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے ویرنگ مرآۃ میں ہے۔ اس سفر میں حضرت خواجہ محمد باقیمؒ کی بھی شرکت تھی۔

آپ کی تعینات یہ ہیں۔ کہ کتابت امام ربانیؒ کے رسالہ درود و راقصہ اثبات
النبوۃؐ کے رسالہ تبلیغیہ شرح کرامیات حضرت خواجہ بابائیؒ کے رسالہ مدار و معادہ مکاشفات
غیبیہ رسالہ محافل الغریبہ۔

آپ کی ولادت باسعادت سے قبل آپ کے والد حضرت شیخ عبدالاحد کو غلاب آباد
 کو آپ کے گھر ایک مالی مرمت دی گئی اور والد کو چاہے حضرت خواجگی اٹھائی ۔ حضرت اسماعیل
 اور حضرت شاہ کمالی کھٹکی کی پیشکشیں بھی مقبول اور حضرت طوطی الافطیم سیدہ مراد علیہ السلام
 بھائی کا نتیجہ ہذا حضرت شاہ کمالی کھٹکی کے لیے آپ ایک بھائی ۔ یہ تمام باقی اس
 امر کی غمازی کرتی ہیں کہ آپ سر زمین ہندوستان میں ایک صحیح اسلامی حکومت قائم
 فرمائیں گے اور مقتضائے ایسا ہی ہوگا ۔ مگر بقائے دوام کے دربار میں آپ کو کتابت کو جو
 سے جو اہل شہرت نصیب ہوئی اس کا احاطہ ناممکن ہے ۔

ان گفتاریات ٹریفک کے مین دفین ہیں۔

(۱) دھڑاؤل (دارالعرفت) مرتبہ خواجہ یار محمد صدیق بنفٹائی طالقانی یہ ۲۱۴ ہیں۔

(۱۲) دفتر دوم (نور الخلائق) مرتبہ حضرت خواجہ عبدالحی حساری شاد دہلوی ۶۹ میں ۔

(۲) دفتر سوم (معرفت الحقائق) از بنده حضرت خواجہ محمد عاشق کشی برہان پوری

ۛ ۛۛ ۛ

یہ کہوت آپ نے شہنشاہ عالمگیر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ مرزا اسامہ الدین
اسد مرزا النعمان پر نشانہ فرمایا، خواجہ اشرف کاملی، قاضی العزیز حضرت شیخ عبدالحی
مختار دہلوی وغیرہ کے علاوہ عبدالعزیز میران صدر جہاں خان اعظم مرزا علی کوکھ
نواب خان جہاں حسین علی گلی مرزا عبدالرحیم خان خاں نواب خان علی گلی نواب
تقی خان شیخ فرید زاری وغیرہ خان دہلوی وغیرہ کو لکھے۔

ماریئمہ الا ولیا ولا سہوہ کے ان بزرگان کو خط لکھے۔

شیخ محمد علی ولد حاجی قاری موسیٰ لاہوری - شیخ عبدالغفور شیخ محمد قاسم لاہوری -
شیخ اسماعیل ولد حاجی محمد لاہوری - ملا عبدالواحد لاہوری - حافظ محمد لاہوری - ملا
ملا لاہوری -

عبداللہ لاہوری - حضرت علامہ بابائے مجدد الف ثانی مدظلہ العالی دلیہ دلاور میں گنج شریف کے لئے دو رنگوں کو اپنے ہوا غلط حسد سے مستعد فرمایا، جس کے بعد آپ لاہور تشریف لائے تو سراسر شہر آپ کی طرف اتر پڑا۔ پھر آپ نے علامہ لاہوری سے طعنائیں کیں۔ علامہ کرام کے معاصیر پر ماضی دی۔ فاختہ طوائفی کی لاہوری جو مخالف اور عباس دہلوان شہر کے لیے نہایت ظلی سے کم دھتیں۔ اہلایان لاہور نے آپ کے ہر دوسرے حضرت حاجی باقی اللہ اور آپ کی خاص گرامی سے ان کے قیام لاہور کے دوران بہت سے بیڑوں و برکات حاصل کئے۔ اب بھی فضل پورہ جو جسے کشیش کے پاس مسجد ٹوڑ ہے جس میں ان دونوں بزرگان نے نماز ادا کی تھی۔

[illegible]

حضرت مولانا محمد بن خلیفہ طالقانی صاحب گنہ گار شریف

حضرت شیخ محمد صادق کابلی م سلسلہ حضرت مولانا امام اللہ لاہوری وغیرہ۔

اس کے علاوہ آپ کے مریدین باصفائی اتحاد فخریہ میں بھی چرامائے ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی۔

میرٹھ ملک شام - ترکستان - روم - کاشغر - توران - بدخشان - خوارسان - پنجاب وغیرہ تک آپ کے خلفاء تھے

اولاد پاک میں حضرت خواجہ محمد صادق م سلسلہ حضرت خواجہ محمد سعید م سلسلہ

حضرت خواجہ محمد معصوم م سلسلہ حضرت خواجہ محمد فرخ م سلسلہ حضرت خواجہ محمد

علی م سلسلہ حضرت خواجہ محمد اشرف م سلسلہ حضرت خواجہ محمد علی م سلسلہ

کے علاوہ تین صاحبزادیاں بی بی زینبہ باری بی بی آمنہ کلثوم اور بی بی فخرہ بانو تھیں۔

سلسلہ میں آپ تیسرے اولاد ہیں۔

آپ کا وصال ۲۸ صفر المظفر ۱۱۲۲ھ مطابق ۱۶۱۲ھ بروز جمعہ شنبہ ۱۱ صفر

شریف میں ہوا۔ عمر ۶۳ سال باقی آپ کے جتھے شیخ ہماؤ الدین نے غسل دیا

حضرت مولانا ہماؤ الدین مریدی صاحب "حضرات العزیز" باقی ڈالے رہے آپ کو

تین سفید کپڑوں میں لپیٹ کر رکھا۔

غلام آزاد آپ کے فرزند رشید حضرت خواجہ محمد سعید نے پڑھائی۔ مزار مبارک

اس جہہ سدرہ میں ہے جو آپ نے اپنے صاحبزادے خواجہ محمد صادق کی تربیت

پر تعمیر کرایا تھا۔ موجودہ مقبرہ کو حاجی میٹھو دینی محمد حاجی نامتم طلع حاجی دادا

ساکن دھلانی ملک کا ضیا دار نگہداشت نے دوبارہ بنوایا ہے۔ جہہ قدیم کو بحال رکھ کر

اس کے اوپر سنگ مرمر کا عالی شان گنبد تعمیر کیا گیا ہے اس جدید عمارت پر نقشہ پیا

ڈیڑھ لاکھ روپے اس فنکار نے میں خرچ کیے۔ اور پانچ سال میں مکمل ہوا۔

جنوبی دہلی سے پرہیز عبادت تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا اِلهَ اِلاَّ اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ

مزار پر افراد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندی

مریدی رحمت اللہ علیہ۔

اس روضہ منورہ بتاریخ ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۵ھ تعمیر یافت



عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم (قیوم ثانی)

عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم حضرت امام ربانی عیدہ اللہ تعالیٰ عنہ و عفت ثانی
کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت ۱۱ سہ سال اندر مکہ معظمہ طابطن متعبد
عبد جلال الدین اکبر مقام مہدی نزد سرمد ہوئی۔

۱۶ سال کی عمر میں آپ نے تمام متداولہ علوم میں مہارت حاصل کر لی۔ دوری کتب
اپنے برادر عظیم خواجہ محمد صفائی سے پڑھیں اپنے والد محترم سے بھی استفادہ کیا۔ کچھ کتب
حضرت شیخ طاہر تہجد کی تلامذہ سے پڑھیں۔ قرآن مجید میں ماکو میں حفظ کر لیا۔
سلسلہ مالہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سے شرف بیعت و طلاق حاصل کیا۔
گھساہہ کہ لولا کھادو میوں نے آپ کے دست حق پرست پر قدم کی۔ سائنس
مزارعہ علماء صاحب ارشاد ہوئے۔ مفتی شام سرور دلا ہوئے حدیثۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں
کہ آپ کے تین بھائی تھے۔ کھساہہ کہ مالدانہرہ فرما سان اہد بہ خفاں ونبوہ خاک
کے بادشاہوں نے اپنے وکیل بد مخالفہ وغیرہ بھیج کر دوبارہ غائبانہ بیعت کی۔ دم
قولان کا شاعر۔ یمن اور شام کے بادشاہ مرید ہوئے۔ شاہ سلیمان بادشاہ بہان
رفیق سے تائب ہوا۔ مزارعہ شیعہ بھی اس کے ساتھ ہی تائب ہو کر مرید ہوئے۔
۲۷ ذی الحجہ ۱۱۱۱ھ مطابق ۱۷۱۲ء میں آپ کا نکاح میر علی احمد رومی کی
صاحبزادی سے لاہور میں ہوا۔ جن کا نام بی بی رقیہ تھا۔ حضرت میر صفی الرحمن رومی

حضرت امام ربانی کے غلیظہ تھے۔

گھساہہ کہ کو کھلائے میں آپ کو پہلے واقعہ بزرگوار کی طرف سے قبولیت کی مسند
علی اس دن پچاس ہزار فراروسے آپ کے بیعت کی۔ چنانچہ خود سرمد شریف
ماضرا۔ اور جب اس کا انتقال ہوا تو آپ نے اس کے حق میں دمانے شیری۔
شاہ جہان جب تخت نشین ہوا تو اس نے بھی آپ سے بیعت کی۔ اور کئی ایک
بدعات جو عہد کبر سے رواج پذیر تھیں، دور کر دیں۔ نیز اس نے آپ کے ایمان سے
شاہی کئے۔ برکھ طبر کی حرم جاری کئے کا فرمان دیا۔ یمن لاکھ صاحبزاد ایک لاکھ
درہمے تعبیر کرائے۔

۱۱۱۱ھ میں اورنگ زیب عالمگیر نے آپ سے بیعت کی۔ ۱۱۱۲ھ میں شاہزادہ
دش آماجک بیعت ہوئی۔ نواب محمد علی گڑا اور آپ کا عہدہ شریف تھا۔ یہاں تک کہ
شاہی خدمت چھوڑ کر آپ کی خدمت انیس میں سرمد شریف پہنچے۔ لگا
۱۱۱۳ھ میں اپنے دو بھائی خواجہ محمد سعید خاں و رعیت اور شیخ محمد علی کے
علاوہ کئی ہزار مریدوں کے مہرا و مع کے لیے تشریف لے گئے۔ ۱۱۱۴ھ میں بدین
موجودہ حاضر ہوئے۔ سلطان محمد علی علیہ التقریر و التسلیم کی زیارت پاک ہوئی۔ ۱۱۱۵ھ میں
واپس ہندوستان پہنچے۔ معاصیہ مخفیہ انظرین لکھنا سب کے مریدوں کی تربیت
و اخلاص کی تشریروں و مشکوٰۃ کے حل میں اپنے ہاتھوں اور اپنے ہم عصر شاعر سے متاثر تھے۔
مشہور فارسی شاعر ناصر علی سرمدی آپ کا مرید تھا۔

تذکرہ بیات معصومین میں جن صاحبزادوں پر مشتمل ہے آپ کے بی بی کونیاں کا ذکر لاہور میں
ہے۔ پہلی جنوری ۱۲۶۹ دوری جنوری ۱۱۵۸ھ تقریباً طبر میں ۲۵۵ کل ۲۵۲ مکاتب میں

تذکرہ بیات مصلحیاتی میں ۲۷ مکاتب آپ کے نام ہیں۔

اولاد میں چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ فرزند ان کے نام اس طرح ہیں

جسے جسٹس مشائخ اور علماء ملت اور ملت میں آئے ۔

آپ کے چھ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں ۔

آپ کا وصال ۲۹ محرم الحرام ۱۰۸۵ھ سلطان شہزادہ بروز شنب جمعہ سرہند شریف میں ہوا۔ آپ کو اس مکان میں جہیز سے آپ کی حکایت عطا حضرت محمد علی علیہ السلام کے دو صاحبزادے سے شمال کی طرف تین میٹر ہی ب کے فاصلہ پر فتح بان کے قریب دفن کیا گیا اور مرقد مبارک پر نہایت عالی شان جہیز بنایا گیا ۔



حضرت خواجہ محمد زبیر (قیوم رابع)

حضرت خواجہ محمد زبیر قیوم رابع بن حضرت ابو العالی بن مودہ الدمشقی حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی مولدہ دو شنبہ ۵ ذی قعدہ ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۰۸۵ھ سرہند شریف میں تولد ہوئے۔ حضرت خواجہ عیسیٰ اللہ فرشتہ گند (قیوم ثالث) نے آپ کو قیومیت کی بشارت دی تھی ۔ چنانچہ آپ نے حکیم صدر المظہر علیہ السلام مطابق ۱۰۸۵ھ بروز شنبہ مسند قیومیت وارثانہ پر جلوں فرمایا ۔ حضرت قیوم ثالث جب جاہلیت اللہ شریف کے پہلے گئے ۔ تو آپ کو عمر اوسے گئے ۔ اور لنگہ زیب کی وفات کے بعد اس کے دو گوں میں جگہ حکمت نشینی لامر میں چھوڑی ۔ اس وقت شہزادہ معظم جو خواجہ خواجگان محمد ویکہ اللہ ملت مند تھا ۔ آپ سے دعا کا طالب ہوا ۔ چنانچہ آپ کی دعا برکت سے شہزادہ معظم بہادر شاہ اقلی کے عقب سے ہندوستان کا بادشاہ بنا ۔ پھر حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ اولیاءنا ہوئے شریف اللہ سے تہنیزا دو گوں سے آپ سے فیض درکات حاصل کیے ۔ بادشاہ وقت اور بہت سے امراء و فدا آپ کے مرید بنے ۔ آپ اسی رات کو ہجرت کے لیے اٹھے اور بعد نماز تہجد بھیجی جائیں اگر کبھی ساتھ بار صورت لیں پھر سے سنے ۔ نماز اوامین کے بعد لہ جزا بارگاہ فی ثبات کرتے پھر مردوں کا ملتہ فرماتے اور انھیں توجہ دیتے

عشاؤ کی ناز کے جذبہ شامی خدمت میں تشریف لائے اور ان کا ملحقہ فرمایا ہے۔
 آپ کے مددگار میں ہزار ہزار مرد اور دو دہائی تین سو عورتیں ہوتی تھیں۔ غیرت سے
 چاشت تک حلیہ میں مصروف رہتے پھر مردوں کو کھٹے میں توجہ دیتے۔ دم
 کے ساتھ دن میں چند ہی ہزار بار ذکر نفی انبات اور پندرہ ہزار بار ذکر اہم قات
 کرتے رہتے۔

آپ کا دماغ ۴ ذی فطرہ کے واسطے بن ملا تھا۔ میں دینی میں ہوا۔ آپ کی
 نفس مبارک کو دینی سے لگ کر سر بند تشریف میں تھے۔ سدا لہرین کی حوٹ میں دفن کر دیا
 گیا۔ جن کو آپ نے تھک کر کے فرشتے سے چار ہزار روپے دیگر طریقہ سے عطا
 آپ کے مرتد ہارنگ پر ایک مالی مکان روز تعمیر کیا گیا جو دیگر گنگ کے نقش و نگار
 سے آسان تھا اور جس میں بہن اور فرنگ کی گنگا ری کی مورتی تھی۔



حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی

نام قطب الدین بخاری اعظم سیدین المعروف حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی ہے
 آپ کا اصل وطن مادونہ ہے۔ بخاری طبرستان کے بعد سر بند تشریف تشریف
 لے آئے اور یہاں باطنی علوم کی تعلیم کی سلسلہ عالم نقشبندیہ میں آپ نے قیوم راہ
 حضرت خواجہ محمد زبیر سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ ان کے دھار کے بعد سدا لہر
 پر مکتون ہوئے اور کچھ عرصہ سر بند تشریف میں ہی قیام فرمایا۔ ورنہ آپ کی مشائخہ
 مطابق ۱۱۲۷ھ ہے۔ برادر اوس سر بند تشریف گئے تھے۔ نقشبندیت اور فقہ
 کے عالم باطن اور فاضل ہے بدل تھے۔

جب حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد انجاو سے اخلاف ہوا۔ تو بارہویں صدی کے
 آغاز میں مدینہ منورہ چلے گئے۔ آپ کی تلامذگی سے چھ سال تک سر بند تشریف میں
 صفت بنائی تھی۔ اس لیے آپ کو غالی سر بند کہا جاتا ہے۔

آپ کو افتاء اور اولیاء کے احتکاط سے صحت نصرت تھی۔ حج سے فراغت کے
 بعد مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو دو دو قدم پر سر بار و دو تشریف چڑھتے اور ہر ہر
 فرنگ پر دو گانہ نماز ادا کرتے تھے۔ جب مدینہ کے نزدیک پہنچے تو دو گانہ مشکریہ ادا
 کر کے پانچ سو شہر میں داخل ہوئے۔ اور شرف زیادت سے شرف ہوئے پھر آپ کو
 مدینہ منورہ کی عوامی گوردار ہوئی ماسے آپ جنت البقیع میں حضرت امیر المؤمنین

روز مبارک کے منتقل جہاں قبۂ مبارک کا پانی گرتا ہے جابیشیہ اور ذکر الہی میں مشغول ہوتے
 لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے لوگوں کو بشارت مہربانی کو خواجہ محمد
 اشرف میاں فرزند اہرہاں ہے اس سے علم باطن کی خدمت حاصل کرو چنانچہ پیشتر
 لوگ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس نعمت غلطی سے مالا مال ہوئے۔ اور
 سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شائع ہوئے۔

آپ کی وفات سرمد سرحد میں سلسلہ مطاہرین سلسلہ میں ہوئی اور حضرت ابوسعید
 میں روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے روز پڑا اور اسے مشکل پیدا ہوئی اس کے نزدیک
 یہی حضرت خواجہ محمد باگشا اور حضرت آدم بھڑکی کے ملاقات مقدسہ ہیں۔ ایک حقیقت
 آپ کی وفات کا سال سنہ ۱۰۱۰ مطابق سنہ ۱۶۰۰ گھنٹا ہے وہ گھنٹا ہے کہ حضرت عثمان
 روز مبارک کی بھرت کا پانی آپ کے سر پر گرنا ہے۔



حضرت حافظ سید جمال اللہ رامپوری

آپ بخارا سے ترک وطن کر کے راستہ لاہور سرمد شریف پہنچے۔ حافظ قرآن مجید
 اور فقیر عالم تھے۔ صبح العجب سادات سے خلق رکھتے تھے۔ جن وقت بخارا سے سرمد
 شریف آئے تو آپ پر جو حقیقت کی حالت تھی اور یہاں اگر حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی
 کی خدمت میں وہ کریموں و برکات حاصل کیے۔ نیز حقیقت و خلافت سے سرفراز ہوئے
 آپ کا سلسلہ نسب حضرت سید عبدالقادر جیلانی تک پہنچتا ہے۔
 آپ روزانہ دو قرآن مجید طوم کیا کرتے تھے پہلے اساتذہ حضرت خواجہ قطب الدین
 کے مولوی کے لیے گئے۔

آپ کو شکار بھی شوق تھا اور آپ نے اپنی زندگی میں کئی شیریں دن کو رہا۔
 سرمد شریف میں ان کو ہونے کے بعد آپ رامپور شریف گئے۔ دعا بیت ہے
 کہ جب حضرت شاہ جمال اللہ نے حضرت خواجہ محمد فہیم اللہ کو افغانستان جانے کا حکم دیا
 تو بطور وصیت دور بامیان سفارش۔

(۱) مایہ دین کا دنیا داد ان سے بھی است
 زاکم دنیا جگتی دہج است و دنیا است

رباعیات

فست نال ستانی دوست باقی دہی
اندھائی سروا خرو والد کر میں عجائبی است
کرش تامل صاحب نظر نیست آری
کرشیت در جہان درینے ازین بہتر
مکن عبادت دُنیا۔ بچن عبادت دل
کرشیں عظم است این دل بچول پیعہر

آپ کے علقہ میں تاشیرنگن تیرا ہی حضرت سید محمد علیؒ مستطاف امان قریبی
شاہ دہکا ہی طر زوی۔ دارشٹ غاں بنارس اور سید محمد علیؒ تیرا ہی دھرو سنے۔
تمام عمر بچو رہے۔ آپ کی سقودہ صفات سے اُمرا و اور نو ساقیہا ب ہوئے۔
اور طعنا اور است میں آئے۔ بگڑ شای تھا۔ جہاں روزانہ مسکینوں کو کھانا کھاتے
سے۔ جو دستا اور خوش خلقی کے ہوا شاہ سنے۔ مستجاب الدعوات سنے۔ کئی قسم کی
گرامت اور خوارق آپ سے ظاہر نہیں ہوئے۔

آپ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۲۰۷ھ میں وصال فرمایا۔ مزار پر انوار
شہر داسپور کے بعضوں کے دروازہ چنگا و ہیں واقع ہے۔

حضرت خواجہ محمد علی نقشبندیؒ

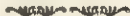
آجناب قصبہ چوڑہ ضلع ملتان کے رہنے والے تھے۔ آپ کا شعر و نسب حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے ہا ملا ہے نہایت مالم فاضل بزرگ تھے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ جمال افغان نقشبندیؒ سے باطنی استفادہ
فرمایا۔ اور طاعات حاصل کر کے موضع گوٹہ امجد ضلع خٹک پہنچ گئے اور وہاں سلوک ارشاد
کی حاصل کر کہیں۔ بیشمار لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ حضرت خواجہ غفر علیؒ اسلام
سے بھی آپ کی طاعات متقی اور پروردگار سے ایک ایک دعا طاعات کیا کرتے تھے آپ اپنے
خفیہ اعظم حضرت خواجہ محمد فیض اللہؒ کے عہد ایشیاء شریف میں تھے۔

آپ کی کرامات ہے شمار میں۔

آپ کے تین بھائی تھے (۱) خواجہ میر محمد (۲) خواجہ جان محمد (۳) خواجہ
علی محمد آپ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ جان محمد سادہ نقشبین ہوئے۔

آپ کی وفات ۷ ذی الحجہ سن ۱۲۰۷ھ مطابق سن ۱۷۹۲ھ میں گوٹہ پور میں ہوئی اور
وہیں مزار شریف بنا۔



حضرت خواجہ محمد فیض اللہ تیرائی نقشبندی

آپ کی ولادت قصبہ تیراہ، بکالی (افغانستان) کی ہے۔ شجرہ نسب ۴۲ واسطوں سے امام رفیع الدین قادری سے خطاب ہے والد ماجد کا نام حضرت قاضی خان محمد قاسم علی شاہی قبل از شہر کوٹاٹ علوم دینیہ کی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے آپ کی شاہی قاضی عبدالعزیز مفتی ملاذ کوٹاٹ کی صاحبزادی سے جو بی بی طربڑی غار خانہ تھی۔

دورانِ عازمت آپ والدہ میں رہے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ تیراہ جلال اللہ اپنے ہمراہیوں سمیت میر کی مرض سے اُدھر گئے۔ چنانچہ ان کو دیکھتے ہی وارفتہ ہو گئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت خواجہ محمد فیض بھی تھے۔ انہوں نے آپ سے بہت سی خواہش کا اظہار کیا۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو حضرت خواجہ محمد فیض کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ آپ نے عازمت ترک کر دی۔ اور اپنے پیرو مشرک کے ساتھ رہنے لگے۔

آپ نے اپنی ولایت میں دو دروازوں قرن کا سفر کیا اور بے شمار رنگان وین سے استفادہ واستفاد کیا۔ یہ شمار لوگ آپ کی تربیت سے سید نقشبندی میں شامل ہوئے۔ بڑے مستجاب احوال بزرگ رہے۔ آپ کی کئی کئی گز اوقات مشہور ہیں۔

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ نور محمد جن کا مزار شریف چودہ شریف ضلع کبیل پور میں ہے بہت شہرت حاصل کی۔

آخری عمر میں آپ کافی کمزور ہو گئے تھے اور پاکی میں سفر کے آیا جایا کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۲۰ راجہ الاول ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۸۳۱ء میں تیرائی شریف تیراہ شریف (کابل) میں ہوئی اور وہیں مرتد پاک بنا۔



حضرت خواجہ نور محمد نقشبندی

حضرت خواجہ نور محمد حضرت خواجہ فیض الاسلام تیرہویں کے فرزند ارجمند تھے۔ پیدائش ۹۷۹ھ مطابق ۱۵۷۱ء میں ہوئی۔ اسی سال تک تیرہ میں رہے۔ ۳۲ واسطوں سے شجرہ نسب حضرت خاوردنی اعظم تک منسب ہوتا ہے۔

تحصیل علوم و فنون اور باطنی تعلیم اپنے والد کرم سے حاصل کی اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔

آپ شریعت محمدیہ کے جامعہ طریقت کے مشہور اور معرفت کے مقامات بلند پر فائز تھے۔ والدہ ماجدی وفات کے بعد خفاستان سے جبریت خواجہ کچھوہ شریف خلیفہ کبیل ہوا مگر حکومت خفاور فرائی۔ اور خلیفہ خدا کی ردعانی تربیت میں مشغول ہوئے تیرہ سے چھوہ شریف آکر تفریباؤ پڑھ سال کے تکفات پا گئے۔ آپ حضرت بابا جیو صاحب کے نام سے معروف ہوئے آپ کی بہت سی کرامت ہیں۔

مجاہدانگان میں حضرت خواجہ احمد کی جہیز خواہ شریعت میں رہے حضرت دین محمد، حضرت خواجہ شاہ محمد اور حضرت خواجہ فقیر محمد تھے۔

آپ کی وفات ۱۰۳۲ھ شہان العظم ۱۶۲۲ء مطابق ۱۶۱۰ء میں ہوئی۔ ۱۰ برس بروز جمعہ پڑھ شریف میں ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے صاحبزادے حضرت بابا جی فقیر محمد کجاویش ہوئے آپ کے تائب نامور شغافہ ہوئے ہیں۔

حضرت خواجہ فقیر محمد نقشبندی

حضرت خواجہ فقیر محمد المعروف بہ حضرت بابا جی حضرت خواجہ نور محمد تیرہویں کے دوسرے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی ولادت کے وقت آپ کے چچا محمد حضرت خواجہ محمد فیض الاسلام تیرہویں کے بعد جہیز تھے۔ انھوں نے اپنا صاحبزادہ بنانے کے ارادہ کیا۔ اور فرمایا۔ یہ بڑا نکاح بخت ہوگا۔

آپ نے علوم ظاہری و باطنی اپنے والد سے حاصل کیے۔

بیس سال کی عمر میں اپنے والد کرم سے خور خلافت نقشبندیہ حاصل کی اور چھوٹے عافی خواجہ دین محمد کے ہمراہ چالیس میں تشریف لائے۔ حبب باطنی شریف خلیفہ جہیز چھوٹے نور محمد خان عالم کے فرزند غلام علی الدین اور دوسرے لوگ آپ کی زوجہ سے سلسلہ میں داخل ہوئے پھر سادگوت شریف سے گئے وطن بھی مسکنوں اور حلقہ ارادت میں آئے۔ مدینہ الاولیاء لاہور گئی و خرقہ شریف لائے۔

شریعت احمدیہ کے اصحاب پند تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دواں کے مطابق ان کے قدم مقدم چلے تھے۔ فرماوا اور مساکین کی محبت میں بہت خوش رہتے تھے آپ اس قدر متبحر عالم تھے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کے جدا جدا اسرار و روض بیان فرماتے۔ جسے سن کر بڑے بڑے عالم فاضل انگشت بدعاں رہ جاتے بلجست جالی تھی۔ کسی پر غصہ نہ فرماتے تھے کسی دوست کی شکایت نہ سنا گوارا نہ فرماتے تھے

محل ہر باری ادا کساری میں ہے مثال تھے۔ آپ کی مجلس میں ہر سہ ہفتے ملتا
اور امرارہ جھپٹے تھے۔ مگر آپ کی زوی وفار اور بارہب شخیصت کے سامنے کسی کو
لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ خوراک نہایت سادہ تھی جو غیر یورپی اور کچھ پڑوسی
پر مشتمل ہوتی تھی۔ اپنے مریدوں کو "مرید" کہہ کر نہ بلاتے۔ بلکہ غلط یا بارہب دوست
استعمال فرمایا کرتے تھے۔ اپنے خدام کی بہت عزت فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی
سب سے بڑی شاکر کرامات زیان زہرام ہیں۔ قوج میں کیمیا کی اثر رکھتے تھے۔

غلام کرام میں حضرت امیر سید جامعہ علی شاہ علی پوری۔ حضرت
نانی لائانی پیر جامعہ علی شاہ علی پوری۔ حضرت خواجہ غلام محی الدین باڈی شریف
حضرت حافظ عبدالکریم راولپنڈی کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔ غلام اور مریدین کی
تعداد بہت زیادہ ہے۔

آپ کی وفات ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ میں صوفیہ چورہ شریف میں
ہوئی اور وہیں مزار پر افوازا بنا۔ جہاں آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ نور محمد تیرای
کے مزار سے چند سو قدم کے فاصلہ پر ہے۔



امیر ملت

حضرت حافظ جماعت علی شاہ محدث دہری

امیر ملت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث پوری صاحب مطالب سلیمانہ
میں علی پور سیدیاں ضلع سیالکوٹ سید کریم شاہ شریکی کے اہل قریب تھے۔ آپ کا خاندان
سلالت شریاز سے تعلق رکھتا تھا۔ سلسلہ نسب ۲۰ واسطوں سے غلیظ جہارم حضرت
علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں ایک بزرگ سید محمد طریف
عبداللہ الدین کرم اللہ وجہہ تشریف لے گئے اور علی پور سیدیاں میں اقامت گزری ہوئی ہے۔

آپ نے علی پور سیدیاں میں حافظہ اشباح لکھ کر کثیر تفسیر سے قرآن مجید حفظ کیا
ابنہائی کتب مولانا محمد اویس شری اور مولانا عبدالرشید علی سے عربی حضرت مولانا
غلام قادر عجمی کو پستی لاہوری اور مولانا یحییٰ احمد شری سے انشاع حفظ کیا
کا پورہ جاکر مولانا محمد علی مرگیزی ناظم ندوۃ العلماء سے بھی استفادہ کیا۔ مولانا احمد حسن
کا پوری کی خدمت میں بھی حاضر رہے۔ قاری عبدالرحمن پانی پتی سے بھی فیض یاب ہوئے
مولانا عبدالحق مہاجر تھی سے سند حدیث حاصل کی۔ اور حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب
آبادی سے بھی سند حدیث کی۔ آپ نے فضل محمد عبد اللہ دکنی پورہ شری اور شری کا پورہ
سے بھی استفادہ کیا تھا۔ حضرت مولانا محمد ظہیر سہارن پوری (بانی مدرسہ مظہریہ) سے بھی
علوم فقہیہ و فقہیہ پڑھے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ فقیر محمد الشہر حضرت بابا جی
صاحب (موجودہ شریف) سے شرف بہ بیت و خلافت حاصل کی۔

آپ نے شاعت و تبلیغ اسلام کے لیے تمام ہندوستان کا دورہ کیا اور شاہد سے لاس تک ایسی اور کراچی سے راجھون تک شریفیت لے گئے۔ یہ عقائد ان کے علاوہ آپ نے دیہاتی مشنریوں اور دیہاتوں کی ریشہ و دانیوں کا ستار کر کے ان کو ناکام کیا۔ تیار ہوا بیسائوں اور ہندوؤں کو شرف باسلام کیا۔ خدھی تحریک کے خلاف سرحد و صوبہ ہند کی مرزائے قادیانی کے باطل و مونی کی زبردست تردید کی۔ ہندوؤں اور یہاں کیوں کیوں اگر ہر پیشانی پر مرکز قائم کیا۔ دینی مدارس کے ساتھ خاوندانہ اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ ہندوؤں کے بعد ہندوؤں کی اپیل پر جازرہ سے لکھنؤ پہنچے جہاں سے ایک دفعہ زمین عرب میں بھجوا دیا گیا۔ تو آپ نے ایک لاکھ روپے کی رقم ارمال کی۔ شاہراہ ایکٹ کی منصوبہ کے لیے آپ نے بہت کام کیا۔ مجبوراً حکومت کو اس قانون میں ترمیم کرنا پڑی۔ آپ نے فستار ارمال کے قلعے منع کرنے کے لیے علما کے کرام کے بہت سے دفعہ مختلف مقامات پر بھیجے۔ امداد دی ان کے ساتھ رہے۔ گھاسے کر آپ نے تین ماہ میں ۸۰۰ روپے دیے۔

آپ کی سماجی خدمات بھی بے شمار ہیں۔ تحریک ترک مولات اور تحریک جبریت سے مسلمانوں کو باہر کیا۔ تحریک مسجد تعمیر گئے لاہور و اسلام آباد میں ہندی رہنمائی کی۔ بادشاہی جہلاہور میں لکھنؤ کے قلعے سے آپ نے ولولہ انگیز تقریر کی "ہندو مت" کا خطاب پایا۔ مل گڑھ دیو دھڑی کے قیام پر کئی لاکھ روپے چند دیے گئے۔ بادشاہی مسجد لاہور کے احاطہ میں یہ بندہ مختصر پر تقریر بھی شامل تھا۔

تحریک پاکستان کے لیے بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آل انڈیا مسلم کانفرنس (بنارس) ۱۹۳۰ء میں بحیثیت سرپرست شامل ہوئے۔ نیز قیام متحدہ ہندوستان کا تحریک پاکستان کی حمایت میں دودھ کیا۔ جسے کیے اور قائد اعظم محمد علی جناح کو پیغام گھر گھر پہنچایا۔ اسی زمانہ میں دو ہندی، اہل حدیث اور دھرم سے چوٹی کے نیشنلسٹ

علما نے قائد اعظم اور تحریک پاکستان کی شدید مذمت کی۔ کانگریس کے رہبر پر ان علماؤں نے ہندوستان کے دور دورہ مقامات کا دورہ کیا تاہم اعظم پر کفر کا فتویٰ جاری کیا گیا۔ اور تحریک پاکستان کو ایک عظیم اقدام قرار دیا گیا۔ مگر آپ کے فلسفہ و عقائد ان کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ گئی۔ آپ حضرت قائد اعظم سے کئی دفعہ ملے اور ان کو اپنی اور اپنے مريدوں کی طرف سے بحال یقین دلائی گئی۔

حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ انھیں حمایت اسلام لاہور کے جلسہ کی صدارت غور فرماتے تھے کہ علامہ اقبال اگر آپ کے قدموں میں چھڑ گئے۔ اور کہا کہ ہرگز ان کے قدموں میں بیٹھیں سادست ہے۔ آپ نے فرمایا اقبال جس کے قدموں میں ہر اسے اور کیا چاہیے۔ علامہ اقبال نے سب سے پہلے خود اپنی قادری سلسلہ میں بہت لاکھ آپ سے کیا تھا۔ آپ کو بھی حضرت علامہ اقبال سے بہت محبت تھی۔ زندگی کے آخری ایام میں وہ اکثر علامہ کا پریشور چمکا کرتے تھے۔

یہی بندہ پروردی سے میرے دن گذر رہے ہیں

نہ گھر ہے دوستوں کا نہ شکایت زمانہ

آپ کے اخلاقی عہدہ اور اوصاف پسندیدہ ہیں۔ تقریباً پچاس مرتبہ حج حرمین الشریفین کی سعادت حاصل کی۔ سیکڑوں سبب تعمیر کرائیں۔ دینی مدارس کا ملک کے اکثر حصوں میں احیاء کیا۔ ۱۹۳۵ء میں انھوں نے دارم الصوفیہ لاہور کی بنیاد رکھی۔ ملی ہسپتال میں آپ نے مگر مر کی ایک نہایت خوبصورت مسجد تعمیر کرائی جو مسجد نور کے نام سے مشہور ہے۔ جن زمانہ میں یہ تعمیر ہوئی تھی اس پرچہ لاکھ روپے خرچ ہوا تھا۔ اس مسجد کے دروازے صندل کی کٹری کے ساتھ باغی حافط سے مرتع ہیں۔ مسجد میں چھت پر ملی بجلی کا ۲۱ فٹ لمبا کلاخ شہر دی کے لیے لگا دیا گیا ہے۔

آپ کے عقیدہ مندوں میں آغا خلیل رحیمی برادر دربارہ مولیٰ اکرم علی اعلیٰ واک و سلم

نادر شاہ شہید وائی افغانستان میر عثمان ملی خان، نظام حیدر آباد دکن، قائد ملت
جوہری غلام عباس۔ لواب بہادر یار جنگ۔ سر قاضی خان، لواب وقار الملک، علامہ محمد
اقبال، قائد اعظم۔ لواب محمد اسماعیل خان۔ وغیرہ ہیں۔

تغیبات میں ضرورت سطح۔ اطاعت مرشد سرمدی۔ یارانِ طریقت
کے علاوہ کئی ایک قابلِ قدر وقار جات فضیلت تھے اور فضائلِ مدنیہ یاد گار ہیں
آپ کا وصال ۲۶ رجبی ۱۲۸۵ھ مطابق ۲۶ اگست ۱۸۶۵ء بروز جمعرات
اور عجم کی درہانی شب ملی پر رستیاں میں ہوا اور وہاں ہی آپ کا مسکن پر انوار
مربعِ خالق ہے۔



حضرت حاجی پیر حیات محمد نقشبندی

آپ کے آباؤ اجداد سرزمین کشمیر میں رہا در شاہ کے رہنے والے تھے۔ ایک
زمانہ میں آپ کے بزرگ وہاں سے سیالکوٹ میں نقل مکانی کرتے۔ اور وہاں مستقل
طور پر قامت گزی ہو گئے۔ آپ کے والد کا نام پیر بہار شاہ تھا۔ آپ کے دادا کشمیر
سے سوہدہ چلے آئے تھے اور وہیں آپ کی وفات ہو گئی اور وہاں کے مقبرہ مستان
شاہ کے قبرستان میں دفن ہوئے اس موقع پر پیر بہار شاہ نے انجیل لائٹس مستقل
سوہدہ میں ہی اختیار کر لی پھر مجددی دہان یا کوٹ چلے گئے۔

سلسلہ حیات نقشبندی میں آپ نے اہمیت حضرت حافظ جامع علی شاہ ملی پوری
سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور بعد ازاں ملاقات حاصل کر کے ان کے خلائے اعظم میں
مثال ہوئے۔ حضرت اہمیت آپ پر خصوصی توقیر فرماتے تھے۔ سلسلہ کی تبلیغ کے لیے
آپ پنجاب اور کشمیر کے بے شمار دیہات گئے اور وہاں اس کے فروغ کے لیے کام کیا۔
آپ کے سلسلہ کی شریک و اشاعت میں بہت کام کیا۔ اور دیہات کے بہت
سے لوگوں نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت محدث علی پوری کے
کشمیر کے تبلیغی دوروں میں اکثر ان کے ہمراہ رہتے تھے اور آپ کے مواعظِ حسنہ کا
کشمیری زبانوں میں ترجمہ کرتے تھے۔ اکثر اکیلے ہی کشمیر کے تبلیغی دوروں پر جاتے
اور ملوک و رشا کی حامل ہر پا کرتے تھے۔ آپ کی دعا و نصیحت سے ہتیار لوگ

نفع باب ہوئے بہر عنبر پاک و ہند میں آپ کے کثیر السعد و مرید ہیں۔

شبست پر ہیر نگار، شب زندہ دار، صاحب کش و کرامت، بزرگ اور عابد بزرگ بزرگ تھے۔ باطنی علوم میں بحر فزا تھے، جن میں میں رونق المروزی تھے تو وہ نیز جو جاتی۔ صاحب اسرار و کاشفات بزرگ تھے۔

آپ حج حرمین شریفین کی معادرت سے بھی نفع باب ہوئے تھے۔

خفا و میں حضرت پیر غریب احمد فرزند و سجادہ نشین۔ مفتی محمد شعیب خلیفہ کامری کے اور پیر محمد صادق نقشبندی لاہوری ہیں۔

آپ کی اولاد میں پیر محمد غلیب، پیر علی احمد، بشیر احمد اور پیر محمد شریف ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد پیر محمد غلیب سجادہ نشین ہوئے۔ جن کی وفات ۱۲۸۵ مطابق ۱۵ اپریل بروز جمعہ المبارک نو رست بعد از عہد ہوئی۔ پیر محمد غلیب کی ولادت ۱۲۸۵ میں ہوئی تھی۔ وہ عالم فاضل بزرگ تھے، تبلیغ و ارشاد میں سرگرم و کوشاں تھے۔

آپ کی وفات ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۸۵ مطابق ۲۲ جون ۱۳۸۵ بروز جمعہ المبارک بعد از نماز مغرب ساکوٹ میں ہوئی۔

آپ کے باران طریقت میں ملک عبد العزیز بزرگ ٹٹوی، عبد الحکیم اعظم الدین موٹا ساٹیک کے ذریعے علی پور شریف پہنچے اور حضرت امیر ملت کو آپ کی وفات سے مطلع فرمایا۔

حضرت امیر ملت قوۃ الشریف لائے پنجاب کے دیگر ملاؤں سے بھی بزرگ شریف لائے، حضرت مولانا ابوالبرکات گادری لاہوری، حضرت فیض اعظم مولانا محمد شریف کوٹلی، مولانا مفتی نور الحسن خلیفہ جامع مسجد عبدالحمیم، مولانا محمد یوسف سیالکوٹی، مولانا امام الدین دریا بھٹا، "انوار العرفہ" مولانا عبدالحق

خلیب مسجد و دروازہ اور دیگر مالائے کرام کے علاوہ ہزاروں افراد نے نماز جنازہ پڑھی۔ نماز جنازہ حضرت امیر ملت نے پڑھائی اور خود نغمہ نفس پڑھا سب کے جنازے کو اپنا کندھا دیتے ہوئے قبرستان پہنچے، اور اپنے دو بڑے بھائی کو دفن کرایا۔ جنازہ دوسرے دن چار بجے بعد نماز عصر محلہ کی مسجد سے اٹھایا گیا تھا۔



دور مجذوبیت

۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۸ء تک

اس دور مجذوبیت میں آپ لاہور کی مختلف آبادیوں میں قیام فرما رہے۔ باغیچہ
سنگھ پورہ۔ پنجوالہ و غیرہ آبادیوں میں پھرتے رہے۔ پھر مقبرہ غلاب بہادر خان
نزد ریلوے چھاگ ٹیرم منظر پر قیام کیا۔ اس وقت جذبہ مسک کا غلبہ تھا۔ تقریباً
تیس سال آپ نے اس حالت میں گزارے۔ سڑی گرمی سے پہلے نیاز رہے۔ صحت
سڑی میں بھی ایک عقیدہ میں چسپے رہتے اور نہ میں گھنٹوں چسپے رہتے۔ گرمیوں
میں چودہ چودہ گرم کوٹ زیب تن کیے رہتے۔ اور کبھی کبھی کئی کئی دن گرمی میں
میں چسپے رہتے۔

ریلوے اور نہرو والوں پر سے تنازعہ

آپ مقبرہ غلاب بہادر خان میں کئی سال ریاضات و عبادات میں مشغول رہے
اور اس مقبرہ کی سب سے اونچی سطح پر رہتے تھے۔ زبان بعد شریک کے کہہ رہے
نہرے پاس تلہ پوت کے درخت تھے آگے۔ وہاں سے شیشہ کی جگہ پاک عبادت
کے بعد نہر کی دوسری جانب شیشم کے درخت تھے آگے اور تاحال وہیں قیام فرما رہے

اور ایک سہلی سا کچا کمرہ بنایا۔ جس پر نہرو والوں اور ریلوے والوں نے حبس کرنا
شروع کر دیا۔ نگران کی اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اور آپ کا مستقل مستقر وہاں
ہی بنا۔

محمد رفیزا، باغبان پورہ لاہور فرماتے ہیں کہ جب نہر کے حکم کے انصراف نے
اس جگہ کے متعلق تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ نہرو والوں نے ہوائی اس زمین کا پیش کیا ہے
وہ ۱۹۷۸ء کا ہے اور اس میں اس تنازعہ جگہ کا اندراج ہی نہیں ہے کیونکہ نہر سے ۱۲۰
فٹ تک اس فکے کی جگہ جوئی ہے اس طرح ریلوے والوں کے پاس ۱۹۷۸ء کا نقشہ
تھا۔ اس میں بھی اس جگہ کا اندراج نہیں تھا۔ اور یہ اطلاعائی کی جانب سے ضلع ہی
تصرف باطنی تھا۔ کہ ان حکموں کے پاس اس تنازعہ جگہ کی ملکیت کا کوئی ثبوت
ہی نہ تھا۔

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حاضریہ و جانین کا بھی مختصر تذکرہ کروایا جائے
چونکہ جانین گرام کے لیے سود مند ہو گا۔



نادر شاہ شہید وائی افغانستان میر خٹان علی خان ، نظام دہلی آباد دکن ، قائد ملت
چوہدری نظام جاس - نواب بہادر یار بنگ - سر آغا خان - نواب وقار الملک ، علامہ سر
اقبال ، قائد اعظم - نواب محمد اسماعیل خان ، وغیرہ ہیں ۔

تشریفات میں ضرورت کیسٹینج - امانت مرشد مرید قادق - یارانِ طریقت
کے علاوہ کئی ایک قابل قدر مقامات فضیلت تھی اور فضائل - فیہ یاد گار ہیں
آپ کا سال ۲۶ ذی قعدہ ۱۲۸۲ بمطابق ۲۱ اگست ۱۸۶۵ بروز جمعرات
اور عجم کی ہرمیانی شب میں پڑستیاں میں ہوا اور وہی ہی آپ کا مسطرہ پر افواہ
مرخصتِ خلافت ہے ۔



حضرت حاجی پیر حیات محمد نقشبندی

آپ کے آباؤ اجداد سرزمین کشمیر میں بچہ دہڑہ کے رہنے والے تھے ۔ ایک
زمانہ میں آپ کے بزرگ دہاں سے سہاگن کوٹ میں نقل مکان کیا کر آئے ۔ اور یہاں مستقل
طور پر اقامت گزری جب کہ آپ کے والد کا نام پیر بہار شاہ تھا ۔ آپ کے دادا کشمیر
سے مدینہ پہلے آئے تھے اور وہی آپ کی وفات ہو گئی اور وہاں کے مقبرستان
شاہ کے قبرستان میں دفن ہوئے اس موقع پر پیر بہار شاہ نے انچھ دہائیں مستقل
مدینہ میں ہی اختیار کر لی پھر بعد اہل و عیال ساگر کوٹ پہلے گئے ۔

سلسلہ عالیہ نقشبندی میں آپ نے امیر ملت حضرت حافظ علی شاہ دہلی پوری
سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور بعد ازاں خلافت حاصل کر کے ان کے خلفائے اعظم میں
شامل ہوئے ۔ حضرت امیر ملت آپ پر بھی توخ فرماتے تھے ۔ سلسلہ کی تبلیغ کے لیے
آپ پنجاب اور کشمیر کے شمار دیوات گئے اور وہاں اس کے فروغ کے لیے کام کیا ۔
آپ کے سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں بہت کام کیا اور وہاں کے بہت
سے لوگوں نے آپ کے وصفت حق پرست پر بیعت کی ۔ حضرت محدث علی پوری کے
کشمیر کے تبلیغی دروہوں میں اکثر ان کے ہمراہ رہتے تھے اور آپ کے مواظع حسنہ کا
کشمیری زبانوں میں ترجمہ کرتے تھے ۔ اکثر کھیلے جی کشمیر کے بلیلی دروہوں پر جاتے
اور سلوک و ارشاد کی حامل برپا کرتے تھے ۔ آپ کی مواظع نصیحت سے دنیا دار لوگ

نادر شاہ شہید وائی افغانستان۔ میر عثمان ملی خان، نظام حیدر آباد دکن، قائد ملت
پرتو پری فلام عباس۔ نواب بہادر یار جنگ۔ سر آغا خان، نواب وقار الملک، ملا سر محمد
اقبال، قائد اعظم۔ نواب محمد اسماعیل خاں۔ و غیرہ ہیں۔

تغیبات میں ضرورت پیش آئے۔ امامت مرشد مرید ہادی۔ یارانِ طریقت
کے علاوہ کئی ایک قابلِ قدر مقالہ جات فیض ملت تقیہ اور فضائلِ مریدہ یاد گار ہیں
آپ کا وصال ۲۶ رذی قعدہ سن ۱۳۵۷ مطابق ۱۲ اگست ۱۹۳۷ء بروز جمعرات
اور جمعہ کی درمیانی شب ملی پور سٹیٹل میں ہوا اور وہاں ہی آپ کا مسکن پر افوار
مرتب خانہ بنی ہے۔



حضرت حاجی پیر حیات محمد نقشبندی

آپ کے آب و اجداد سرزمین کشمیر میں بچے و بڑے کے رہنے والے تھے۔ ایک
زمانہ میں آپ کے بزرگ وہاں سے سیال کوٹ میں نقل مکانی کر آئے۔ اور یہاں مستقل
طریقہ قائم کر لی ہو گئے۔ آپ کے والد کا نام پیر بہادر شاہ تھا۔ آپ کے والد کشمیر
سے سربازہ چلے آئے تھے اور وہیں آپ کی وفات ہو گئی اور وہاں کے مقبرہ عثمان
شاہ کے قبرستان میں دفن ہوئے اس موقع پر پیر بہادر شاہ نے انچارہاٹس مستقل
سربازہ میں ہی ہی اعتبار کر لی پھر بعد اہل دیال یا کوٹ چلے گئے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں آپ نے امیر ملت حضرت حافظ جامعہ ملی شاہ ملی پوری
سے شرفِ بیعت حاصل کیا اور بعد ازاں خلافت حاصل کر کے ان کے خطائے اعظم میں
شامل ہوئے۔ حضرت امیر ملت آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ سلسلہ کی تبلیغ کے لیے
آپ پنجاب اور کشمیر کے بے شمار دیہات گئے اور وہاں اس کے فروغ کے لیے کام کیا۔
آپ کے سلسلہ کی ترویج و اشاعت میں بہت کام کیا۔ اور دیہات کے بہت
سے لوگوں نے آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت محدث ملی پوری کے
کشمیر کے تبلیغی دوروں میں اکثر ان کے ہمراہ رہتے تھے اور آپ کے سوا ملاحظہ نہ
کشمیری زبانوں میں ترجمہ کرتے تھے۔ اکثر ایسے ہی کشمیری تبلیغی دوروں پر جاتے
اور لوگ ہار شاو کی حامل ہو کر آتے تھے۔ آپ کی دعا و نصیحت سے بے شمار لوگ

فیض باب ہوئے۔ ہر صغیر پاک و ہند میں آپ کے کثیر الشمار مرید ہیں۔

چوتے پر میرنگار۔ شلب زندہ دار۔ صاحب کشف و کرامات، بزرگ اور عالم زاد، بزرگ ستمے۔ باطنی علوم میں بحر فکار تھے۔ جن میں میں روحانی افروز ہوئے تو وہ موزع جاتی۔ صاحب اسرار و کما شفات بزرگ تھے۔

آپ حج عربیہ الشریعین کی سعادت سے بھی فیض باب ہوئے تھے۔

خلفاء میں حضرت محمد طویل احمد فرزند سجادہ نشین۔ مفتی محمد شفیع طویل کا مورث اور پیر محمد صادق نقشبندی لاہوری ہیں۔

آپ کی اولاد میں پیر محمد طویل۔ پیر علی احمد۔ ربشیر احمد اور پیر محمد شریف ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد پیر محمد طویل سجادہ نشین ہوئے۔ جن کی وفات مشکلتہ مطابق ۱۱۵۱ھ پر بروز جمعہ المبارک نو قست مہد از مہج ہوئی۔ پیر محمد طویل کی ولادت سن ۱۱۵۱ھ میں ہوئی تھی۔ وہ عالم فاضل بزرگ تھے۔ تبلیغ و ارشاد میں سرگرم و کوشاں تھے۔

آپ کی وفات ۱۱۵۱ھ مطابق ۲۲ جون ۱۷۳۸ھ بروز جمعہ المبارک بعد از نماز مغرب بہ اکوٹ میں ہوئی۔

آپ کے یارانِ طریقت میں ملک عبدالعزیز کوٹاری۔ عبدالحکیم احمد نظام الدین موٹا ساہیل کے درویش تھے اور شریف پیر پیر اور حضرت امیر ملت کو آپ کی وفات سے مطلع فرمایا۔

حضرت امیر ملت فرزند شریف نامے اور پنجاب کے دیگر علاقوں سے بھی بزرگ شریف نامے۔ حضرت مولانا ابوالبرکات گادری لاہوری۔ حضرت فقیرا انعم مولانا محمد شریف کوٹاری۔ مولانا حفی نور الحسن شلیب جامع مسجد عبدالحکیم مولانا محمد یوسف سیالکوٹی۔ مولانا امام الدین بدیر یا بنامہ "انوار الصوفیہ" مولانا محمد بنی

خطیب مسجد دروازہ اور دیگر نامے کے علاوہ ہزاروں افراد سے ملازمتیہ نامہ پڑھی۔ ملازماہ حضرت امیر ملت کے پڑھائی اور عہدہ فقیرا انعم پیر صاحب کے جنازے کو اپنا کندھا دیتے ہوئے قبرستان پہنچے۔ اور اپنے بعد بڑے شریف طویل کو دفن کرایا۔ جنازہ دوسرے دن چار بجے بعد نماز عصر محلہ کچی مسجد سے اٹھایا گیا تھا۔



دورِ مجذوبیت

۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۸ء تک

اس دورِ مجذوبیت میں آپ لاہور کی مختلف آبادیوں میں خیاں گزارے۔ بانیانچہ سنگھ پورہ، سینٹر والی دہلیہ آبادیوں میں پھر رہے۔ پھر مقبرہ نواب بہادر خان نوردہ پورے چھانکے میرے قلمبرہ تمام کیا۔ اس وقت جذبہ دسکر کا غلبہ تھا۔ تقریباً تیس سال آپ نے اس حالت میں گزارے۔ مروی گہری سے بے نیاز نہ تھے۔ سخت مروی میں بھی ایک تہذیبی پیشے رہتے اور نہ ہی گفتگوں پیشے رہتے۔ گرمیوں میں چودہ چودہ گرم کوٹ زیب تن کیے رہتے۔ اور کبھی کبھی کٹی کٹی دن گھڑی پہلی میں پیشے رہتے۔

ریلوے اور نہروالوں سے تنازعہ

آپ مقبرہ نواب بہادر خان میں کئی سال ریاضات و عبادات میں مشغول رہے اور اس مقبرہ کی سب سے اونچی سطح پر رہتے تھے۔ رزاں بعد شرک کے گنارے نہر کے پاس ٹھہرتے کے درخت تلے آگئے۔ وہاں سے شہنشاہ کی جنگ پاک بھارت کے بعد نہر کی دوسری جانب شہنشاہ کے درخت تلے آگئے اور تا وصال وہیں تمام فرما رہے

ادبلیک سولی سا کچا کمرہ بنالیا۔ جہاں نہروالوں اور ریلوے والوں سے جھگڑا شروع کر دیا۔ نگران کی اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اور آپ کا مستقل مسافر وہاں ہی بنا۔

محمد سرور آزاد، باغبان پورہ لاہور فرماتے ہیں کہ جب نہر کے ٹھکے کے اندر آنے اس جگہ کے متعلق تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ نہروالوں نے سو فٹ سے اس زمین کا پیش کیا ہے وہ ملک اندازہ کا ہے اور اس میں اس شاندار جگہ کا اندراج بھی نہیں ہے کیونکہ نہر سے ۱۴۰ فٹ تک اس ٹھکے کی جگہ سو فی سب سے اس طرح ریلوے والوں کے پاس ۱۹۴۸ء کا نقشہ تھا۔ اس میں بھی اس جگہ کا اندراج نہیں تھا۔ اور یہ اقلہ نقاشی کی جانب سے تصدیق و تصدیق باطنی تھا۔ کہ ان ٹھکوں کے پاس اس شاندار جگہ کی ملکیت کا کوئی ثبوت ہی نہ تھا۔

اس جگہ منار ب معلوم ہوتا ہے مجاہدیں کا بھی مندر ذکر کر دیا جائے جو بانیانچہ خاندان کرام کے بے سود نذر ہو گا۔



لاہور کے مجاہدِ مجاہدین

خاکسارانِ جہاں را بمقارن منگر
تو چہ دانی کہ دریں گرو سوائے باشد

مدینۃ الاولیاء لاہور میں بھی بے شمار مجاہدین و مجاہدین سرور میں
گذرے ہیں۔ جن کی تفصیل بہت کم ملتی ہے مگر پھر بھی ہم نے کوشش
کی ہے کہ ان کا احوال تذکرہ کر دیا جائے۔



مجاہدِ لاہور

عہدِ سلاطین

بیر و طہل مجذوب

آپ کا نام ہی سید عبدالحکیم بخاری بتایا جاتا ہے۔ سید و عالیہ سرور مدین
حضرت شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالحکیم بخاری متوفی سن ۱۱۸۷ کے مرید تھے۔ یہ
وردی سلاطین کا عہدِ حکومت تھا آپ مجذوب تھے اور جذب و سرکری حالت میں
رہتے تھے۔ مجذوبوں کی طرح ٹھیکوں، ہزاروں اور دیناروں میں گشت لگا کر تھے
اکثر اوقات آپ اس جگہ پر بیٹھتے تھے جہاں آپ کا مریض ہے۔ صاحبِ مدینۃ الاولیاء
مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کو ایک صاحبِ کشف و کرامت بزرگ لکھا ہے۔

آپ کا مزار اندرونِ شہر شاہ عالمی اور موچی دروازہ کے درمیان واصل محل میں
موجود تھا جی ہے۔ مزار مسجدِ رحمن خان کے غریبی کو چہ پور میں لگی ہے۔ صاحبِ
مغرب واقع ہے۔

پیر بھولا مجذوب

آپ بزرگانِ لاہور میں مسرت و مسکند، مجذوب اور کشف و کرامت بزرگ تھے۔ سوائے خود سال بچوں کے آپ کسی سے بھی التفات نہ دیتے تھے دنیا اور اہل دنیا سے مشغول تھے۔ تندہنا زادہ فطرت میاںوں روپوں کی تعداد میں آتی۔ مگر آپ سب بچوں میں غنیمت ملاحظہ فرمائیے۔ سارا دن خبریں گشت کیا کرتے تھے اور اپنے جوتے در جوتے آپ کے ہمراہ رہتے تھے۔ موجودہ صورت میں آپ کا مزار چوک دھاری منڈی سے بازار سورت منڈی کو جاؤں تو کوچ پیر بھولا میں آپ کا مزار ہے۔



مجاذیب لاہور

مغلیہ دور

میاں مونگر مجذوب

آپ کا نام بدیشہ الاولیاء لاہور میں تھا اپنے وقت کے مجذوب اور عالم فری کے مالک تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی م رحمۃ اللہ علیہ نے تعریف "افکار الانبیاء" میں لکھے ہیں کہ میں شیخ حسن پورہ مجذوب دہلی کے ہمراہ لاہور میں تھا کہ میاں مونگر مجذوب لاہوری ہمارے جلس میں آگیا۔ جب اس کی نگاہ شیخ حسن پورہ مجذوب پر پڑی تو فریاد لگے کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ قصیدہ بیان حضرت سے کیا دام ملے ہے، شیخ حسن پورہ یہ سن کر ہنس سے بھاگ گئے اور اس دن کے بعد ان کو کسی نے لاہور میں نہیں دیکھا۔ اور ہمیں یہ دونوں مجذوب دہلی دور از سرے تک دوڑتے نظر آئے۔

آپ کی وفات سنہ ۱۰۵۰ھ میں ہوئی حالانکہ میں اکثر میں جوتی اس وقت گورنر ہار خان جہاں حسین علی خان تھا۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی تاریخ وفات اس طرح کہی ہے کہ

جناب شیخ سرگرم باطن مست چودہ عدد معنی بافت توفیق
چو سال ارنخالش جنت سرور عیان شد از معنی پیر عتیق

شیخ یوسف مجذوب

صاحب اخبار الافکار کہتے ہیں کہ لاہور کے مجذوب تھے بلند قامت بڑے
کانشہ باہمت صاحب فلسفہ اور پانداوقات تھے میری دعا طر بانہ سے اور سر
منڈاتے تھے نیز صاحب کشف اور کشادہ باطن تھے حضرت شیخ حدادی فرماتے ہیں
کہ میں دہلی سے لاہور آیا ہوا تھا میں نے کہا کہ آپ لاہور کے غناس (موجودہ شاہ بازار)
میں گھسے اور پچی اوچی باتیں بول رہے تھے اور عجیب و غریب امر اور جملہ بیان کر
رہے تھے حضرت محدث دہلی فرماتے ہیں کہ انھوں نے میری بہت سی پرستیدہ
باتیں بیان کیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ملاوہ کو کوئی نہیں جانتا تھا دوسرے دن میں
ان کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے مغرور علی کے بلے ان سے نیک خاں لے لوں مگر وہاں
آپ سے ملاقات نہ ہو سکی جب میں اپنی رہائش گاہ پر واپس آیا تو آپ مجھ کو وہاں
آئیے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر سفر نہ کرنا مہانگ نہیں ہے حاضرین
میں سے کہا کہ شیخ یوسف کامل بارہ برس کے عہد اس طرف آ رہے ہیں حالانکہ
قبل از یہ وہ کبھی بھی اس طرف نہ آئے تھے۔

مستی مجذوب

کہا ہے کہ شہنشاہ حلال الدین بکر کے عہد حکومت میں ایک مست فقیر مجذوب
لاہور میں رہتا تھا جو عموماً شاہی قلعہ لاہور کے گرد و لواح میں گھومتا پھرتا تھا جب
وہ فوت ہو گیا تو اس کو اندرون مستی دروازہ دفن کر دیا گیا آج بھی اس کی قبر
پر ایس چوکی مستی دروازہ کے منہ پر موجود ہے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مستی دروازہ
کا نام اسی مست فقیر مجذوب کے نام پر منسوب ہوا۔

نامعلوم الائم مجذوب

حضرت محمد باکرم کشی غلیظہ الامام باقی عہد وائف ثانی اپنی تصنیف "نبدۃ العقلمت"
میں لکھتے ہیں کہ جن دنوں مرثیہ سلسلہ عالیہ شہید حضرت خواجہ محمد باقی کاؤٹ
دہلی م سلسلہ لاہور شریف لائے تھے ان دنوں کا واقعہ ہے کہ آپ اکثر لاہور
کے چرسے نول اور برائوں میں کسی اہل دل کی تلاش میں پھیرا کرتے ہیں ایک دفعہ
ان کو معلوم ہوا کہ لاہور کے اطراف و جوانب میں ایک گورستان کے غریب ایک
مجذوب رہتا ہے جتنا آپ اس کے پاس پہنچے تو وہ آپ کو دیکھنے ہی بھاگ گیا
آپ جب بھی جلتے تو وہ آپ کو دیکھ کر غریبی بھاگ جاتا۔ آپ کو مارا کر بھاگتا

غرائب سے اس کا پیمانہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ ایک دن اس مجذوب نے خوش ہو کر آپ کو بلا اور حصولِ مراد کے لیے دعا مانگی دیں۔ حضرت خواجہ کو اس کی دعاؤں سے بہت فائدہ حاصل ہوئے۔

منگا مجذوب

یہ مجذوب لاہور شہر میں حضرت شیخ حسن شاہ ولیؒ (حضرت مستوفیؒ) کے درویش تھا۔ حضرت مستوفیؒ کا ایک بیوک صورت سنگھ مائل تھا جس نے آپ کی حیات کے متعلق ایک مظلوم فارسی کتاب لکھی ہے اس میں لکھا ہے کہ صورت سنگھ فاضل کو اس مجذوب سے بے پناہ عقیدت تھی اور اس کے آستانہ پر اکثر غاضبی دیا کرتا تھا۔ ایک دن اس مجذوب کی نشاندہی پر صورت سنگھ کو اس مکان سے ایک دفعہ مائل تھا وہ لکھتا ہے۔

ہم منگا مجذوب آمد آن خان
مرا بدست بہ بند رو بہر پاک حیا
پر صورت سنگھ مائل لاہور کے محکمہ میں رہا کرتے تھے۔

شیخ کمال مجذوب

حضرت شیخ حسن شاہ ولیؒ المعروف بہ مستوفیؒ ۱۱۴۰ھ میں لاہور امیٹ روڈ نورانی جمعیۃ سنگھ جیل والے واقع ہے کہ مرید تھے، مجذوب تھے اور علامہ مشرب رکھتے تھے۔ کثرت سے جہاد و مسلمانان کے پاس آتے تھے۔ ان کی خانقاہ میں ہر وقت انگہ جاری رہتا تھا جہاں سے مسافر اور ان کے مرید کھانا کھاتے تھے لکھا ہے کہ جب نور الدین محمد جاگیر بادشاہ لاہور آیا تو وہ شیخ کمال مجذوب کی خانقاہ میں حاضر ہوا تھا اور ان سے ملاقات کی تھی۔

لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ سے پوچھا گیا کہ شہزادہ داد بخش عرف بانی کو لاہور میں ہمسف ماہ نے تخت نشین کر دیا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، تو شیخ کمالؒ نے کہا کہ یہ خارجی وعدے صہبی شاہ جہاں تخت نشین ہوگا۔ کچھ دنوں کے بعد آصف جاہ نے شہزادہ داد بخش کو قتل کر دیا اور اپنے داماد شاہ جہاں کی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔

شیخ کمالؒ مجذوب کی وفات ۱۱۶۰ھ مطابق ۱۷۴۷ء میں لاہور میں ہوئی۔ مزار کا پر نہیں ہیں چل سکا۔

حضرت شاہ عید الحق مجذوب

حضرت شاہ عید الحق مجذوب قادری حضرت میاں میر قادری فاروقی لاہوری کے مرید تھے۔ آپ مجذوب و درویش تھے۔ اکثر لاہور کے قبرستانوں اور درویشوں میں پھولا کرتے تھے آپ کی کئی ایک کرامات مشہور ہیں۔

لاہور میں ایک شخص بدحوہ و بدعورت کا کرنا تھا جس نے ایک چڑا دے بنایا جو اتنا اورچ اینٹیں اس چڑا میں بنی تھیں وہ اس راہ و دروازہ پر رخی افشان عمارت اور حویلوں کی تعمیر کے لیے خرچہ کرتے تھے۔ یہ چڑا وہ گریڈ رنگ روڑ پر واقع ہے جو قبرستان ہجو کا آوارہ مقبرہ صاحب خان و دران باغ قابل التعمیر رنگ روڑ پر رخی واقع ہے۔ عید شاہ جہاں میں نواب علی مراد خان اور نواب غنیمت اللہ خان نے اس کو اینٹوں کی سبلی کی کاٹھک دیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ علی عید الحق مجذوب سرور کے درمیان میں اس طرف آئے اور وہ چڑا پر چلے گئے۔ ہفتے کے ملازمین نے آپ سے استہزاء کیا اور آپ کو گالے بکے پاس سے نکال دیا۔ خدا کی قدرت و حکیم کہ اس وقت سے انہیں کچنی بدبو لگیں اور وہ سرخ جھونے کا نام بھی نہ لیج سکیں۔ فقیر شاہ جو بہت عقلمن ہوا۔ جب اس کو اس کا دعائی کا مودہ کو اس کے ملازمین نے ایک مجذوب کو دیکھ کر نکال دیا ہے۔ تو بدحواس کی کلاں میں نکلا اور اس کو تلاش کر لیا اس کو گھر لے آیا اور بہت اس کی خدمت کی۔ مجذوب بہت غرض خواہ اور کہا کہ انہیں سرخ لڑے مولیٰ کی مگر یہ اینٹیں اچھے بھاد پر فروخت ہو جائیں گی چنانچہ بہت مبالغہ ہے لگائیں شاہ مبارک کی بنیادوں کے لیے خرید لی گئیں۔

آپ کی وفات ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۳ء بمقام لاہور ہوئی یہ اورنگ زیب عالمگیر کا عہد حکومت تھا۔ بدحوہ نے آپ کا مقبرہ موجودہ نہر اہر باوی و آب کے کنارے درجے کی کوٹھڑیوں میں گاف گرافٹ کے پاس بنوایا۔ اب مقبرہ سمارچکا ہے اور قبر ایک اونچے حجرے پر واقع ہے اور درجے کے شکار و شط ہیں اور بچے ایک غالی بہت آری ہے۔ کوٹھی خیر م ہے۔ مجذوب نے اسی حصار کے اندر مقبرہ کا جنگو لگوا دیا ہے۔ کوٹھیوں کے اس حصار کے چاروں اطراف میں قبر و مقبرہ حضرت پیر مائیں محمد صادق نقشبندی۔ مقبرہ نواب بہادر خان آجی پل راجہ لائن ستر مسعودی تاج دین قادری (پرانقا صاحب خان) اور گاف گرافٹ ہے۔

گلشن شاہ مجذوب

آپ حضرت طاهر شہید لاہوری م سلسلہ کے مرید تھے اور مجذوب و صاحب کرامت بزرگ تھے۔ مفتی محمد احمد صاحب اپنی تالیف "تحقیقات حشری" میں لکھتے ہیں کہ آپ کا مزار باغچہ نیوکاری تحت نواب نام حشری میں تھا اب یہ قبرستان کے پاس اپنی تعمیر شدہ مسجد کے ساتھ ہے جہاں پہلے سرسبز باغ تھا۔ آپ کی وفات ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۳ء ہوئی اور یہاں دفن ہوئے۔

صابر شاہ مجذوب

آپ حسین شاہ دلا مستی ملانی غور کے گھرا ہوا ہیں پہلے مرتبے اس کے دادا اور والدہ درویش کش بزرگ تھے صابر شاہ نے اس ماحول میں پرورش پائی اس مجذوب پر پندہیت مسکری حالت زیادہ غالب تھی محفل مذاک کی ہمہ وساحت کے جہاں نے کچھ عرصہ مشہد شریف میں گزارا اور وہاں اس کی ملاقات احمد شاہ ابدالی سے ہوئی جس کو اس نے ہندوستان کی بادشاہیت کی خوشخبری دی، جبکہ احمد شاہ ابدالی بادشاہ بنا تو اسکی بہت عزت ہو گئی، انھیں بیاہیں، انھیں لاہور بکری حکومت کے احکام تسلیم و کرستے تھے چنانچہ احمد شاہ ابدالی نے شاہ شاہ میں صابر شاہ کو دربار لاہور میں منبر بنا کر بیٹھا اس نے لاہر اگر نواب شاہجہاں خان نامی لڑکا ہوں کو متوجہ مباحہ اور ہر کی طرف منقطع کرائی مگر کثرت اندیش تو اس نے اس مجذوب کی جیسا کہ بحث کے نتیجے میں اس کو نقل کرنے کا حکم دیا اس کے گئے ہیں گھنٹی ہوئی گرم ہاندی ڈالی جس سے اس کی فوری موت واقع ہو گئی۔ جبکہ احمد شاہ ابدالی کو اس کا علم ہوا تو اس نے نہاد ہر جہہ کر کے اس کی انہٹ سے اینٹ بجا دی بہتر مجذوب دیکھا لاکھوں سال کے کا خزانہ اور نور و جہاں کوست کر رہ گیا۔

صابر شاہ مجذوب کی وفات ۱۱۷۵ھ مطابق ۱۷۶۱ء میں ہوئی تھی تبھی اس کو بادشاہی مسجد کے عتب میں ٹیکہ صابر شاہ میں دفن کر دیا گیا۔ یہ دربار آج بھی مروج عنوان ہے۔

جلال خاموش مجذوب

شہزادہ دراصل شہزادہ قادری مراد شاہ اپنی تائید "مکتب الاولیاء" میں لکھتے ہیں: کہ مورخ جلال خاموش نامی ایک مجذوب رہناب بزرگ تھریہ و فخریہ ہیں کامل ہے، باطنی علوم کے حصول میں حضرت بی بی مال خانم کی ہمیشہ و حضرت ماہاں میر قادری قادری لاہوری نے ایمان سے نیشاں پایا ہے کھانہ کے اگر کوئی حاجت مند حضرت بی بی جان کی خدمت کے پاس اپنی حاجت روانہ کیے پیلے آتا تو آپ مجذوب مددگار کی خبر پر ہمارے فرخ فرمایا ہیں اور حاجت مند کے حق میں دعا فرماتے ہیں۔ جس سے اس کی مراد پوری ہو جاتی۔

حضرت شاہ عبداللہ مجذوب

آپ صاحب غلبہ و سکندر کامل بزرگ تھے ان کا زمانہ مہاجر و ہجرت تیار تھا ہے۔ آپ نہایت شیخ شہید (مہاجر گیلان) کے مجدد تھے۔ چلتے چلتے جگہ بہت دیران تھی۔ مگر اب اس کی مرمت کرا دی گئی ہے۔

لاہور میں رہتے تھے۔ درویش مجذوب تھے۔ آپ کا مزار ایک ہندو متیہ و مہرین ٹیکہ پر واقع ہے جس کے ساتھ قبرستان ہے یہ مزار پر پیر شیخ شہیدان سے مہاجر گیلان کی

طرف انہی نوگی کی محض ہوا دفع ہے۔

شیخ محمد سلطان مرگ نینی مجذوب

آپ کے مرشد شیخ سعدی شاہ نے آپ کو مرگ نینی یعنی آخرتیم والے کا خطاب دیا تھا۔ صاحب جذب و سکر و مشق و عبت مجذوب تھے۔
وفات ۱۲۲۷ھ مطابق ۱۲۲۷ء کو لاہور میں ہوئی۔
غلام شاہ میں رہنے کے لئے پلے کے نزدیک کوشوں میں ایک نرساں میں آپ کا مزار ہے اس وقت قلوب کچلی خان ناظم لاہور تھا۔

حضرت فتح شاہ سمرست لاہوری

آپ کے والد سواگر اسپاں تھے۔ ان کے گھر اولاد ہوتی تھی تو وہ حضرت شیخ برہان شاہ پیر الہی کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے طالب ہوئے آپ ان کی بھی دعا سے ہلکا ہوئے۔

آپ کی حیات سلسلہ شطاریہ میں حضرت برہان شاہ پیر الہی سے تھی مگر تربیت ان کے خلیفہ حضرت شاہ عبدالحق برہان پوری سے پائی اور ان کی توحید سے ملنا تھا

آپ ہمیشہ مسرت رہتے اور کام کم کیا کرتے تھے۔ بعالم صستی برہان پور اکثر فرمایا کرتے تھے ان کا سلسلہ حضرت شیخ وجہ الدین گرجانی سے حضرت شاہ محمود گوالہاری تک پہنچتا ہے جب لاہور آئے تو اکثر وہاں کے کنا سے گشت کیا کرتے تھے۔ جنگلوں، دیراؤں اور بیابانوں میں پھر کرتے تھے اور کثرت اوقات رہاتے راوی میں منقول جادوت رہا کرتے تھے۔

آپ کی بے شمار کرامات مشہور ہیں۔ ایک دن روشن شاہ کو توڑاں لاہور دیا تھے راوی کے کنارے سیر کے لیے گیا۔ فراس نے آپ کو دکان معصوف مجاہد دیکھا فراس کا دل چاہا کہ وہ بھی اس طرح عبادت کرے چنانچہ وہ آپ کا مرید بن گیا ایک دن آپ نے روشن شاہ کے بدن پر پسی اور صابون گولی کر اس کے جسم پر ڈال دیا جس سے اس کے بدن کی کھال اڑھڑ گئی۔ آپ نے اس کا اضطراب دیکھ کر توجہ فرمائی جس سے اس کا بدن صحیح سالم ہو گیا۔

ایک دن آپ نے روشن شاہ کو ایک خشک کڑی دی اور فرمایا کہ اس کو زمین میں گاڑ دو۔ چنانچہ اس نے جب وہ خشک کڑی زمین میں گاڑی تو چند دن کے بعد وہ خشک کڑی سرسبز ہو کر بڑھنے لگی۔ اس درخت ہرنا کو جڑی ادوی طویل نے اکھا دیا تھا۔

آپ کی وفات ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۲۵۷ء لاہور میں ہجری ۱۰۶۱ھ سال ہوئی اور مزار غافقاہ عثمان شاہ نزد چوک آرا میں بنا۔ بہکان روشن شاہ کو توڑاں لاہور سے نڈاک دیا تھا جس کو جڑی ادوی طویل جو برٹل ہمارا جرنیل سے سنگھ تھے مرید و برہان پور کر دیا۔ حضرت فتح شاہ سمرست کے کئی ایک خلفاء تھے ان کی غافقاہ کے سامنے بابا میں بیکہ زمین مزدور و غیر مزدور عبد شاہان سلف سے دعا فی حق۔ فرامب ڈکریاں المعروف خان ہوا راجا خان لاہور۔ دوکان و دام۔ غرضت والے ہجرت سنگھ

اور وہاں کا بی بی صاحبہ لاہور ان کے ارادت مند تھے۔

حضرت سید عبد اللہ مجذوب قادری شاہی

آپ ذہبِ نفعی خان شیخ فرید بکری کے فرزند تبارک جاتے ہیں اور حضرت فاضل
گلچ بخش کے مرید۔ ان کے والد لاہور کے صوبہ دار تھے اور ان کی رفاقت بھی لاہور میں
تھی ان کے خدمات، بانگاہ بھی تھے۔ انھوں نے ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تھی۔ اس
مسجد میں ایک وفد آپ کے پیرو مشہور بارانِ طریقت تشریف لائے تھے اور ان
ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ پہلے شاہی منصب دار تھے پھر مجذوب ہو گئے اور تارک الدنیا
ہو گئے یعنی تمام سر و ملا ہو گئے اپنی تالیف "خزینۃ الاسعاف" میں آپ کی تاریخ
وفات ۱۲۸۵ھ لکھی ہے اور دفن لاہور شہر پر کیا ہے جو کہ فرخ سیر
بادشاہ ہندوستان کا جدِ حکومت تھا۔ چنانچہ کا حاکم نواب عبدالصمد خان دلیر
جنگِ عالم لاہور تھا۔

بیر زہدی مجذوب

آپ لاہور کے ایک مجذوب فقیر تھے اور سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ صدیقی تہجدی

مسلک بندی منوی مسلک سے غرقِ ملاقات حاصل کیا تھا۔ نام و محمد الدین تھا۔ پھر
پہلے بیروہ شاہ کی وفات کے بعد سلسلہ سرور میں حضرت شیخ جان محمد سرور تہجدی
مسلک سے فیض و برکات حاصل کیے۔

موبی ذوالحجہ چشتی صنف "محققانہ تحقیق" لکھاتے کہ آپ شہر لاہور میں گشت
کیا کرتے تھے اور جو کسے زمین پر گرے ہوتے تھے ان کو صاف کر کے
کھاتے تھے۔

ایک وقت آپ ممالک اسلامیہ کی سرمدیامت کے پہلے نیکو مظلوم۔ عربیہ
منورہ۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلیٰ۔ بیت المقدس اور بغداد شریف کے علاوہ دیگر
باد اسلامیہ میں بھی گئے ادسے غار شہور و وقت سے فیض حاصل کیا جو پستیدہ بریکر سلسلہ
میں حضرت بیرون شاہ مجذوب چشتی صنفی سے غرق حاصل کیا۔ جب لاہور شریف آئے
تو حضرت شاہ محمد طریقت کی درجی لاہوری مصلک سے سلسلہ دلی قادریہ میں ملاوا
حاصل کیا۔

زہد و روح۔ ریاضت و عبادت اور جامہ وہی سبہ نظیر تھے اور اس وجہ سے
لوگ ان کو پیر زہدی کہتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۲۸۵ھ لاہور میں ہوئی۔ ان آقا میں نواب
عبدالصمد خان دلیر جنگ عالم لاہور شاہ آپ کو مانی قبرستان میں دفن کیا گیا آپ کے
مرفہ مقبرہ پر گنبد تھا۔ جو امتداد زمانہ سے گر چکا ہے۔ آپ کے مزار پر لوگ بیکسور
شیریں رونماں بطور نیاز لے کر جاتے ہیں۔

شاہ بخاری مجذوب

آپ محمد شاہ دکنیہ کے محکمہ کے صدر محکمہ میں لاہور میں مجذوب گزرنے سے ہیں
صاحب جذب و سکراور ولی کامل تھے آپ اغلباً اسی زمانہ میں بخارا سے لاہور تشریف
لائے تھے۔ صاحب کرامات و عوارق پر نگہ پڑائے جاتے ہیں۔

آپ کی وفات ۱۰ صفر القدر ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۷۴۱ء میں باغبان پورہ لاہور
میں ہوئی تھی۔ جہاں متعلق خان شیخ فرید بخاری صوبدار لاہور کی اولیاں اور باغ
تھے۔ وفات کے وقت خان بہادر نواب ذریا خان ناظم لاہور تھے۔ موجودہ صوبہ
میں مراد آباد چوکھٹی میں بڑی صفت کے ہے۔ یہ جگہ تھانہ آباد کا لاہور کے
ماہین واقع ہے۔ اور محکمہ کی سب سے زیادہ شریف کی قبر ۵۵ کے مقام
انفصال پر ہے۔ اس کے ساتھ ایک وسیع میلان ہے۔ چوکھٹی میں داخل ہونے
کے پہلے جانب شرق ایک کھڑکی ہے۔



عہد سنگھان

معصوم شاہ مجذوب

لاہور میں صاحب جذب مجذوب تھے۔ ان کی کئی ایک کرامات و عوارق مشہور
ہیں۔ پہلے اجاب سے برسی گفتگو کرتے تھے۔ جذب و استغراق کی کیفیت کا ذکر
ہوتی۔ گوہر قون خاموش نسبت اور کسی کی طرف نگاہ انتقادات نہ فرماتے۔ دنیا اور
اہل دنیا سے بے نیاز رہتے۔ ہمیشہ اپنے آگے سامنے آگ روشن رکھنے ان کی یہ کرامت
بہت مشہور ہے کہ علامہ سید صاحب ایک پرانی حلی کی کے دروازے پر بیٹھا کہتے تھے
اس کو کچھ طاقن والا بھی کہا جاتا ہے۔ آپ بارہ سال تک اس دروازے کی دہلیز
پر بیٹھ جاتے بیٹھے رہتے اور کپڑاں ہلکا آگ روشن کی۔ یہ آگ کڑی کی دہلیز کے
ساتھ ملتی رہتی۔ مگر دہلیز کو نقصان نہیں پہنچا کرتا تھا۔

مطلق قوام مرد نما ہوتی کہتے ہیں کہ ایک دن ایک ہندو متعین عورت نے کسٹرو
کاری کے پڑے پہلے اس دروازے کے سامنے سے گزری۔ حضرت معصوم شاہ
آپٹے اور کہتے ہیں کہ آگ میں ڈال دیئے۔ جو دیکھتے دیکھتے جل گئے۔ متعین
کی بیٹی گھر ملی گئی۔ اگلے روز اس نے خود کو ہندو سے اپنا حال ظاہر بیان کیا
ہندو اور گوروں کے سامنے کہ آپ کی خدمت میں آیا۔ اور اس کے متعلق کہا کہ یہ غریب
حضرت محنت مزدوری کر کے کام کرتی ہے آپ نے اس کے کپڑے آگ میں ڈال کر

جلاوہیت۔ آپ نے کہا کہ میں نے پچھلے جہان میں کوئی نہیں۔ ان کو آگ میں اس لیے
پھینک دیا تھا کہ شیعہ کاری میں جو غلطی رہ گئی ہے، خشک ہو جاتے۔ آپ اچھے
دیکھتے ہوئے انکار سے ایک طرف ہٹائے اور تمام کچھ صحیح سلامت مکان کر اس
عورت کے حوالے کر دیتے۔

آج بھی اس جگہ ”مظرباں معصوم شاہ“ موجود ہیں۔ جہاں نشانِ مظلور یادگار
بنادیا گیا ہے۔ موجودہ عمارت میں یہ مظرباں مسجد چوکیاں سے آگے ایک مکان کے
نیچے بر لبِ نرک زیارت گاہ عوام و خواص ہیں۔ اس پر سنگ مرمر کی ایک ہی تختی پر
ترجمہ ہے ”و نفذ شد عترت باں حضرت معصوم شاہ صاحب“۔ مظرباں تین ہیں۔ اور
ان کے درپہ ایک چھوٹا سا سبز گنبد ہے۔ فرش سنگ مرمر کا ہے جگہ صرف چند فٹ ہے
آپ کی وفات ۱۱۳۲ھ مطابق سنہ ۱۷۱۹ء عہدِ مہاراجہ رنجیت سنگھ میں ہوئی۔
اور لاٹاری دروازہ کے باہر آپ کو دفن کیا گیا۔ پھر جگہ کی معصوم شاہ کہہنے لگی۔
بڑا موجودہ نشان کی مسجد لاٹاری بازار میں ہے۔

تاریخِ وفات اس طرح ہے ۲۰

اگر شاہ کون مکانِ معصوم شاہ جو دفنِ شاہ صاحب مملوب مشق
سال وصل اوچر جسم از فرد گفت لے سرور۔ بگڑھ مذہبِ مشق

مستقیم شاہِ مجددِ باب

آپ ایک روشن ضمیر فقیہ صاحبِ مکر، مذہب و محبت کے مالک مجتہد تھے

لاہور کے مشافعاتِ معنی پور غورو میں حجام کی دکان کرتے تھے ایک واقعہ ہے ان کی
زندگی ہی دل دی۔ مولیٰ کی ایک دن آپ ایک ہندو کی حجامت بنائے اس
کے کھبتوں میں گئے۔ آپ حجامت بناتے میں مشغول تھے کہ ایک فقیر فلندرانہ انکار
میں وڑن اُپنچا۔ اس نے کہا مستقیم! میں پاسبانوں سے بچنے پانی کا ایک پالہ
ہا دو۔ آپ اچھے اور پانی پا کر فقیر کو پلا دیا۔ پانی فقیر اٹھا فقیر خوش ہو گیا اور مستقیم
کی طرف دیکھا، اس کی جگہ ٹھہرے ہی مستقیم شاہ تڑپے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب
ہوش آیا تو تارک الدنبا ہو گئے۔ اور باقی عمر مذہب و سقا میں گزار دی۔

ایک اور واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ طیش پور کا مسکھ حاکم مظلور گولے
مستقیم کا ایک بڑا درخت کٹا یا۔ اور اسے چھترے بھلا کر لے کر ارادہ کیا
سارے گاؤں کے لوگ جمع کیے گئے مگر وہ کڑی ان سے اٹھا کر چھترے پر نہ لادی
جاسکی۔ اسی اثناء میں میانِ مستقیم اس طرف آئے امدان کو شکل میں دیکھ کر فرمایا
تم لوگ بٹ جاؤ میں کیلا ہی اس کو اٹھا کر چھترے پر بٹھادوں گا۔

چنانچہ اس نے بڑی آسانی سے کڑی اٹھائی اور گاڑی پر رکھ دی۔ اس
دن آپ کا راز فشا ہو گیا اور لوگ آپ کو غنی قدرتی سے دیکھتے۔

آپ کی وفات ۱۱۳۲ھ مطابق سنہ ۱۷۱۹ء عہدِ مہاراجہ رنجیت سنگھ میں ہوئی اور مزار
مظرباں پور غورو شریدرود پور واقع ہے۔

رحمان شاہِ مجددِ باب

فضل شاہ قادری نوشاہی مجتہدِ باب کا مہربان، مہرشدی سلسلہ حضرت

پیر محمد شہید علیہ الرحمۃ حضرت لوش گنج بخش کب پڑھا ہے۔ مولوی نور احمد حبشی
اپنی تصنیف ”تہذیب حبشی“ میں لکھتا ہے کہ بعد از وفات رحمان شاہ مجذوب
کی قبر کٹرہہ ٹالی کو باں اندرون شہر ملتی ہے۔
وفات ملائیم مطابق مہرستان کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔

تاجے شاہ مجذوب

پہلے المست فقیر درویش اور مجذوب لادہ شر کی لگیوں اور بالادوں میں
چھوڑ کر آٹھا اکثر جنگوں اور ویرانوں میں بھی نکل جاتا کشف کے درپے بھونچا تھا
اسرار بھی بیان کرتے تھے۔ استغراق اور سستی میں کھانے پینے کا ہتھ نہ چڑھتا تھا۔
انگوٹھی کھانا سامنے رکھ دیتا تو کھانے دگر نہ کھیتی کئی دن فائدہ مست رہتے تھے
آپ کی کرامت بہت مشہور ہے۔

حماد بن زبیر نے لکھا کہ اس دن آپ لگیوں بالادوں میں کھ رہے تھے کہ اب یہ
حکومت عرب فرما لے گا تم رہے گی پھر فریجی ملک کو پہنچیں گے۔

ماراچہ رعیت سنگھ نے آپ کو لینے لاکھ مرغن الموت میں بلایا اور صحت کے لیے
کہا، آپ نے کہا سب کو مرنا ہے جس طرح تیرا امیر باپ مر گیا ہے وہ بھی مرے گا وہا
ہے۔ چند دن کی ٹھڑی تیری چٹا کے لیے کافی ہے۔ یہ سن کر زبیر نے سنگھ بہت
پریشان ہوا لکھا ہے کہ جب تاجے شاہ غلامتے تھے تو زبیر نے سنگھ مر گیا۔
زبیر نے سنگھ کے مرے کے بعد جس طرح سنگھ مر دارمکل ہوئے اور ان کی حکومت

ختم ہوئی اس سے تاریخ کے حالات مجھ سے پتے ہیں۔ ماراچہ کھر سنگھ۔ ماراچہ
شیر سنگھ۔ کنور فاضل سنگھ۔ راجہ دھبان سنگھ۔ وزیر اعظم راجہ سوچیت سنگھ
راجہ جہر سنگھ۔ راجہ جہاں سنگھ۔ سردار سنو خان باب۔ اجیت سنگھ اور راجہ نامی
گرمی سنگھ سردار ہیں ہی ذکر قتل ہوئے۔ مگر کھیتا بھی نکل گیا۔ پڈت جلا
بھی مارا گیا اور فقیر عزالدین کی وفات بھی اسی سال ۱۱۷۷ھ ہوئی۔

آپ کی وفات ۱۱۷۷ھ مطابق ۱۱۷۷ھ میں ہوئی اور پیر لعلین روڈ (موجودہ
خواجہ فیروز دین روڈ) پرانی سبزی منڈی کے پاس بلیبڑ ٹرک پمپری۔
تاریخ وفات اس طرح ہے۔

ہود ملے شاہ تاج عارفان
مشہر شد جا بجا سر مست عشق
سال رحمت چو بسم از غود
گفت ہادی ہر سر مست عشق

لیکھ دوسری تاریخ وفات اس طرح ہے۔

رفت از دنیا چو درخند بریں شینے تاجے شاہ چہر راہنا
مست مجذوب ہے تجھ تاریخ او نیز عاشق مست کامل را

جے شاہ مجذوب

آپ سر مست مذہب واستغراق تھے۔ ایسے ذومنی الفاظ لیتے۔ جن کی

سمجھ آتی تھی۔ ویرانوں، بیابانوں، قبرستانوں اور جنگوں میں گھومنا پھرتا کرتے تھے۔ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ دنیا اور ازل و نہا سے نفرت کرتے تھے۔ سر پر ہندی چٹائی پہنتے۔ برائش کے لیے کوئی کھانا نہ تھی۔ لاہور کے اندر بھی پھرتا کرتے تھے۔ لاہور میں کافی عرصہ مقیم رہے۔ سیالکوٹ کا ایک مفلس آدمی آپ کی دعا و برکت سے امیر و کبیر بن گیا اور آغا شاہ نواز خاں، محسب سیالکوٹ کے نام سے مشہور ہوا۔

آپ کی وفات ۱۰۶۵ھ مطابق ۱۶۵۷ء تک کے زوال کے زمانہ میں ہوئی آپ کا نگہ برون جاتی دھڑلہ سے۔ مزاح و مزاح کو ملی طبع سیالکوٹ میں سب نے سیالکوٹ سے روٹیں میل کے خاصیلے پر جانب جنوب و اقصیٰ ہے۔

مائی بھاگی مجددیہ

یہ مجددیہ عارف و مجاہد کے موضوع سنگھ ناروگی دینے والی تھی۔ جن زمانہ میں پنجاب میں اڑھائی سیرا غلط چلا۔ اپنی ماں جیساں بدست لوگوں کے ساتھ جوہاڑوں سے آ رہے تھے۔ امرتسر علی گئی۔ وہاں اس کی والدہ فوت ہو گئی۔ میرا بہ سال یا لاہور چلی آئی۔ اور اندرون دہلی و دواؤں پختی بن گئی۔ عالم جوانی اور حسن خدا داد نفسا سے نثار و فخریت ہو گئے اس کے علاوہ اس نے شراب کی دود و کانیں کر لیں۔ ایک اعدولن دہلی و دواؤں دوسری شاہ مائی۔ جس سے وہ بہت ملال ہو گئی۔ چونکہ سینہ مشکلیلا اور جلیل تھی۔ بہت سے عیاش اور اداہ لوگ اس شخص کے پرہیز سے

اس پیشہ سے اس نے بہت روپیہ کمایا۔

ایک دفعہ ایک مرد خدا و افکار نامی اس کے پاس آیا اور شراب کا بیاد طلب کیا اس نے صبر دیا۔ ذوالفقار نے ایک گھونٹ خود پیا۔ اور باقی اس کے حوالے کر دیا کہ پی لے۔ شراب کا بقیہ پیا پیتے ہی وہ مجاہد ہو گئی۔ پھر سے چھاڑ ڈالے۔ تمام زور و تار کو چھینک دیا۔ گھر کا تمام اثاثہ لٹا دیا۔ اب ایک پرانی گودڑی سے کرناگری و دوا کے باہر میدان میں قیام پذیر ہوئی۔ حالت حزب و اسفراق میں جو زبان سے کہتی وقت پذیر ہوتا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اس کا بے حد معتقد تھا۔ اگرچہ یہ اس کو گالیاں دیتی وہ گھراس کا بیچنا نہ چھڑاتا۔ طاقتور اس طرح ہوا کہ مہاراجہ نے جب اس کے متعلق سنا تو ہاتھ پیچھو بہتے کہ اس کے پاس آیا۔ چونکہ وہ اپنے پاس اتنے دلوں کو ایٹھیں مدتی تھی۔ اس لیے مہاراجہ بھی کئی بار اٹھیں گھا کر اس کے آگے جبا گئے پھرے۔ جب مہاراجہ میں الموت میں مبتلا ہوئے تو راجہ دھیان سنگھ وزیر اعظم اور راجہ سرچیت سنگھ اس کو بہا راجہ کے پاس شاہی قلعہ میں لانے کے لیے گئے اور بہت مبالغہ و جنس نذرانہ دیا۔ مگر وہ ان کے ساتھ نہ گئی۔ آخر مہاراجہ نے نیک سنگھ اس کو اپنے ہمراہ لانے اور وہ گیارہ روز تک سرکار کے پاس رہی۔ اس دوران مہاراجہ کو کچھ آرام ہوا۔ تو اس کے سرنگے میں ایک جوتی بھری کیشو مائی بھاگی کو بڑا دوی۔ اب تو برقعہ اس کے پاس آئے رنگا سنگھ رام پڈت بھی سر دھاس کے پاس آئے رنگا۔ ایک دھاس کی زبان سے ٹوکا جا و رہا میں دیوانی کا کام کر میرے پیچھے کیوں پڑے۔ میں اسی روز سے اس کو دیوانی کا کام کر گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ راجہ دھیان سنگھ وزیر اعظم، راجہ سوچیت سنگھ، پڈت رنگا رام، راجہ وینا ناتھ شہزادگان اور سرداران سنبھالوا دیہی بھی اس کے پاس بہت مدد و نصرت تھی آخری عمر میں اس کو مہاراجہ نے کابہت شرف ہوا۔ تو اس نے کبھی ایک عمارت بھی

مکیر کرائیں، جو بی مانی بھاگی کوٹ خواجہ سعید میں واقع تھی۔

مافی بھاگی مجذوبہ کی وفات ۱۲۶۶ء مطابق ۱۵۵۶ء میں ہوئی اس کی
قبر تیزاب اعلا اور چاہ میراں کے درمیان طہمٹ شاہ کے قریب تھی، مگر اب یہ
قبر مفلوج ہے۔ یہ ٹیکہ راجہ دینا ناتھ نے بنایا تھا۔

شاہ سفر مجذوب

خان بہادر مولوی محمد شفیع پرنسپل اور ٹیل کالج لاہور نے اپنی "الیف
" اولیائے مقدر" میں اولیائے لاہور کے ضمن میں آپ کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتے
ہیں کہ آپ مجذوب تھے اودان کی قبر دریا کے راوی کی طرف ہے۔

بابا گاندی شاہ مجذوب

آپ داروغہ خاندان کے ایک صاحب جناب و سکرد و دل سے داروغہ خاندان
میں رہتے تھے، جہاں ان کے آباؤ اجداد کو شافان مغلیہ کی طرف سے جاگیرت عطا
تھیں۔ آپ عہد کچھائی سے تعلق رکھتے تھے۔ کہا ہے کہ جب بہاراچہ شہر سنگھ
اور اس کے لڑکے اجیت سنگھ کا قتل بارہ درہی شاہ بلاولی (گاندھری) کوٹ خواجہ سعید

میں ہوا تھا۔

اس وقت آپ طغزیت کے مال میں تھے۔

آپ کی وفات عہد انگریزی میں ہوئی اور ٹیکہ گاندھی شاہ مزار بنایا مقبرہ
کا رنگ سب سے ہے۔



انگریزوں کا زمانہ

فقیر نظام شاہ مجذوب

نظام شاہ مجذوب سکھوں کے جہد حکومت کے آخری انگریزوں کے ادائیل عہد میں لاہور میں موجود تھا۔ عام طور پر کوچ و بازار میں گھومنا پھرتا رہتا تھا۔ شراب پیتے اور دست رستے، مشابہت کھاتے اور بد عورتی رستے، حالت سکرا اور مستی میں رہتے تھے۔ عداوت اور کرامت کا ملکہ بالک رہتے۔ اپنے زمانہ کے بعض شناس اور خاص فقیر تھے۔ بے پناہ خلقوں کی عقیدت مند تھے۔ کبھی کبھی درویشوں کا کام بھی کرتے تھے۔ گزراں مستام باقوں کے علاوہ گشت عرب کے مالک تھے۔ جو ملتان غریبوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ بے شمار کرامات مشہور ہیں۔

جن دن لاہور میں مہاجر و بیب سنگھ کا وزیر راج مہاراج سنگھ میراج دھیان سنگھ قتل ہوا تو اس دن مہاراجا متی بھی۔ علی الصبح نظام شاہ مجذوب لاہور میں موجود تھا اور وہاں میں شریف لائے اور تمام غازیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ بڑی مصیبت الٹ ہو اور نئی مصیبت بچاؤ۔ چنانچہ وہ پورے پہلے ہی زخم لاہور میں عام ہو گئی کہ میرا سنگھ ۲۱ دسمبر ۱۸۵۷ء کو مجر چٹت جیل قتل کر دیا گیا ہے۔

مفتی خدام سرور لاہوری مصنف "فردینۃ الاصفاء" کا بیان ہے کہ مجھے ایک بار حسل کی حاجت تھی اور کتاب خانہ میں پڑھنے سے سب مردوں میں مولوی غلام اللہ کے پاس

پہنچا۔ میرا ارادہ تھا کہ وہاں حسل کروں، اور وہاں ہی ملازمہ لہارا کر لوں گا پھر سبق چھو لوں گا جب سہر میں پہنچا تو دیکھا کہ نظام شاہ غازی فورسے قتل ہی ہو چکا ہے کی روشنی میں ایک کتاب چڑھ چکے ہیں مجھے دیکھنے ہی نظام شاہ اپنی جگہ سے اٹھ اٹھ کر لہارا کر لوں گا پھر سبق چھو لوں گا اور چلا کر گیا ہے ادب قتل کی حالت میں مسجد میں آئے جو میں نے اساتذہ کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور حسل خانے کی طرف چلا گیا۔ حسل کے بعد ملازاد کی۔

جن ایام میں سکھوں سے انگریزوں نے حکومت چھین لی تو ان دنوں نظام شاہ بیانی قبرستان میں رہا تھا اور وہاں ایک کوٹھڑی بنا تھا۔ جس میں ایک کڑی کی زنجیریں لٹکائے ہوئے تھیں، تیار کی، ایک دن ایک ہوئی جو لاہور میں لگا کر رکھنا تھا، پکڑا اور اس کو اس کا حال میں جکڑ دیا۔ یہ جگہ مارواں کوٹھڑی کا، آزاد حوالہ، انگریزی عدالت میں جس بے جا کا مقدمہ کر دیا۔ ڈی جی گشت لاہور سے ذرا بخش کو قوال کہ حکم دیا کہ نظام شاہ کو جیل میں کیا جائے تاکہ وہ جواب دہی پیش کریں، خدا بخش کو قوال خود حاضر ہوا کہ بندہ آپ کا عقیدت مند ہے مگر سرکار کا حکم ہے اس لیے حاضر ہوا ہوں، آپ نے فرمایا یا ایم ان غلامی کے عدالتوں کی عدالت میں حاضر رہنے سے معذور ہیں، ہم کو اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہونا ہے جس میں اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہ بلایا تو کل ہم آپ کے حاکم کے سامنے پیش ہو جائیں گے۔ چنانچہ اسی دن آپ کی عدالت ہو گئی۔

آپ کی عدالت کے بعد یہ مطابق شہادہ میں ہوئی، بے شرافقت خدا آپ کے جنازہ میں شرکت تھی اور بیانی قبرستان میں ہی دفن کیا گیا، آپ کی تجویز و تحفین کا انتظام لاہور کے مشہور رئیس بابر مہاراج علی سلطان نے کیا تھا۔ اور قبر کو لب شیش امام الدین خاں ساہی گوردھرا شریف نے بنوائی، موجودہ صورت میں آپ کی قبر تجویز نظام شاہ میں ہے اس کے مطابق بائیں سید چراغ شاہ آویختہ تھی ہے، اس کے منسلک شخص (العلیہ) خان بہادر سید مولیٰ علیہ صفت بہتری آف لاہور کی قبر سے عید میں بہادر و جگر سے بھی ہیں۔

تاریخ وفات اس طرح ہے :-

عاشق حق نظام شاہ جہاں

چوں برفت از جہاں بحق پیوست

سال مجذوب پیر خواں ستائش

ہم بدایں عاشق ازل مرست

فضل شاہ مجذوب

آپ سید پیر تقی علی غفر وہی ضلع سیالکوٹ کے باشندے تھے۔ جہڑکیاں میں
لاہور آئے تو ایک مسجد میں امامت کرنے لگے۔ جدا زمانہ تنگ ملذی کا پیشہ اختیار کر لیا
اور جب حضرت شاہ رحمان قادری نوشاہی لاہور آئے تو ان سے صحبت کر لی جو حضرت
پیر محمد چہارائے مکرر حضرت نوشہ گنج بخش نگ جانا ہے کچھ عرصہ بعد مجذوب ہو گئے، تو
مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مرادار درخشاہ اور کشت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے
لگے۔ سب کھٹوں روپے نذر آئے۔ جو ان کےاں سال پیشا بند شاہ امٹا کر لے جاتا
پھر یہ کیفیت ہوئی کہ مجذوبی حالت میں بھی کوچوں میں بہا اوقات لوگوں کو گالیاں دیتے
راجہ دینا ناٹھ آپ کا بہت معتقد تھا انھوں نے اس کے پاس ایک نشی چیون واکس
مقرر کر رکھا تھا کہ وہ اس کی کہی ہوئی باتیں کر دیا کہ روزانہ پیش کرتے۔ راجہ نے
بروز سستی درادہ اس کے لیے ایک عالی شان مکان بھی بنوایا تھا۔ جو آج بھی پرنسپل
باغ میں واقع ہے۔ راجہ دینا ناٹھ تو قریباً ہر روز آپ کی خدمت میں حاضری دیتا

مذا نہ پیش کرتا مگر آپ قبول نہ فرماتے اور مجذوبانہ حالت میں راجہ کو گالیاں دیتے
پتھر اٹھا کر مارتے۔ مگر راجہ ناراض ہونے کی بجائے مجذوب کی اس پرکھ مٹرائی
تقدیر کرتا۔

آپ کی وفات سال ۱۲۸۵ مطابق ۱۲۸۵ھ میں ہوا اہل انگریز میں ہوئی۔ اور
میرنسپل باغ پر درج ستم، دروازہ اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے راجہ دینا ناٹھ اور دیگر
سکھ سرداروں کے جنازے پر حاضر ہوئے اور قیمتی و دشالے سب نے لاش پر دالے
جب تک راجہ دینا ناٹھ زندہ رہا وہ اس کا سالانہ عرس دھوم دھام سے کرتا رہا۔

مستان شاہ مجذوب

یہ فقیر لاہور کے شہر اور مضافات کے گلی کوچوں، دیوانوں اور بیابانوں میں سوچا
پر ہر چہرہ کرتے تھے۔ مجذوبان کا مال اور مستان صاحب ہاں لوگوں میں سے
تھے۔ تارک الدنیا، مستی الخواج تھے۔ دینا ناٹھ دیناے کوئی سرکار نہ تھا حضرت
سرداروں میں ایک مجذوب نے گیل میں ہی گذر اوقات فرماتے۔ تھر کسی کے آگے دمنہ
سوال دلاز نہ کرتے۔ لوگ تدرائے پیش کرتے۔ مگر آپ ان کی طرف ایک آنکھ اٹھا کر ہی
نہ دیکھتے۔ اور ضرورت مندرجات خود ہی اٹھا کھلے جاتے۔ اگر بچ جاتے تو غرور اٹھا کر
لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔ یہی اوقات برتن ساز کالوں کے پاس چلے جاتے اور بڑی
کے برتن بناتے دیکھتے رہتے اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ انھوں نے خود برتن سازی
شروع کر دی۔ اور اس خوبصورتی سے برتن بناتے کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے

خود ہی باتیں کرتے رہتے۔ جو دھرموں کی کچھ سے بالا نہ ہوئیں۔ ایک ہانت کو دس میں
بار لگا کر کہتے جانتے بھوک شامی تو درختوں کے پتوں پر اگنا کرتے مولوی نور احمد
چشتی مصنف "مستحقا معاشی" گفتا ہے کہ وہ ان کو دیکھتا رہے ہم مزے ہے
شاہ عالمی دروازہ کے پاس ہمیشہ بیٹھ رہا کرتے تھے۔ خزانہ مبارک سے ان کو
ایک روپیہ ملتا تھا۔ جسے بڑے سکھ سرور آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے آپ
ان کی طرف نظر انصاف سے فرماتے۔ مبارک چرچے کے سکھ ذات خود اکثر حاضر ہوتا۔
سیکڑوں روپیہ تدریجاً پیش کرتا۔ مگر آپ اس کی طرف دیکھنے تک نہ دیکھتے تھے
گالیاں دیتے تھے۔

آپ سے بے شمار کرامات و خوارق ظہور پذیر ہوئیں۔

معنی غلام سرور لاہوری ایک دفعہ رنگ سے اندرون شہر کی طرف اگڑا تھا،
جب وہ حضرت شاہ اسماعیل محدث بخاری کے درار کے پاس پہنچا تو اس نے دیکھا کہ
آپ میں متحرک (بال روم) کے درمیان لنگے بیٹھے ہیں کئی لوگ مائل بھی تھے۔ آپ
کہہ کر اگڑا چاہا تاہم والے کی طرف گئے کہوں سے ایک ڈنڈا باری چندا نہیں جیتے
کہہ کے چلے آیا اور ادھر ٹہر کر کہی۔ پھر بالک کا ساگ ڈنڈا اور اس میں ڈالی دبا
خٹک کر پاؤں چم کے چلے یہ کہیں اور آگ لگا دی۔ ایک تالی ماری تو آگ بھڑک
اٹھی پھر ایک اینٹ اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا کہ بھاگ جاؤ۔ یہ سناں کیا
دیکھ رہے ہو۔

معنی غلام سرور لاہوری مزید لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور شیخ و نائب الدین
لاہوری شہر سے باہر ایک ریت کے ٹیلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت میں صحرک
لگی معنی ٹکڑے کو کھانے کو کھینچا تھا۔ کہہ رہے تھے کہ مسلمان شاہ اپنے آپ میں پہلے
اس سے اپنی بھوک کا ذکر کیا تو اس نے اٹھا اٹھا باورداشت سے چند روٹیاں بچڑ کر

ہاتھ سے تولے کر دیا۔ صبح ہم نے کھانا شروع کیا۔ تو دیکھا کہ یہ روٹیاں روشنی بھی
میں اور گرم تھیں۔

ایک بار مبارک درخت کے سکھ کا ایک صاحب امام شاہ امرتسر میں گرفتار کر
لیا گیا ماس کے عزیز آپ کے پاس دعا کے لیے پہنچے آپ نے ان کو تسلی دی، خدا کا
کر اس دن اس کو امرتسر سے رخصت کر دیا گیا پھر میری تعلیم بھی مشہور ہو گئی۔

معنی غلام سرور لاہوری اپنی تصنیف "مدنیہ الاولیاء" میں لکھتے ہیں کہ ایک
دفعہ مبارک درخت کے سکھ آپ کو اس میں پر سوار کر کے تلوار کی طرف لارٹا تھا کہ آپ
سے راستے میں نا معنی پرستے بھلا گنگ لگا دی۔

آپ کی وفات ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ یہ انگریزوں کی حکومت کا
ابتداء میں مددگار و مزارقہ رستمان میانی صاحب ہیں یہ نظام شاہ ہیں ایک اپنے چوتھے
پروا قی ہے۔

تاریخ وفات اس طرح ہے۔

چراغ دنیا بہ فیوض بریں رفت شہستان حق و پرواز عشق
۲ سال ارحال ان شہر دیں بجز مائل ولی مستاز مشق

سید سید محمود آغا مجددوب

حضرت سید سید محمود آغا نقشبندی حضرت میر جان کا بی نقشبندی ازا اولاد
حضرت خواجہ فاضل محمود نقشبندی المعروف حضرت انبشان کے برادر خورد تھے

اور اپنے بھائی کی تلاش میں کثیر ہوتے ہوئے مدینہ الہیہ لہاء لاسور شریف لائے۔
خانقاہ عالیہ حضرت الشان بیگ پورہ میں دونوں بھائیوں کی ایک مدت کے بعد ملاقات
ہوئی۔ پھر آپ شلامار باغ میں شاہی خانہ کے قریب برج میں اقامت کریں
جہاں گڑا کھڑک کا کام کے تنگ کرنے بہ آپ رہنے حضرت انشان میں اپنے والد اکبر
کے پاس آ گئے۔ پھر امرتسر سے گئے مگر عورتوں سے ہی عرصہ کے بعد وہیں اسی جگہ
آ گئے۔ آپ محبوب احمد مازداری اللہ سے۔ فارسی میں شعر بھی کہتے تھے اور
ترک تعلق کرتے تھے۔

آپ کی وفات ۱۲۹۹ مطابق ۱۸۸۲ء میں ہوئی اور مہرہ حضرت انشان
بیگ پورہ کے باہر دفن ہوئے۔ آپ لا لوند تھے۔

مکمن شاہ مجذوب

مکمن شاہ مجذوب حضرت حافظ احمد بن سہروردی الترمذی مشہور سہارنویں
خانقاہ عالیہ حضرت میاں وڈا سہروردی صاحب آداب خانقاہ میں رہتا ہے۔ سارا
دن گیلوں، کوچوں اور بازاروں میں گشت کرتا رہتا تھا۔ مجذوب اور صحت اعلیٰ
بزرگ تھے وفات کے بعد ان کو اسی خانقاہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

ایک مجذوبہ

قرآن حقیقت علامہ سر محمد اقبال رحمہ اللہ نے ایک خط تمام سہارا کچن پر
وہذا عظیم ریاست حیدر آباد میں مکمن بیگم کے کتاب "شاد اقبال" میں موجود ہے
یہ خط علامہ موصوف نے، مارچ ۱۹۰۷ء کو لاہور سے لکھا تھا۔ لکھتے ہیں:-
"آج کل لاہور میں اصفان کی سرائے (کشت بازار) میں ایک مجذوبہ نے بہت
لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رکھا ہے کسی روز ان کی خدمت میں جانے کا قصد ہے۔"

بلند شاہ مجذوب

بلند شاہ حضرت فضل شاہ مجذوب فارسی خوشا کا بیٹا تھا کھلسے کو حب
راجہ رہا تا جب بلند شاہ کے باپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نذر پیش کرنا۔ تو ہر وہ
نے لیتا۔ راجہ نہ کو اس کی سوازی کے لیے مہرہ گھوڑے اور پہنے کو مہرہ عمدہ قیمتی پوشاکیں
اور دوسرے دوسرے طرز کی کھڑے کھڑے دلاؤ شروع کیا۔ راجہ کی وفات کے بعد بلند شاہ
نہایت متکبر و خفاش ہو گیا یہاں تک کہ سب مریدان اور مکانات و خدمت کر کے ہو گیا۔
اس کی وفات ۱۳۳۰ مطابق ۱۹۱۲ء میں ہوئی اور اپنے والد کی قبر کے پاس دفن ہوا

مولوی عبداللہ مجذوب

مولوی فیروز چشتی نظامی م ۱۱۶۹ھ مالک فیروز سناری تصنیف "جہاد
زندگی میں لکھے ہیں۔ کہ مولوی عبداللہ لاہور کے رہنے والے اور ایک عالم فاضل
شخص تھے۔ خدا جانے کیا سہرا کہ مجذوب ہو گئے اکثر ایک بلی چادر میں رٹا کرتے تھے
سب کے سامنے پیشاب پاخانہ کر دیتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص کوئی پیش کرنا تو اس
میں سے خیرا سا ٹکڑہ کرباتی زمین پر پھینک دیتے۔ مولوی فیروز دین لکھے ہیں کہ میں
بھی وہ تین دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور میں نے دیکھا کہ جو سوال میرے دل
پر تھا وہ خود بخود میرے من کا جواب دے دیتے تھے۔



زمانہ پاکستان

عظیم شاہ مجذوب

امامین عبدالغفر میں یہ مجذوب لاہور میں رہا کرتے تھے۔ پہلے یہ فرج علی گھر نور
تھے اور پانچ ہتھیار لگا کر گزاونہ شیشیم میں پھر لگتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر
آگئے انگریز لگتے اس سٹیڈیم کے پاس اس زمانہ میں ایک چلادہ تھا۔ قاضی لاہور شیخ
امام دین کو چھانسی کا حکم ہوا اور اس کو باغی پر چٹا کر پڑھیں سے ہمارے تھے کہ
بگڑا ایک طرف سے ساتویں عظیم شاہ آتے دکھائی دیتے۔ قاضی نے آپ کو دیکھ کر
فریاد کی۔ قرآپ نے فرمایا کہ تم کو کوئی چھانسی نہیں دے سکتے۔ جب ان کو چھانسی
پڑا تو ایک طرف سے ساتویں سوراٹے اور قاضی کی رٹائی کا بیوانہ لائے۔
پہنچے آپ گورنر کو دیکھا۔ بعد ازاں گورنسی شاہراہ خانقاہ حضرت جہان محمد مصطفیٰ میں
رہنے لگے اور بعد از وفات وہیں دفن ہوئے۔

سائیں شیر محمد مجذوب

آپ کا مزار بیرون مروجہ دورہ ہر بل پرک سرگودھا ایک قدیم شہر کے درخت کے

ہیچے ہے۔ حضرت میاں امین احمد شرقپوری کا کہنا ہے کہ پہلے آپ کو معری شاہ کے ریلوے کے بل کے پاس دیکھا گیا تھا۔ پھر اس مقام پر آ گئے اور وقت کے ہیچے کھڑے رہتے تھے۔ عموماً تنگے پہنچنے تک لنگھتی زمین نہ کرتے۔ راقم الحروف نے بھی آپ کو دیکھا ہے۔ بہت سی حدیثیں وہاں آئی تھیں۔ جہز ۵۲۔ لوگ خطا کہہ لے جاتے تھے۔

آپ کی وفات ۵ ربیع الثانی ۱۳۸۵ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۶۵ بروز جمعہ کوئی اور اس درخت کے نیچے دفن ہوئے۔

گڈی سائیں مجذوب

لاہور میں بہ مجذوب کہا جھپٹنے لگیوں بلادروں میں گشت کرتے پھرتے تھے عام طور پر شاہی کلوں کے گرد وفاق میں پھیرا کرتے تھے۔ یہ وقت گڈی (لنگوٹ) اور ڈوبے دل پہنا یا کھنٹے تھے۔ اکثر شے ہار لوگ بروقت ان کے ہونے کو دیکھ کر آ کر تے تھے۔ مادر شریو چا کر تے تھے۔

وفات ۱۳۸۵ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۶۵ میں سوئی اور شاہی قلعہ لاہور کی مشرقی دیوار کے بالحقان کو لوہے کی ٹنگ شاہی کے جانب غریبہ دفن کیا گیا۔ اس جگہ گڈی سائیں کے نام سے مشہور ہے ان کی قبر پر وقت گڈیوں کا ہار تھی رہتی ہے۔

دیر کا والے مجذوب

دیر کا ایک ناراض و بھڑنہ رچے سے کامیاب شخص تھا جو جیل سے امرتسر آئے ہوئے راستہ میں واقع ہے اس ریلوے اسٹیشن کے سامنے ساخڑ پختہ ٹرک بھی آئی ہے جس پر ویرا کے پاس آپ شیخ کے ایک درخت کے کھڑے رہا کرتے تھے۔ مقام پاکستان سے قبل جب مختلف کتاب پڑھا تھا اسے جانب لاہور آتا تو راستہ میں کہیں نہایت ہوجا کر قیامی آپ سالہا سال تک اسی شیخ کے درخت کے کھڑے رہتے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کو "جانی سائیں" کہا جاتا ہے۔ بے شمار خلق خدا کی خدمت میں اگر تعین یا بھوتی اور دودرا مقامات سے بھی لوگ نکلنے لگتے تھے مگر آپ گایاں دیتے پھر بھی لوگوں کی کثرت کم نہ ہوتی۔ ۱۹۵۵ء کے بعد آپ کو دس سالہ دور لاہور کا گیا اور محض ۲۱ (دو سو پورہ) کی عمر میں (۱۹۵۵ء) میں رہنے لگے اور وہاں ہی وفات پائی۔

آپ کا نام شیخ محمد دین شاہی تھا جو تاجا ہے۔

وفات ۸ ربیع الاول ۱۳۸۵ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۶۵ میں سوئی، اور دینی دفن ہوئے۔

سید غلام محمد زنگیلا مجذوب

ولادت ۱۹۱۹ء میں ضلع طبرہ فارسی خاں میں ہوئی جب لاہور آئے تو قلمدادی طریق
صفا کچھ عرصہ رہی۔ نئی روش دیکھنے کو اردو میں سب سے پہلے میرا بادی میں آگئے۔
بعد ازاں ڈاکٹر نعیم الدین کے گھر واقع گڑھی شاہو میں عرصہ ۲۵ سال سب سے پہلے
میں محض نئے نئے کاموں پر ناگاہک رہنے پر تیار رہی۔

آپ کی وفات ۲۸ ستمبر ۱۸۸۷ء کو ہوئی۔ آپ کے عقیدت مندوں نے آپ کا کھانا پانی مالی شان مقبول
خبرستان حرام الناس حضرت میاں غلام قادی خاں نے یہ تحریر فرمایا مقبول ۱۸۸۷ء میں
بائیں کھینچ کر لیا۔ سالانہ عرس بھی ہوتا ہے۔

سائیں مجنوں مجذوب

واقعہ الحرف ہے آپ کو کوئی مرتبہ قبرستان میانی میں دیکھا ہے ان کے گارڈز
بہت سے لوگ بیٹھے رہتے تھے۔ تقریباً بیس سال یہاں ہی باقم قیام فرما رہے ہیں
نہیں تھے۔ متعدد دفعہ گئے تھے کہ ان کو کھپ کا روزہ ہے۔ اگر مرنے والے ہو گئے

تو کاغذ پر لکھ کر جواب دیا کرتے تھے۔ آپ کڑوں کا سالن جیت پسند کرتے تھے۔ انھوں نے ساری عمر ٹنڈیانی نہیں پہنا۔

آپ کی وفات ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۱ء قریبستان صبا فی میں ہوئی اور مدفن
گنجانہاں میں نظام الدین بودا لائی کے متصل ایک دوسری چادر یواری میں واقع
ہے بریل عرس نقابت دھوم دھام سے انعقاد پیر یوگر ناتسے۔

صوفی مقبول احمد مجذوب

حضرت موصی بہلول احمد عظیمی اسی چٹانوں جیسے مندر شریف سے دو میل کے فاصلے پر پہلے پہاڑ جیسے ٹیپن سے ہی آپ کی ولیدیت جماعت اور بارات کی طرف مائل تھی، حضرت بعد ازاں کافی اور حضرت اسیا میل بندگی کے حرارت مقدمات پر موقوف ہو گئی کرتے رہے۔ آپ کے بیرو مشد بابا زوف شاہ تھے، قیام پاکستان کے بعد بائیس سال تک عیسو روڈ پر کوٹھی گروہاری مال میں ایک چھوٹی سی گریڈ ٹری رہا، ہر وقت بڑے دہستے تھے، اور اپنے ساتھ ایک خزان جبر رکھتے تھے ہر ماہ چندا مانا اس سے کوٹھی کے بات کرتے، مسوزات کوٹھی سے جاتی تھیں۔

آپ کی وفات ۱۰ شوال الحکم ۱۰۹۹ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۶۸۶ء ۶۰ سال کی
یعنی کوٹلی میں حویلی اور قبو قبرستان سبانی میں بنا۔ خواجہ ابوبکر چوہدری سے
برادری ہے مگر پر سنگ مرمر کی لوح پر مدح تحریر ہے ۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایک لحد و اباک نسفین۔ اعلیٰ حضرت مولیٰ مقبول صاحب

ولی المعروف حسین روضہ دالے صوفی ہی یعنی چٹھانوں - دیاست ثمالہ ۱۹
مقبورہ سنگ مرمر کے ایک بلند چوتھے پر واقع ہے۔ تقوید خبر بھی سنگ مرمر
مذہب ہے۔ چمن اور پروردوں کو نفیس شوق اور رنگ رنگ کے دیدہ زیب پیش
سے آراستہ کیا گیا ہے۔ پول معلوم ہوتا ہے کہ کسی شیشی محل میں داخل ہر گئے ہیں

سائیں قادر بخش مجذوب

سرتاج ملی صاحبزادوں کا کہنا ہے کہ آپ دانا و دبار کے باہر رہتے تھے۔ آپ
لاہور کے باشندہ تھے۔ سالہا دہریں کے موقع پر آپ خانقاہ حضرت ملاحوال حسین
کادری چلے جاتے تھے۔ چوتھے سالے بافتوحات آتے وہ صبح سے پہلے کھڑے کوڑھ لے
تھے اور باقی ماضی میں تقسیم کر دیتے تھے۔ غایت معنی، عین الجہت اور کمزور تھے
کسی کا سوال نہ سنتے تھے بلکہ عموماً خود ہی باتیں کرنے رہتے تھے۔ کئی شہر والے اور
میں کھینچنے والے لوگ آتے تھے۔ راجہ کے پیغمبر محمد علی شاہ کے قریب ایک قدیم
پڑ کا خدمت تھا۔ جس کے سایہ تلے تقریباً چارہ سال قیام فرمایا ہے۔ آپ کی وفات
میں ملا علی ہوئی اور قبرستان سافر خانہ گڑھی شاہو میں مدفون ہوئے اس وقت
آپ کی عمر تقریباً ۷۰ سال تھی۔ حکیم روح اللہ قادری اکثر آپ کے پاس جاتے تھے
آپ سینہ الایمن تھے۔

عید محمد مجذوب

عید محمد مجذوب المعروف عید رماثیا مسند مذکورہ باب حضرت داتا صاحب
میں رہے۔ جہاں موجودہ صدرات میں انڈیفرسٹر لاف داتا صاحب کا دفتر ہے،
ان بیٹھے تھے۔ اکثر حالت سکون میں رہتے تھے جب کبھی ہونٹے اپنی مرضی سے حرکت
لے۔ اور کسی کی طرف کم مزاج ہوتے تھے۔

جب عالم صومیں ہوتے تو حیدر خانے ہونٹے تھے جس کا مطلب ماضی اپنی اپنی
عقل کے مطابق نکال دیتے تھے۔ غایت فرسودہ تھے۔ درویشان کھمبیں کشادہ و پیشانی
اور بے بال تھے۔ وفات کی تاریخ کا پتہ نہیں چل سکا۔ مگر وقت وفات تقریباً ۸۰ سال
تھی۔ وفات کے بعد قبرستان مانی میں دفن ہوئے۔ سردار ملی صاحبزادوں نے ان کو دیکھا ہے۔

بابا ٹھوکر والا مجذوب

قندری سلسلہ کے اس مجذوب کو چنگا پیر بھی کہا جاتا ہے۔ بڑے بابرکت
اور پرفیض بزرگ تھے۔ آپ کی بے شمار کرامات، بیان کی جاتی ہیں۔
آپ کی وفات ۱۰۰۰ مطابق ۱۰۰۰ میں ہوئی مقبرہ قبرستان مغرب آبادی

شاہ باغ میں مرجع خلافت ہے آپ کے مشعل ایک اور کلندر از طریق کے مجذوب بنید
محمد علی جانہ صری المشورہ بابا بونا سائیں کی قبر ہے۔ ان کا دعائے سال ۱۳۹۹ مطابق
۱۱ نومبر ۱۳۹۹ء میں ہوا تھا۔

آپ کے متعلق محمد حنیف خورشیدی ایڑی ایک کتاب بنام "گھمسان لکھنؤ"
تقریر کر رہے ہیں۔

سائیں غلام محمد مجذوب

آپ بڑے تیلیل انگلیاں والی مٹی جوئے مڑی میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں مجذوب
ہوئے شاہی مسجد لاہور میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی جب بڑے ہوئے تو درویشوں کا پیشہ
اپنایا۔ خدای کے بعد آپ مانگ لے دینا سو گئے اور جنگوں ویرانوں میں پھرنے لگے
اور چار سال تک محض خودی کرتے رہے۔ ایک دن چند باد سدا میں پھر رہے تھے۔
کہ آپ کا کوئی شناسا آپ کو لاہور لے آیا۔ یہاں آکر سستی دروازہ کی گھائی پر چڑھ کر لگا
لگا۔ ۱۳۶۵ء میں وہاں سے کوئٹہ چلے گئے ۱۳۶۹ء میں اقبال پلوک کے باہر بس
شرک خیرہ چلایا۔ آپ یہاں سے شاہ مبارک نیک کا چکر لگا لیا کرتے تھے۔ چرس صاحب
تقریب بزرگ تھے اس پر ضیق کا جوہم آپ کی طرف ہو گیا۔ چرس صاحب مجذوب و
استغفار مجذوب تھے۔ اکثر اوقات یہاں جوتا کھانے کو اس کے دل کی بابت پہلے ہی
کہہ دیتے۔ سوئے بہت کم تھے آخری عمر میں گھونٹا پھرنا بند کر دیا اور قلم مٹھ کر اس
منام پر فقرا لہی میں کم سم بیٹھے رہتے۔ خدیو گری۔ خدیو سزی اور بارش کی آجیو

مطابق پڑا ہوا تھی۔ اور یہ چیزیں آپ پر انوار ناز نہیں ہوتی تھیں۔

آپ کی وفات ۱۳۹۲ء مطابق ۳ مارچ ۱۳۹۲ء بروز جمعۃ المبارک صبح ۷ بجے
ہوئی اور انعامی خدای قلم و لب مغرب نرو چڑل پیسب آپ کو دفن کیا گیا۔ اب
نبایت مالی شان بقبرہ قمبر ہو چکا ہے ساتھ ہی مسجد بھی ہے۔ منبر و زیگرائی مکمل
اور تک ہے۔

صوفی دین محمد مجذوب

افزون دلی دروازہ رہتے تھے۔ ساری عمر مجذوبانیت میں گذاری۔ بچپن سے نہایت
شفت سے پیش آتے تھے۔ چند روز آتا وہ ان میں تسمیم کر دیتے تھے۔ اکثر درگاہوں کا
کے ملازمت بالخصوص دانور بار مانی دیتے تھے۔ جمال دین بیلوان م ۱۳۵۵ء آپ کا
بے حد متقد تھا۔ سابق گورنر جنرل ملک غلام محمد سے آپ کی بے تکلفی تھی۔ اگر قرآن پاک
پڑھنے تو سارا دن پڑھتے رہتے اگر ناچنے کو مٹی کئی گھنٹے ناچتے اور سارا دن جو منہ میں
آتا کہتے۔ بہت سے غلو پڑے مر واد سلوات آپ کے پاس جاتے تھے کافی مرصہ
گڑھی ناہو میں گذارنا ہزاروں نوٹ بکھیرتے رہتے اکثر بقبرہ حضرت سید صوفی میں کھڑے
ہو کر قرآن پاک پڑھ کر کہتے تھے۔ ہزاروں کے ساتھ گانا سننے اور رقص بھی کرتے۔

آپ کی وفات و عرصہ الحرام سنہ ۱۳۸۵ء مطابق ۳ جون ۱۳۸۵ء بروز اتوار ہوئی
اور جنازہ کی مجلس اندرون دلی دروازہ خدام ہائے الف شاہ جابر محمد گلارائیں طوی او
بیٹا بیوٹی کی زیر نگرانی تعمیر ہوا۔

چھتری والی سرکار مجذوب

نام سلامت علی کشمیری مہذب ہے ابتدا دیا سنے لاری کے کنارے ذخیرہ میں
ڈیرہ ٹالا ساور کامل بارہ سال اس دیلے میں قیام فرمایا۔ کیونکہ آب تنہائی بہت
زیادہ پسند کرتے تھے۔ پھر چکر مہری شاہ صاحب مسجد کے باہر ایک دکان کے ذخیرہ پر
قیام فرمایا۔ یہاں بھی بارہ تیرہ برس کے قیام کے بعد بڑا حدیابہرہ نقل مکان فرمایا اور
بابا کلی والی سرکار کے نام سے مشہور ہوئے۔ بے شمار دنیا آپ کے گروہ میں ہونے لگی۔
برائے دل کے پانی اور چائے سے قانع کرتے اور کسی کو غالی نہ جانے دیتے۔ چھریہ
نگر مستقل حیثیت اختیار کر گیا جو تندرہ آبادہ حاضرین میں تقسیم کر دیا جاتا اور آپ
بالکل اس طرح رہتے۔ آپ صاحب کرامت نیک اور مہذب تھے۔ تمام عقائد دینی
طریق پر نگہداشتی۔

آپ کی وفات ۱۸ فروری ۱۸۸۰ء بروز جمعرات پانچ بجے شام
ہوئی اور وہیں دفن کیے گئے۔ اب آپ کے متعلقین نے لاکھوں روپے خرچ کر کے
آپ کا نہایت عالی شان مقبرہ تعمیر کروایا ہے۔ لوح مزار اس طرح ہے :-
”جناب حضرت سید صوفی سلامت علی شاہ دینی قاری قطب الدعا المعروف
بابا چھتری والی سرکار“

سائیں محمد عالمگیر مجذوب

یہ مجذوب تقریباً عرصہ چالیس سال باگلی خان میں رہا۔ مزاج کا رہنے والا تھا۔
سائیں محمد عالمگیر سائیں مجنوں سیانی والوں کا تین بیٹا تھا اکثر اس سے ایسی باتیں
اور کام سرزد ہو جاتے جس سے لوگ بہت متاثر ہوتے ان کی بے شمار کرامات بیان
کی جاتی ہیں مستجاب الدعوات تھے ان کا سالانہ عرس محمد افتخار مزنگوی کرنا ہے۔
وفات ۱۸ فروری ۱۸۸۰ء ہوئی اور مزار قبرستان سیانی میں جنازہ گاہ میں راستے میں
دائیں طرف واقع ہے۔

مائی بھاگی مجذوبہ

یہ مجذوبہ نہایت خاموش الطبع تھی۔ نگے ہاتھ اور نیچے سر رانگی تھی اس کا رو
کا معمول چترستان ہائی سے مقبرہ حضرت شاہ جہاں ننگ پیدل جانا تھا۔ رات بھر حضرت
شاہ جہاں میں سیر کرتی اور پھر سفر شروع کر دیتی۔ مردار علی احمد خاں کا بیان ہے کہ وہ
بہت کم کسی سے گفتگو کرتی تھی۔ اگر کوئی پوچھتا تو دعا کی فرمائش کرنا تو اس کیلئے
دعا کر دیتی تھی۔ بچوں سے نہایت خلقت سے پیش آیا کرتی تھی اور بچہ کو ہوتا وہ

ابن میں تسلیم کر دیا کرتی تھی۔ کہتے ہیں کہ وہ منجانب العزالت تھی۔

اس کی وفات تقریباً ۶۱۷ھ میں ہجری ۵۶ سال ہوئی اور قبرستان بیانی میں
دفن کی گئی۔ اس کا جنازہ بہت بڑا ہوا۔

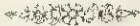
بابا غلام رسول مجذوب

بابا غلام رسول المعروف بہ بیابان دلی سرکار بھی مجذوب تھے۔ حضرت میاں
جیل احمد شرنواری کا کہنا ہے کہ ان کو ساتیں نور محمد عرف لورا پچھڑے والا بھی کہا جاتا
تھا۔ یہ مجذوب حضرت میاں شیر محمد شرنواری نقشبندی کے سنے والوں میں سے تھا
اس کے کل کم کو عام آدمی نہ سمجھ سکتا تھا۔ مزید گراموں میں صرف دعوتی ہوتا تھا۔
۷۵ نور پور کے مکان کی وفات ہوئی اور مسجد شیر دکانی بیرون بھائی دروازہ
نزدیک جیل بدو میں دفن ہوئے۔

غلام قادر مجذوب

مروئی مغل اقبال غلیب جامع مسجد حرم میاں اندرون لکھنؤ دروازہ ۱۰۱
حضرت مفتی غلام جان پڑوسی قادری لاہوری مہارشیہ کا کہنا ہے کہ اس مجذوب کی

گشت لکھنؤ دروازہ سے نوٹاری دروازہ تک تھی اور بالکل بادشاہی مسجد کے
قدیم حجروں میں جہاں اب ٹیٹیاں بن گئی ہیں میں تھی اس کو پاکستان کے معر فی وجود
میں آنے کے چند سات سال بعد تک دیکھا گیا پھر ایسے غائب ہوئے کہ نہ دیکھے گئے
اب کسی سے معلوم نہ ہوتے تھے اور گراموں میں سات آٹھ کوٹ پہنتے تھے اور
اوپر کھیل رہتے تھے اس کے پاس رہنے لگے۔



دوسرا سفر ہندوستان

یہ سفر آپ نے ۱۸۵۷ء میں کیا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ آپ کے سربراہین بھی تھے۔ بالخصوص شیخ محمد اقبال۔

دہلی

حضرت اعلیٰ القاب قطب الدین بنیار کا کی پیشی حضرت میر نظام الدینؒ
اویا چپختی۔ حضرت شیخ نذیر الدین چارل دہلی۔ اور سرخیل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت
خواجہ باقی باللہؒ کے دربار میں مقرب پیر خاں دی۔ اور وہاں سے فیضان حاصل کیا
مزار حضرت امیر خسروؒ پر بھی فاتحہ خوانی کی۔

آپ کا پاسپورٹ نمبر ۶۳۲۸۳۲ ۸۵۱۸۱۸ تھا جس پر آپ کا نام محمد صادق
فاطمی ولد عبدالواحد عمر برہہ ہے۔

اجیر شریف

خواجہ خواجگان حضرت میر معین الدین چپختی اجیری کے شہر میں آپ آٹھ دن
قیام فرما رہے۔ اسے گزرا اور تارا گڑھ بھی دیکھا۔ اجیر شریف سے نگارہ میل دربار ڈولہ
کی چلی طرف ایک جگہ ہے جہاں راجہ کے پالنے کو لہو لگایا تھا۔ یہاں ہر روز ایک

مسلمان کو کوہ پور میں پڑا میں جانا تھا۔ کوہ پور بھی دیکھا۔ راجہ کوہ کو مسلمان کے خون سے
تک لگا کر ناشتہ کرتا تھا۔ اور چپختی سے دیا جاتا تھا۔ اس سفر میں یہ لوگ شامل
تھے۔ شیخ محمد اقبال۔ محمد اقبال شاہ۔

مظفرنگر

یہاں بھی گئے

سہارن پور

سہارن پور بھی تشریف لے گئے۔

امرتسر

یہاں بھی قیام کیا۔



سیون شریف

یہاں حضرت لال شہار کاندھل کے روزہ مالہ پر حاضر ہوتے رہے یہ میرید شامل
ہے شیخ حسین۔ بشیر احمد۔ صوفی نذری الدین۔ محمد اقبال۔ محمد اقبال شاہ۔ ضیاء
الدین پہلوان۔ محمد شریف اور رقم دہیرو ۳۵ آدمی ہم سفر تھے۔

ملتان

حضرت بہاول الدین ڈکریا ملتان سے سرحدی حضرت شاہ رکن الدین رکن عالم آمد
حضرت شمس تبریزی کے روزوں پر حاضر رہی۔

کوئٹہ

کوئٹہ اور زیارت تک گئے۔

پاکپٹن شریف

پاکستان اسلام حضرت فرید الدین گنج شکر مسجد کے روزہ مودہ پر حاضر ہوئے
رہے۔ شیخ محمد اقبال۔ محمد اقبال شاہ۔ حاجی محمد افضل۔ حاجی محمد شعیب۔ ضیاء
پہلوان آپ کے ہمراہ تھے۔

لواری شریف

لواری شریف صوبہ سندھ میں حضرت خواجہ محمد زمان نقشبندی کے روزہ
پر حاضر ہوئے۔

قصور

یہاں حضرت بابا جیسے شاہ قادری کے مرکز منور پر حاضر رہی دی۔ میرید ساتھ
تھے۔ محمد یونس شاہ داغ و طبرہ

چھانگاما ننگا

یہاں جنگل میں آپ ایک عرصہ تک مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے یہ
تقریباً ۱۹۴۱ء کا زمانہ ہے۔

کراچی

حضرت مہر اللہ نازی کے مزار پر گئے یہ عقیدہ مند ساتھ تھے۔ عادل نصیر دہیرو



وصال

۲۰ مئی ۱۸۷۵ء کی ایک صبح مغلیہ دروازہ خانقاہ کے قریب موٹر سائیکل کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے۔ ایک دن میں سب پتال اور نوحہ جنرل سپینال میں یہ علاج رکھ کر مارمضان المبارک ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۰ جون ۱۹۷۵ء بروز قارم علی الصبح سحری کے وقت وصال فرما گئے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۸۰۰ جون وارڈ نمبر ۱۰ اور چار پاکی نمبر ۱۰ تھی۔

خدا جانو ملا مراد حسن لوری خطیب جامع مسجد فاروقیہ ریلوے کالونی نزد ڈاک خانہ نکل پورہ سنہ تاج گھر اور پھر کے درمیان جو وسیع دھڑیل گراؤنڈ ہے اس میں پڑھایا۔ تقریباً دس سزارا فراوانے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جس میں آپ کے سب مرید و عقیدت مند شریک ہوئے۔

وصال سے سات آٹھ سال قبل مذہب کو سنی کی حالت میں نکلے۔ قرانی سنی نیز مکمل پڑھے مذہب تن کیے۔ شریعتی، ملکی اور دھرمال پہنے اور سلوک کی منزل میں داخل ہوئے، روزہ رکھتے تھے اور جمعہ کی نماز جامع مسجد فاروقیہ نزد ڈاک خانہ نکل پورہ میں ملا مراد حسن لوری خطیب مسجد کے پیچھے ادا کرتے تھے۔ آپ نے کسی مرید کو اپنا ولیف نامزد نہیں کیا۔ فیصلہ ستری جان محمد سابق محمد شریف بہت اور دیگر مرید تھے دیبا۔ وفات سے ایک رات قبل درج ذیل پانچ آدمیوں نے آپ کے کمرے میں جا شیل کی الماری تھی اس میں سے رقم کتابی اور لکھی۔

۱۔ صوفی نذر محمدی الدین ۲۔ محمد اسحاق ۳۔ محمد رمضان

۴۔ محمد شریف ۵۔ حاجی محمد افضل

برآمد شدہ رقم ۳۶۵ و ۲۶۴ روپے تھی۔ جو روزہ، مسجد اور دیگر حاجات کی تعمیر پر خرچ کی گئی۔ اس رقم کے علاوہ ۲ لاکھ روپے سے زیادہ اور اخراجات ہوئے۔

خانقاہ عالیہ جو تقریباً ۲۰ سال قبل پر مکمل ہوگی ابھی زیر منصوبہ بندی ہے



مقبورہ

مقبورہ ہزار چہارم باری دو آب اور دیوے لائن کے درمیان واقع ہے ہوا خدرون
برق ملک مردم سے آگاہ ہے موزین ہے اور بلب مرگ پختہ واقع ہے ۔ اور
گرو چار دیواری ہے مقبرہ کے چاروں اطراف میں تمام گروٹس اور صدر دروازہ
باسب جنوب ہے ۔ تمام گروٹس آٹھ سٹون پر قائم ہے ۔ مقبرہ ایک بیچترہ
پر واقع ہے ۔ جس کے اندر ایک چھوٹے چوتھے پردہ میان میں ایک کامزار ہے
اس کے چہم پر پانچ سو چھ سو چھ سو چھ سو چھ سو چھ سو چھ سو چھ سو چھ سو
دس جاتے تھے اور سب چہم کے موقع پر تقسیم کر دیے گئے تھے ۔
لوچ مزار پر نظر پڑا کی طرح ہے ۔

اللہ اکبر

اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
مرکز اوار تجلیات

حضرت پیر محمد صادق نقشبندی الف ثانی
سازگار پیدائش : رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ

سازگار پیدائش : ۱۰ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۱ جون ۱۸۶۹ء سیوری
بروز انوار ۔

۱۔ شریعت غم سبھی منوار سے دلنے
۲۔ تجلیوں کو فک سے اتارنے والے

۳۔ دلی کو خلی کے ہیں قرار کی دولت
۴۔ تمام عمر تڑپ کر گزارنے والے



جامع مسجد پیر محمد صادق نقشبندی

قبرہ عالیہ کے مقل جامع مسجد پیر محمد صادق نقشبندی واقع ہے اس کی عمارت مرمری لکھنؤ والہ ہے۔ مسجد کا سنہ ۶۰ ذی قعدہ ہے۔ اور کافی دور سے نظر آتا ہے مسجد کا سنگ بنیا حضرت سائیں صاحب نے اپنی حیات میں ہی رکھا تھا جامع مسجد تھ خانہ۔ ابوال مسجد اور گیلروں پر مشتمل ہے۔ عراب سجادائید سلازی سے عزت کی گئی سے تھ خانہ میں مختلف نقارے کے سلسلہ میں سامان لکھنؤ و تھ ہے یہ حضرت پیر محمد صادق کا گھر خاص ہے کہ ان کے مرمرین پر مشتمل انتظام کی گئی تھ و بار عالیہ میں یہ مسجد تھ حضرت میں مکمل کی گئی تھ۔ مثال میں ملتی سب مرمرین انتظامیہ کے ہر فیصلے پر مشتمل حکم کرتے ہیں اور آج تک انتظامیہ نے جو بھی فیصلے کیے ہیں سب اکی داتے کو دیکھ کر دیکھ کر ہوسکتے ہیں۔ اور تمام مرمرین اپنی جیب سے ہی تمام اخراجات کرسکتے ہیں اور کسی سے آج تک چندہ وصول نہیں کیا۔ اور نہ ہی کسی کے آگے دست سوال دراز کیا ہے۔

نام فقیر تھا تھ بابت قبر جہاں دی میرے جو



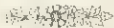
دارالعلوم نقشبندیہ

مسجد کے ساتھ ایک دینی مدرسہ دارالعلوم نقشبندیہ کے نام سے جاری ہے۔ مسجد کے ساتھ دو کمرے ہیں۔ پہلے کمرے میں حضرت سائیں صاحب کے تبرکات محفوظ ہیں جن میں یہ اسٹیٹو ایڈی :-
 شروانی - بوٹ - شلوار - قمیض - چڑھی - کھ - چتری - سوتلی
 دو دو گین - الماری جس میں آپ کی کتاب ہیں جن - قرآن پاک - مذا
 وغیرہ کے علاوہ آپ کا کشت کاری کا سامان از قسم کڑاں بکھڑا
 بچہ گھنگھرو ہیں -
 مسجد اور گیلروں کے پیچھے گلی کے آخر میں ایک اور کمرہ بنایا گیا ہے ان بلہر
 کی طرف دھونے ہیں -



آئندہ منصوبہ بندی

انتظامیہ وادارگیں دربارِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت پر محمد عارفی
نقشبندی نے حضرت سائیں صاحبِ جنوں کے وصال کے بعد بقرہ
مسجد اور قبر سے وفرو نہایت اعلیٰ جانے پر تعمیر کروا دیئے ہیں اور
مذہبِ ان کی منصوبہ بندی ہے۔ گردہا۔ مالیک کے چاروں اطراف
چار و چاروی تعمیر کر دی جائے۔ نیز فارین کے لیے مزید رہائش کے
انتظامات کیے جائیں۔ دربارِ نقشبندیہ میں توسیع کی جائے اور
خطیبِ امام صاحب و حوزان کے لیے رہائشی مکانات تعمیر کیے
جائیں، پانی کی فراوانی کے لیے ٹریب وین نصب کیا جائے۔



عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ہر سال نہایت بزرگ و احتشام سے ہوتا ہے، جس میں
آپ کے مریدین، اراثت مند، بقیدت مرد اور دوسرے اصحابِ کثرت سے
شرکت کرتے ہیں۔

عرس سے آپ دن قبل تمام مریدین اپنے گھروں میں قرآنِ خوانی کرتے ہیں
اور اس کا ثواب آپ کی روح پر فزونی کو پہنچاتے ہیں۔ نیز کھانا نقشیم کیا جاتا
ہے۔ بیسیویں مرید ہر سال چار دیں چڑھاتے ہیں ان سے کچھ درگاہ میں محفوظ
رہتی ہیں اور بقایا نقشیم کر دی جاتی ہیں۔



اخلاق عالیہ

آپ کی زندگی کا بیشتر حصہ جہودیت میں گذرا اور مختلف ممالک میں انکار کرنے رہتے۔ صاحبِ جذبہ و استغراق بزرگ تھے۔ حالتِ جنابِ سرگرمی میں آپ ایسے الفاظ ادا کرتے تھے جن کا مطلب حاضرین سمجھ نہ پاتے تھے۔ گزرا وہ سنہ پچیس گزری ارکوہ، فارسی اور عربی زبانیں جانتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرقِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محو رہتے تھے۔ سرگرمی و جدت اور سرگرمی کے نشہ سے لغت کرتے تھے۔ کسی کی دل آزاری اور دل شکنی کی بات نہیں کرتے تھے۔

قدسہا، یدن پٹنا، رنگ مفید گندی، نیکی ناک، خوب صورت آنکھیں اور اندازِ حکم مشفقانہ تھا۔ مہربان سے بے پناہ محبت کرنے تھے۔ مازا کیے دھانپنے کا لطف کا خیال رکھتے تھے۔ حدت اور سرگرمی سے شدید لغت کرتے تھے اور اپنے نزدیک کسی بھی چیز کو نہ بیٹھے دیکھتے تھے۔

آپ کی شخصیت ایک ایسے میرے کی مانند تھی جس کے کئی پہلو تھے اور ہر پہلو اپنی منفرد تاب رکھتا تھا۔ آپ ہر شخص کے سوال کا جواب اس طرح دیتے تھے کہ وہ انداز میں دیکھ کر صرف مائل موصوف ہی سمجھتا تھا۔ باقی بیسیوں افراد جو وہ موجود

تھو سب سے مگر یہ کلام ان کے فہم و ادراک سے بالاتر تھا۔ آپ ہر شخص سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ کسی کی دل شکنی دیکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر پر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ دنیا کا ہی اس کے سامنے تھا۔ شہادت سے پیش آتے تھے وہ شاہ پر کسی اور کے جھگڑے میں آئے۔ بھی آپ کی شخصیت کا کمال تھا اندازِ حکم مشفقانہ اور مہربان تھا۔ مگر علانیہ محبت میں اس میں بھی کمی تھی۔ پیدا ہو جاتی تھی۔ اندازِ کلام میں وہ بے ہلکی تھی کسی فکر کا غاصر مونا ہے۔ آپ کسی کی امداد یا مرستے سے غافل نہ ہوتے تھے۔ آپ کے دربارے مبارک میں وہ فوراً جھکتا تھا جس سے لشکرانہ معین کو غائبیت نصیب ہوتی تھی چہرہ مبارک پر وہ حلال تھا کہ شرارتی اور شرپنڈوں کی فزیت کو باقی سلب ہو جاتی تھی اور وہ تمام تر فزیت کے باوجود سب کشتافتی پناہ نہ ہوتے تھے۔ آپ غامبی رستمی شہوت کو ناپند فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں، رسولی پسند نہیں کرتا۔ گو میرے لاکھوں مریدوں۔ لیکن یہ بات بدلتی تھی کہ میرے مریدوں میں سے کوئی بھی گناہ کو کبیرہ کا مرتکب نہ ہو اور حق تعالیٰ آپ کا ہر فرمان باطل درست تھا ایک دفعہ ایک شخص نے آپ سے کیا کہ اگر اس کا دل کام ہو جائے تو وہ آپ کو اتنے پیسے دے گا۔ آپ حلال میں آئے اور فرمایا مجھے بھاری دولت کی ضرورت نہیں ہے اگر دولت میری خواہش ہوتی تو میں جس دولت کو مانگتا ہوں۔ وہ سونا ہن جاتا۔

آپ بحث اور مناظرے سے پرہیز کرتے تھے۔ بزرگوں کا جواب دینے میں دلت میں دے دیتے تھے اور مائل کا جواب دے جاتا تھا۔ آپ کے جملہ کلمات کو سمجھنا ناممکن ہے آپ کے کلام کا ہر لفظ پختہ و زکوٰۃ اور معرفت کے اسرار سے لبریز ہوتا تھا باوجود اس کے کہ آپ کسی دنیاوی سکول سے تعلیم پاندہ تھے۔ آپ سہروردان

جانتے تھے اور کئی موم پر دسترس رکھتے تھے۔

آجناب شہادت کئی اور دیا منی تھے۔ سناورت کا یہ عالم تھا کہ کسی سائل کو مالی نہ دیتے تھے مگر فرمایا کرتے تھے کہ میں خوش ہوتا ہوں ان کا غلظت کو دیکھ کر جو سائل کا سوال پوچھ کر لے کے بیٹے جیتے۔ دنیا میں جو ہم جیتے کرتے ہیں وہ سب ثانی ہے اور جواز کے نام پر خرچ کرتے ہیں دی باقی رہنے والا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دو آیات اِنَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ اور اَمَّا مَرِضٌ فَخَاتٍ مَّقَامٌ ذَرِیۃٌ وَ لَہِی اَلنَّفْسُ عَنِ الْہَدٰی س نے لالعل کر دیا ہے اور اب کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ میں نے اللہ کے ملازم مقام سے ڈر کر منش کو خواہش کرنے سے روک دیا ہے پس جب خواہش ہی ختم ہو گئی تو ضرورت کس بات کی؟ آپ بڑے گوشہ نشین کو نہایت چاہتے تھے کہ اس وقت سے اپنے ہاتھ سے خود کھانا تیار کر لیتے تھے۔

لاہور میں آپ کی گشت مثل پورہ سے صدر بازار تک متنی جو رات دن کی متنی اکثر فارسی کام بھی پڑھا کرتے تھے۔



ارشادات عالیہ

جو لوگ صبح قبل کی نسبت کچھ چینی کرتے ہیں اس میں ان کی ناقص دوائے کا تصور ہے۔ اہمال کا ثوب نہایت بے وقوف ہے۔ مگر تم شک کر دو گے تو مختاری نیشوں کو چھائیں گے۔ اگر نو بات شرابی کو شذران آگ کے خوف سے پڑے۔ تو ان کے درد سے شذران آگ کو کچھا دے۔ محبت ہی کے باعث مجھے وصال الہی حاصل ہوا۔ کیونکہ محبت کا نتیجہ وصال ہے۔ جب حال حاصل ہوا تو میں اس قابل ہو گیا کہ شراب کو (فیض الہی سے مراد ہے) طلب کروں۔ بعد از وصال میں اپنے لئے کما حقہ ہو گیا اور میرا حق تھا کہ میں اپنی شراب مقدمہ طلب کروں۔ وصال کے بعد خاص امتداد حاصل ہوتی ہے جو قبل از وصال نہیں ہوتی (چوں مراد از دوست مسی مگر اس جام و جام مجھے وصال الہی ہو گیا تو میرا کما حقہ شراب نہیں کا ظرف بن گیا۔ جس طرح نشیب کی طرف جلدی جائے اسی طرح وہ شراب میری طبیعت میں سے سیال کوٹ کر دوڑتی ہے اور اس لیے دوڑتی ہوئی آتی۔ اور اس کو پی کر مست ہو گیا۔ اور میری کشتی بخنی نہ تھی۔ اس کا مشاہدہ میرے اجانب نے کیا۔ شراب پینے کے بعد جب مجھے بصیرت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ دنیا کا ظاہر اس نشہ عرفان سے نا آشنا ہیں اس لیے میں نے خود مہال یا کہ بیاواں خودی کے سبیل سے تمام انقلاب دعوت دی کہ آپ ہی میرے رفیق طریقت ہیں۔ میری ابتداء و تعلیق کرو تا کہ آپ بھی میرے

دنک میں برسے جاؤ۔

”اقتباسات الموقوفات بانک حضرت پیرسائیں محمد صادق نقشبندیؒ فرمایا کرتے تھے۔“

”تصرف ایک کھٹن راستہ ہے صوفی کی جان و مال وقف ہوتی ہے وہ مارے جہان کا دنگ تو سہرے کتاب ہے مگر کس سے اپنا رکھ سکیں کہہ سکتا وہ لوگوں کے فراموش تو خیر کیا ہو تا ہے مگر اپنے علم کا بوجھ خود تنہا ہی اٹھاتا ہے وہ لوگوں کے سوال تو بارگاہِ خاندانی میں پیش کر سکتا ہے مگر اپنا سوال کسی بشر کے سامنے پیش نہیں کر سکتا۔“

پھر فرمایا:-

”تم کسی کو اپنے سے بڑا نہ کہو شاید وہ اپنی جگہ سچا حواری تم جیسے ہو۔“

ایک مجلس پر فرمایا:-

”جنگِ دنیویہ لڑتے دینوں کے لیے ہنم کی آگ میں جلنے کی وجہ سے“

۱۔ دین کا سفر یہ ہے کہ معیبت میں بھی نماز ادا کی جائے۔

۲۔ تمنا را جمع کیا سو اعمالِ عیدہ در سہے گا۔

۳۔ عیب ڈھونڈنے والے اور طعنہ دینے والے کے لیے بربادی ہے۔

۴۔ محافلِ رزق کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔

۵۔ جو لوگ صبحِ قول کی نسبت تکبر پکڑتے ہیں اس میں ان کی ناقص رائے

کا تصور ہے۔

۶۔ مقتدرین کے آفتابِ کمال غروب ہو گئے مگر ہمارا آفتابِ مہالِ عزت و

حشمت کے آسمان پر ہمیشہ درخشاں رہے گا۔

۷۔ اگر تو شہزادوں آگ کے خوف سے آیاتِ قرآنی کی عادت کرے تو ان کے

دور سے شہزادوں آگ کو بچا دے۔

☆ سبے حب محمد اہل ایمان ہو نہیں سکتا

خدا کو چاہئے والا مسلمان ہو نہیں سکتا

☆ حبيب درویشان مجید در جنت است

دشمنی ایمان حرام ہے لعنت است

☆ حیا کی مافیہ ہر وقت ما

کو بر قول ایمان کنی غایت



خوارق و کرامات

کوفی افغانہ کہہ سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں فکدیریں

حاجی عمر شتائی کہتے ہیں کہ میری اہل الکڑ یا راجنی تھی رہبت سے ڈاکڑوں
اور کھجوں کو دکھایا مگر کوئی افات نہ ہوا۔ بکیر مرنے پڑھنا لگا۔ بانا طرڈاکڑوں نے جواب
دے دیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو تمام ہمارا بیان کیا کہ بہت سے خرچ
کے بعد ڈاکڑوں نے جواب دے دیا ہے آپ مر باقی دنیا میں آپ نے چند چڑیاں دیں
جس سے مرنے والے طرڈاکڑ یا مارا اور پھر ایسی شکایت بھی نہ ہوئی۔

عاجی صاحب مذکور مزید بیان کرتے ہیں کہ کراچی کے ایک اہل حدیث میرے
دوران تھے اس دوران آپ بھی میرے گھر تشریف لائے۔ آپ کو نہایت عزت
سے بٹھایا اہل حدیث سوچنا رہا کہ جب یہ بزرگ جایش گئے تو میں ان کے متعلق سوال
کردوں گا اس وقت آپ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لوگ دوسروں کی کرامات تو
پرستے ہیں مگر اپنا حال نہیں جانتے جب آپ تشریف لے گئے تو اہل حدیث نے
کہا کہ اس وقت میں سوچ رہا تھا کہ یہ کون سے کرامات کے مالک ہیں مگر آپ نے
اس وقت میرے خیال کا جواب دے دیا۔

ابن ابی احمد شاہ کا کہنا ہے کہ ایک دفع آپ میرے گھر تشریف لائے تو میرے
مکان کے سامنے والے چاٹ میں پورے لگائے گئے اور فرمایا کہ اس کے ساتھ
تبر لڑات بھی خریدو۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے پھر آپ
نے فرمایا کہ چاٹ خرید لو پھر اسے لیے بہتر ہے گا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی وقت
بیکہ آرمی جس سے میں نے چالیس ہزار روپے لینے تھے وہ دے گیا۔ بعد ازاں
چاٹ والوں کا ایجنٹ آگیا کہ تم یہ چاٹ خرید لو۔ رقم بوجھ دے دینا۔ چنانچہ وہ
فصلہ اراضی خرید لیا گیا۔

وہ خرید کئے ہیں کہ ایک دفع میں اپنے دوست کے پاس جایا ہوا تھا کہ اچانک
کہا کہ کچھ ساول کہ آپ وہ وارنٹ میں کھڑے ہیں۔ آدمی رات کے بعد پھر کوشش کی
مگر اس دفع بھی آپ متراہنے چنا پڑیں اس امر سے باز رہا اور اس قدر ایسا فقہ
کہا۔ آپ ابن ابی احمد شاہ کے گھر گرفتار سے جایا کرتے تھے۔

ابن ابی احمد شاہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ پیر شریف کی طرف جا رہے تھے تو
راستے میں تھانہ جھون ضلع مظفر نگر میں ایک لڑائی قائم کیا۔ جب آپ مسجد میں نماز
ادا کرنے کے لیے جانے لگے تو مہمانان نے ایک آدمی آپ کے ساتھ گروہا کہ واسطہ
نہ بھول جائیں آپ مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے چلے گئے اور وہ آدمی باسر بھٹا رہا۔
جب کافی دیر ہو گئی تو وہ آدمی آپ کو دیکھنے کے لیے مسجد کے اندر گیا تو دیکھا کہ آپ
وٹاں نہیں ہیں گھر گھبرا گیا۔ اتنی دیر میں مہمانان بھی آگیا اس نے کہا کہ بابا اندر نہیں
ہیں چنا پڑ دوں مسجد کے اندر گئے تو دیکھا کہ آپ مسجد میں ہی موجود ہیں۔

شیخ محمد اقبال محمدی مارگریٹ شاہ عالمی لائبریری کے ہیں کہ انڈیا میں ایک مکان پر ملازم تھا۔ مالک نے مجھے کچھ رقم دی کہ کراچی جا کر مال سے آدمی کراچی گیا وہاں ایک شخص کو رقم دے دی بعد میں معلوم ہوا کہ وہی شخص شہرت کا نہیں ہے میں لائبریری لایا تو اسے ملاؤ اللہ تعالیٰ سے اس بات کا ذکر کیا اس نے کہا کہ حضرت صاحب صاحب کے پاس جاؤ۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں بہت سے آدمی بیٹھے تھے میں نے کھینچ کر خدمت کی مگر آپ متوجہ نہ ہوئے۔ غصہ ہو کر میرے گھر آپ نے خود ہی مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ شخص لائبریری کراچی میں رہتا ہے اور اس کا علیہ یہ ہے۔ اور چند روز تک آپ کے مکانوں کی رقم واپس مل جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

یہی حضرت مجھے ہیں کہ میری شادی کی ایک رات کسی نے مجھ کو زہر دے دیا جس سے میں شدید بیمار ہو گیا بہت علاج کیا یا تاثر و اکثروں سے سہا ب دے دیا پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو کسی نے زہر دے دیا ہے اور مجھے چند دوائیاں کھواٹیں کہ بازار سے خرید لاؤ۔ چنانچہ وہ دوائیاں خرید لایا۔ آپ نے ان کو کھاتے ہیں کہ دوائی بنائی سارا دن آگ جلتی رہی۔ اور دعا پڑھتی رہی۔ اس وقت آپ دہلی تھے اور مجھے فرمایا کہ اگر دوائی پھٹنے کے دوران دہلی نہ جیتا جاسکے تو مسموم ٹھہرے جاتے ہیں اس دوائی کے ایک دن کے استعمال کے بعد آفاقہ ہو گیا۔ آپ ہر قسم کے مریضوں کو سونہ کھر کر دے دیا کرتے تھے۔

شیخ محمد اقبال مزید بیان کرتے ہیں کہ دوران سفر اجیر شریف میں آپ کے

بہار تھا۔ رات کے وقت ایک ہندو عورت ہماری قیام گاہ بتائی اور کافی دیر تک آپ کو گھنٹی رہی۔ پھر گھنٹی کے ایک مرحلہ گذرا آپ اس درخت کے نیچے بیٹھا کرتے تھے اور کافی عرصہ بیٹھے۔ اس پتھر کے ساتھ ہی حضرت عبدالغنی غانی کا جھوٹا۔ خود فرمایا ہے اس ہندو عورت نے کئی سال قبل کا واقعہ کس طرح بیان کیا ہے۔

صوبہ ہندوستان میں غالی غشتی رہی کہتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں ایک دن دربار حضرت داتا گنج بخش میں حاضر ہوا کہ میں نے دیکھا کہ ایک اور عظیم شخص داتا مالک رٹ تھا کہ اس کی شادی غلامی لڑکی سے ہو جائے۔ جس کی عمر بارہ سال ہے حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں کچھ روز کے بعد میں نے دیکھا کہ اس لڑکی سے شادی اس لڑکی سے ہو گئی اور پھر وہ حضرت داتا صاحب کے مزار پر سلام کے لیے آیا ہوا تھا۔ آپ فرماتے ہیں، میں نے سوا کہ ولایت کے ترقی کے کوئی تیر بھی نشانے سے خطا نہیں جیتا۔ کیوں نہ ہیں میں بھی کچھ مانگوں چنانچہ میں نے دعا کی کہ اللہ مجھے ولی کامل بناوے۔ صرف دعا صاحب سے دعا نہ ہوئے تھے کہ فاسب سے نہ آتی کہ مر اٹھنے لے لو اور پھر نا (صحابت) چلے جاؤ اور پھر ہی اٹھنے کے گرتے کی آواز آئی۔ میں نے اٹھنے اٹھائی۔ اور ریل پر سوار ہو کر پونا (صحابت) چلا گیا اور کچھ سال وہاں قادیب و مستی میں گزارے۔ یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جس زمانہ میں آپ کن (ایک پتھر) پنا کرتے تھے۔

یہی صاحب مجھے ہیں کہ راقم فیصل آباد میں اپنے خانی کے اہل و عیال کے ہاں مقیم تھا اور میں ملازمت بھی کرتا تھا۔ حکمران سے دوام کی دھت سیلے کی

کہ بھائی کے اہل دیوال کی نگہداشت کر سکوں اور بھائی کی اہلیہ کو جو کہ امید ہے مقیم
 ٹوری طبعی اداؤ کا بندوبست کر سکوں کیونکہ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق کہیں جی پیرہ
 اور خطرناک تھا۔ اسی دن وہیں بھائی کسی سرکاری کام سے چند ماہ کے لیے باہر جا رہے
 تھے جتنی کے درمیان روزی گزرتے رہے کہ دوبارہ عیسے سے ملوا گیا، میں تیار ہو گیا
 رخت طرانا تھا۔ دیکھا تو بھائی میں نواہن اور والدہ صاحبہ بھی گئے لیکن جی جی تو
 آپ نے جاسے پہنے اور تیاری لاہور کی؟ میں نے عرض کیا یہ وہ قسم ہے جو مانا
 نہیں جا سکتا، میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جس جگہ جا رہے ہیں وہی آپ کا خیال
 رکھیں گے، میں آپ کو اکثر کے سپرد کرتا ہوں! دوبارہ عیسے میں پہنچا تو وہاں بھی
 وہ رہ کر ہی خیال آتا کہ خاڑن قبیلے والے اس طرف سے آنا نہ لائیں، انھیں ان جھیلوں
 سے کیا عرض؟ انھیں ناراض ہونے کے لیے محض یہاں چلے پیے یہاں تو واضح وجہ موجود
 ہے۔ ایک بھتیجی اسی سوچ میں گذر گیا کہ ایک دن حضرت صاحب نے ایک کتاب
 کھولی چند صفحے لکھ کر ایک جگہ لکھی دیکھ کر فرمایا ”پڑھو“ پڑھا تو لکھا تھا ”دنیا
 فقیر ہے، ایک لفظ کی مانند ہے“ پھر فرماتے گئے، ”اگر دنیا کو دیکھنا ہے تو ایک
 جگہ بیٹھ کر دیکھو اگر اس کے نیچے جھاگو گئے تو صرف آگے دلا حیدر نظر آئے گا، تو
 پیچھے والی دنیا دکھائے اور جمل ہو جائے گی۔“ ولی کو طبعیان سادہ را کہ آپ سے ملا
 بہ نظر رکھے جوتے ہیں میں نے تقریباً دو دن پندرہ دن قیام کیا۔ درجن قیام کتنی بار
 خیال آیا کہ آپ کو اپنے گاؤں سے چلوں۔ مگر یہ خوف لب گستاخی میں مانع رہا کہ
 شاید گاؤں میں ان کی شاہانہ شان خاطر ملازمت کر بھی سکوں گا یا نہیں۔ آپ نے میری
 ولی کیفیت کو جانپ لیا۔ اور فرمایا کہ میں آپ کے (میرے) نگہوں جانا چاہتا ہوں
 میری خوشی کی انتہا نہ رہی، اس روز نام کو ہم فیصل آباد، بے کے پور میں روانہ ہوئے
 راست کے تقریباً دس دنہ فیصل آباد پہنچے تو آپ نے پوچھا کہ آپ کے (میرے) بھائی بھی

بیمار رہتے ہیں، میں نے کہا جی ہاں،

چنانچہ ہم بھائی کے گھر کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچے تو بھائی کے نوادر
 بچے کا شکار پادریا، حواسی روز میچ پیدا ہوا تھا، ہمیں دریافت کی اور باہر صحن
 میں آکر تشریف فرما ہوئے اور میری والدہ صاحبہ سے فرمایا کہ وہ ایسے ہی ان کے
 مرید (محب) سے ناراض ہو رہی تھیں، بس اتنی ہی بات تھی، اللہ نے اپنا کرم کیا
 اور آپ کو چھوٹا علیا کیا، اور کوئی پرویٹا فی نہیں ہوئی، چھوٹے بعد میری والدہ صاحبہ
 نے پیر صاحب سے عرض کی کہ وہ حکام میں کہ اللہ تعالیٰ ان کو فاسد دے، پیر صاحب
 نے فرمایا ہے بے اندھیل ہے، اللہ کے کام میں لڑکی دوسرے یا لڑکا، یہ اسی کا اختیار
 ہے اس پر والدہ صاحبہ نے دل میں سوچا کہ میرا لڑکا جھٹکا پیر کے ہنگام میں جھٹکا
 ہے جو پیر مشکل میں کام نہ آئے اس کا کیا فائدہ، دفعہ وغیرہ خیالات آتے رہے۔
 پیر صاحب نے کھانا تناول فرمایا اور تہ تیغ فرماتے ہوئے میری والدہ صاحبہ سے
 مخاطب ہوئے۔ ”مے بے تو آپ کی کچھ جتن ہیں کہ تمہارے لڑکوں کا پیر ملک ہے
 اچھا تو اللہ آپ کو نواسہ دے گا۔ اس کام میں غیب اندر کھنا، میرے دادا کا نام
 ہے چند ہی روز بعد آپ کا فریاد درست ثابت ہو۔ اور لڑکے کا نام غیب علی
 ہی رکھا گیا۔ اگلی صبح ہم راقم کے گھر کی طرف جدوجہد چونکہ متعلق تو بہ جبکہ سنگھ کے
 لڑائی گاؤں میں واقع ہے، روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر کچھ دیر آرام فرمایا، پھر راقم کی
 نرمی لڑکیوں کی طرف روانہ ہوئے۔ راقم کے بھائی بھی ساتھ تھے، فیصلوں کو دیکھ کر
 فرمایا ”بہت غلاب حالت ہے“ تو راقم کے بھائی نے عرض کی کہ مرکار، انہری باہی
 بہت کم ہے، پیر صاحب نے فرمایا کہ وہاں وہاں گاؤں، تو بھائی نے عرض کی کہ مرکار
 پانی کھا رہے آپ خاموش ہو گئے اور بہستان کی طرف روانہ ہو گئے، وہاں پہنچ کر
 آپ نے اہل قبور کے لیے دعا فرمائی، اور فرما دے با وضعت فرمایا کیا اس قبرستان میں

کوئی دلی ہے۔ راقم نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے
 دعا کی اور وہاں آکر فرمایا۔ قبر خالی ہے اس میں کوئی شخص دفن نہیں ہے راقم نے
 اس کی تصدیق جب اپنے چہرے سے چاہی جن کی عمر گاؤں کے آبادیوں کی عمر کے قریب
 برابر ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ صاحب کا فرمان درست ہے قبر خالی واقعی ہے
 یہ سائیں بیچنے والوں سے نذرانہ دھو کر خود سے لیے بنائی تھی۔ پھر آپ راقم کی
 وادی جان کی قبر پر تشریف لے گئے۔ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ خوش بخت صورت تھی
 قبر میں بھی قرآن شریف پڑھ رہی تھی۔ پھر آپ راقم کے والد کی قبر پر تشریف لے
 گئے فاتحہ پڑھی اور چہرہ خور پر اس درگِ ظاہر صبر نے تھی۔ راقم سے فرمایا وہ نکلیں میں
 ہیں۔ ان کے لیے دعا کیا کرو۔ قبرستان سے واپسی کے بعد ایک جگہ بیٹھے اود
 فرمایا کہ یہ جگہ ٹیوب دین کے لیے ٹھیک ہے۔ حرم کی کیا گیا کہ یہ سامنے پرانے
 ٹیوب دین کی محارت کے کھنڈرات ابھی باقی ہیں۔ جگہ کا سبب نہ ہو سکا۔ پھر صاحب
 نے ایک اور طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ جہاں گوبر کا ڈھیر لگا ہوا تھا کہ یہاں ٹیوب دین
 لگاؤ چنانچہ یہ ٹیوب دین گذشتہ چار سال سے ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔

آپ مزید کہتے ہیں کہ میرے بھائی نے اپنے ایک دوست کا سنا پیش کیا
 کہ ان کے اُن چار بچیاں ہیں۔ اور بچہ کوئی نہیں ہے۔ پھر صاحب نے فرمایا کہ ان
 بچیاں مل سکتی ہیں۔ اگر وہ بچے ایسی بھینس دیں جیسے یہ سامنے بندھی ہے اور ساتھ
 ہی فرمایا کہ سائل پناہ سوال خود نہیں کرے۔ مختصر یہ کہ اگلے روز سائیں جن کا نام
 ملک محمد خان تھا کہ گھر گئے۔ پھر صاحب نے فرمایا اگر بیٹا دے گا اس کا نام ذاکر
 حسین رکھنا چند ماہ بعد انظر کے روز انظر خالی نے ملک صاحب کو روکا مٹا فرمایا کہ
 عید کی دوسری عمری سے لہذا۔

محمد یونس شاد باغ والے کہتے ہیں۔
 کہ میں نے پارسنگ کے کھلوے بنانے کا چھوٹا سا کام شروع کیا تھا تو
 آپ کی دعا و برکت سے وہ کام جلد ہی ترقی پذیر ہو گیا۔

ان کا مزید کہنا ہے کہ میری شاہ میں جہاں میں پہلے رہا کرتا تھا۔ آپ
 بارہ بجے رات کو آئے کمزوری دیکھی اور فرمایا کہ کمزوری خیر لو میں نے حرم کی کیا کہ
 حضور میرے پاس بیٹھے نہیں ہیں آپ خاموش رہے جب میں سب کھوٹ آپ کے
 ساتھ گیا تو آپ ایک مٹھائی کی دکان پر بیٹھ گئے وہاں آپ نے جلیبیاں لیں اور
 چائے کے ساتھ دین میں آپ کے لذتوں میں بیٹھ گیا۔ اور پاؤں دبانے لگے
 سے وقت کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم نے وہ کمزوری نہیں خریدی۔ تو شاد باغ میں
 کوئی جگہ خریدو اور پھر انظر خالی کی مہربانی سے مجھے وہاں عید مل گئی اور میں نے
 مکان بنالیا۔ جب آپ اس مکان میں تشریف لائے تو فرمایا کہ حضور غوث الاعظم کا
 ختم دلاؤ۔ جب وہ ختم پڑا تو دوسری جگہ جو خالی پڑی تھی آپ نے فرمایا کہ یہ
 زمین خریدو۔ چنانچہ وہ کام بھی ہو گیا اس کا ملک میرے پاس آیا اور کہا کہ یہ
 جاٹ لے لو جب چاہے رقم دے دینا۔

مزید کہا کہ مسجد میں شاد باغ میں ایک روز میری لڑکی نے بتایا کہ مکان
 کی چھت پر سانپ ہے میں دو بجے رات تک خوفزدہ رہا۔ میری کواعتیا کہ چائے
 بنائے۔ اس نے چائے بنائی اور ہم بیٹھ گئے۔ مگر سانپ کا خیال دل سے نہ نکلا
 اسی دوران ہم نے دو چھتر ستری سانپ دیکھے۔ جس سے ہم بے مدخوف نہ ہو
 ہوئے اس وقت ہم نے سڑکا روک دیا اور پھر قریب سے ایک مریاے کرا کر

ملا۔ جس سے وہ دونوں مارے گئے۔ یہ سانسپ چار پانچ فٹ لمبے تھے۔ پھر ان کو مکان کے نیچے دفن کر دیا۔ اگلے روز صبح میں آپ کی خدمت میں پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ان ساتہوں کو مار دیا ہے۔ اور پھر آپ غامض رہے۔

پھر کہا میں ایک عرصے جڑوں کے درد میں مبتلا تھا۔ جس کے علاج کے لیے میں ایک گلاس پانی کا بھرا سوا پیتا تھا۔ طریقہ یہ تھا کہ گلاس تمام کو پانی سے بھر کر لٹکا جا۔ مگر صبح بچے پینے کے لیے گلاس اٹھاتا تو وہ یا ادھسا ہوتا تھا یا کچھ کم۔ ہم حیران تھے کہ اباسیوں ہوا۔ اور پھر والے واقعہ کے اختتام پر یہ جڑوں کا درد بھی ختم ہو گیا۔

شیر حسین - میں بازار گوشتی کا بیان ہے کہ میرے ایک دوستہ کی رشتہ ریزی میں جو رہی تھی شیخ محمد جمال نے کہا کہ میں صاحب کے پاس چلے جاؤ میرا دست فقہ حنفیہ سے متعلق رکھتا تھا جب ہم وہاں پہنچے تو آپ نے ہم دونوں کی تمام برائیاں بیان کر دیں۔ جن سے ہم بہت متاثر ہوئے اور توبہ کی اور پھر اس دوستہ کا کام بھی ہو گیا۔

عابد نصیر علامہ اشراقی کا وزن دے کہتے ہیں کہ میں زمانہ میں دینی میں تھا ان کے وہاں خط بھی جاتے تھے ایک دفعہ قیام دینی میں آپ غریب میں آئے تھے تو آپ نے مجھے بازو سے پکڑ کر کشتی میں بٹھا دیا۔ کشتی پر کھانا یا غوث الاعظم دستگیر۔

ایک دفعہ میری بیوی میں ہی خواب میں آپ کی زیارت ہوئی دیکھا کہ آپ مورسراٹھ چہارے ہیں اور مجھے منع فرمایا کہ مورسراٹھ کی شکل نہ چلاتا۔

بشیر احمد موصوفی ڈالہ نزد والد کہا ہے کہ میری بیوی بیمار تھی میں اس کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ اس کو اسب کا سایہ سے روگناؤں سے باہر ایک جگہ رکھتی تھی جہاں ٹپکے و خدمت ہیں۔ خانقاہ سے قدیم گناؤں ہیں وہاں نہ بایا کر سہے۔ نفس دیا اور فرمایا کہ وہاں عجلت کو دیا جتنا یا گونا اور خالی رہ کر چکا۔ چنانچہ وہ بیماری دور ہو گئی۔

پھر کہا ایک دفعہ آپ سیون شریف میں تھے اور میں لاہور میں۔ رات کو آپ نے خواب میں مجھے سیون شریف کی زیارت کرادی۔ جس سے مجھے وہاں کا سادہ فتنہ یاد ہے۔

مدرسہ حسین شاہ معظف آباد لاہور کا بیان ہے کہ میرا عقیدہ مکان کی جیت سے لڑ گیا۔ کان سے سو رہنے لگا۔ سر جھٹ گیا ڈاکٹر نے علاج سے دیا۔ چنانچہ اس کو آپ کے پاس لے گئے۔ وہاں اس وقت سوڑیہ دو سو شخص بیٹھے تھے۔ آپ کے سامنے خدین آؤ نہ پڑا تھا مگر آپ تلخ دہم نے تقریباً دس منٹ کے بعد آپ کے پیچھے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تمس کا بچہ ہے میں نے عرض کیا کہ میرا بیٹا ہے آپ نے اس کا نام کان لاہور دوسری جگہوں سے خون صاف کیا اور کہا اسے کھولنے کا جب کھولنے پر وہ بولنے لگا۔ کان کو قبل انہی بے ہوشی کے وہاں میں تھا۔

عمر چالیس بیٹوں چوک نا خدا دس پردہ لاپرواہ کہتا ہے کہ آپ نے ایک دفعہ مجھے فرمایا کہ تمہارے بھائی کی کتنی اولاد ہے۔ میں نے عرض کیا تین جوگیاں۔ آپ نے سنو کھ کر دیا۔ اور کہا کہ گھر سے جا کر اس کو استعمال کرو۔ چنانچہ ایسا کرنے سے اس کے گھر کا تو کدو مچا۔ اور اس طرح بیکے بعد بیکے سے دوڑنے پیدھا ہوئے۔

عمر العظیم۔ میں بازار دام لگی لاپرواہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ فرما رہے تھے کہ سب سے عین ماہ کا خاتمہ تھا۔ اس دوران ایک بستی آئی جو ملنے ساتھ ایک کھجور کی ٹوٹی تھی۔ اعلیٰوں نے سرنے کی جوتی پہن رکھی تھی اور مجھے کھجور کی گھٹائی شروع کر دیں میں تمام کھجور کھا گیا۔ جب میں نے ابھر اُدھر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ اس کا بچہ مارنے کا قصد کیا۔ مگر وہ کرم غائب ہو گیا ہے اور میں نظر نہ آسکے اور نہ ہی ان کے قدموں کے نشان ملے۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ درجسے لائن پر بیٹھے تھے میں وہاں گیا، تو میرے دل میں خیال آیا کہ کیا دعویٰ شریف کا کیا طریقہ ہے۔ اور یہ کہیں دی جاتی ہے ناگاہ مجھ پر عود کی کی حالت طاری ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ میں بغداد شریف حضرت خورشید المظہر سید القادر جیلانی کی خانقاہ عالیہ میں ہوں۔ حضور دہلی شریف ہمارے اہل فرمایا کہ بزرگان دین کے تمام اہل تقاضی کے توسل سے نیاز دینی پاس ہے اور یہ طریقہ ہے آپ نے مزید فرمایا کہ تمہارا کامرت لاپرواہی ہے اور درود بغداد شریف میں۔ چند لمحوں کے بعد میں سہلہ دیکھا کہ میں ہوا میں ہوں۔

عاجی بشیر احمد ناز شپ دانے کہتے ہیں کہ آپ کشف العقوبہ او کشف الدہشت

تھے۔ میں نے ایک دفعہ عرض کیا کہ میری تبدیلی فیصل آباد ہو جائے آپ نے وہاں فرمائی اور تبدیلی ہو گئی۔

محمد صفا۔ باغبان پردہ لاپرواہ کہتے ہیں کہ ایک زمانے میں مجھے درد گردہ کی زبردست شکایت تھی۔ اور چشما شب سخت تکلیف سے آتا تھا آپ نے تین چھریں ماریں اور میری تکلیف جاتی رہی۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں میں مشہد (ایران) میں تھا۔ وہاں میں نے میاں کی کہ اگر گھر گیا تو آپ کو دس روپے نذر کروں گا۔ چند عوام بعد جب واپس آیا تو آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ دس روپے لاؤ۔

پھر کہا کہ جب میں برمنی تھا تو آپ نے فرمایا کہ پھر میں گئے چنانچہ میں وہ دفعہ برمنی گیا اور جب واپس آیا تو آپ سے ملاقات ہو گئی۔

عقوب علی رام بھی ریشاٹہ پورسٹ ماسٹر بیان کرتا ہے کہ میرے گھر اولاد نہ تھی میں نے ایک لڑکی لے کر ایک پردہ کی پھر اس کی شادی کر دی۔ مگر اس کے گھر اولاد نہ ہوئی تھی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے سب کو جاسے پانی مگر وہ ملیں پئی۔ میں نے اپنی حاجت بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ سو جائے گا۔ چنانچہ اس کے گھر کا پیدھا ہوا۔

مرکز مجلس دہلی کے باقی اور سرپرست اعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں آپ

سید شمس کے درخت سے بٹھا کر سنے سننے لگا تو آپ ایک شخص سے بحث یہ شمس کے
دہشت کے اور چڑھ کر ایک ٹھنک کاٹ رہا تھا۔ کہہ رہے تھے کہ اس کو دکھاؤ، مگر
اس نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تیرے گھر نہ جا سکو گے۔ چنانچہ ایسا ہی
ہوا۔ جب وہ گھر ہی سے گرجا رہا تھا تو گڑھی کے بیٹے آکر گر گیا۔ آپ کا بیان ہے کہ
آپ دن پورہ، رام گلی، بانیان پورہ میں پھر کر گئے تھے۔

شیخ تاج حسین رام گلی والا آپ کے پاس شروع سے ہی جاتا تھا اس کا
بیان ہے کہ اس نے آپ کو توبہ میں اُٹھنے دیکھا ہے۔ سائیں صاحبان کے گھر
بھی سائیں لکھن پر جاتے تھے۔

محمد ظہیر مدنی کا کہنا ہے کہ وہ بھی اکثر سائیں صاحب کی خدمت میں جا کر مٹا
اور آپ بھی اکثر اس کے ہاں آ کر سنے سے ایک دفعہ کہہ کر آپ میرے گھر میں
آئے مگر میرے ایک دوست آئے اور کہہ کر وہ فتن کے کاغذات بزار ہے آپ نے
اس کو دیکھ کر ڈرنا کہ مختار کے کاغذات ختم۔ چنانچہ اس کے کاغذات گم ہو گئے اور
اس کو فتن میں سلی گئی۔

شیخ محمد اقبال ولد اعز دت کی بیٹی رانی شمس صاحبہ مدظلہ میں تھی۔ پھر آپ نے
سے کہ نمبر ۴ دس پردہ میں اپنا ذاتی مکان بنایا۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے صاحبائی
محمد دہی کی دعوت و اہمیت تھی چار ماہ ۱۵۰ مہانوں کا مٹا اور اس کے مطابق ہم
نے کھانا تیار کر لیا چنانچہ آپ بھی تشریف لائے اور آپ کو ایک گھر سے بھی جٹا کر
کہا تا دسے دبا سائیں اشداد میں مہمان کشی سے آئے شروع ہو گئے جن کی تعداد

بہت زیادہ ہو گئی۔ ہم گھر آ گئے کہ اس مغرے سے وقت میں، ناکھانا کیسے تیار۔
ہو سکے گا کہ آپ کو معلوم ہو گیا چنانچہ آپ نے کھانا کھانے کھانے اپنی پلیٹ میں
چھو کر کھڑا دیا اور فرمایا کہ اب کھانا ختم نہیں ہو گا جتنے آدمی جاہیں کھائیں چنانچہ
ایسا ہی ہوا۔

محمد رمضان صدر الشیخا بہر گنجی کا بیان ہے کہ آپ ان کے گھر میں وظائف
کرتے تھے اور جہتی کا ٹاٹا تھا۔ ایک دفعہ نمبر کے کنارے آپ کے ڈیسے میں بکین
اور سرالو کا زیارت کے لیے گئے اندر صبر اور پکا تھا اس وقت ہم نے آپ کے جسم کو
مختلف جھڑپوں میں غلیوہ علیہہ دیکھا تھا۔ اس وقت میرا لاکھی موجود تھا جب کہ
ہم دونوں آپ کی زیارت کے لیے نمبر کے کنارے ان کے ڈیسے پہنچے تھے پھر ایک
دفعہ میں اور صبر اپنا جادوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ شام کا وقت تھا میں نے
دیکھا کہ آپ سولے کی حالت میں ہیں۔ عرض کیا کہ آپ سربا میں صبر یک دم آپ میرے
رشتے سے گویا ہوئے مجھے سانپ کا رٹا ملتا ہے اس نے آپ کے جسم کو ڈیٹھے سے دیکھا
تو کوئی نشان نہ پایا۔ پھر آپ نے کہہ کر میرے بدن کو سانپ جھٹ دیا۔ اس نے
پشت پر ٹاٹا پھیرا پھر دوبارہ فرمایا میرے بدن کو سانپ جھٹ دیا۔ اسے میری پشت
پر ٹاٹا پھیرا پھر سانپ رٹاں سے مل کر میرے بازو کے بیچ سے
گھزرا۔ سانپ نے دیکھا تو گھبرا گئے۔ اسے مار دیا اس کے بعد باجی کی پشت کو دیکھا۔
نورنگہ نے خون بہہ رہا تھا اور کہہ دم بھی ہو گیا تھا۔ آپ اسی حالت میں انکو کہہ کر
خانے پہلے گئے واپس آئے تو خون بند ہو چکا تھا اور کہہ سانپ کے کاٹنے کا
کوئی نشان نہ تھا۔

ممد زمان میں کہتے ہیں کہ ان کی لڑکی شادی باری میں اس کا ہر چند مذاق کر لیا
مگر خاتمہ ہوا ایک دن ڈاکٹر نے کہا ۔ کہ اس کا پرنسپل ہوا سب پتال میں داخل
کراؤ اس ڈاکٹر کے حکم کے مطابق میری عدم موجودگی میں میری بیٹی کو سب پتال
داخل کرانے کے لئے نوڈل کرنے داخل کرنے سے انکار کر دیا ۔ اس میں آپ نے مجھے
خطاطی کر کے فرمایا کہ جو سب پتال میں داخل ہوتا ہے وہ مر جاتا ہے اس سے بھی کو
داخل مت کرو ڈاکٹر میری کو دوس گھر لے آئے آپ نے ایک دوائی بنادی اور میں
کی کھال پر نقش کھ دیا ۔ پکی ہاتھل نہ درست ہو گئی اور بیماری سے مستقل نجات مل گئی

ملی احمد ظہیر پوری مدنی انٹر پرائز (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۱۸ بلیوار گراؤنڈ ۔
لنک میکو ڈروڈن ہریانہ کرنے میں کہ ایک دفعہ حضرت سائیں صاحبہ ملت پکارے
ہاں مشہرے ہوئے تھے اس وقت میرے بڑے دادا امیر احمد بیٹھتے سے انجی
رہیا ٹرسٹ کے کارڈوات تیار کروانے کے لیے آئے ہوئے تھے ۔ ان کی بھی آپ
سے ملاقات ہوئی ۔ جس کے وقت انھوں نے حضرت سائیں صاحبہ سے کہا کہ میں
پیش کے کارڈوات تیار کروانے کے لیے جا رہا ہوں جو آج تیار ہو جائیں گے اسی دن
میں کمرے میں اباجی سے باتیں کر رہے تھے کہ کسی کو کھینک آگئی دوسرے کمرے
میں دادا جی نماز کے بعد بیٹھ چڑھ رہے تھے انھوں نے جو ٹورسٹا فرمایا کہ کیا
ٹورسٹا رکھی سے بند کر دینا چاہیے ۔ میں ناشتے کے بعد انھوں نے دادی جان سے
کہا کہ سائیں صاحبہ سے کہیے کہ وہ مگر آج آج مجھے پیش کی ادائیگی ہو جاتی ہے ۔
جی دادی جان نے سائیں صاحبہ سے دعا کے لیے کہا تو انھوں نے کہا کہ تم تو ٹورسٹ
نہیں ہیں ان کی تو وہاں ٹاکس ہی نہیں ہے ۔ جب دادا جان وغیرہ گئے تو اٹھی اکی
ٹاکس نہ مل سکی ۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے والد صاحب حضرت سائیں صاحبہ کو ملنے

گئے تو انھوں نے مجھے سناؤ ٹورسٹ کا کیا حال ہے زندہ ہے یا مر گیا کیا ہوا کہ
عرسے کے بعد وہ بچہ سے میٹر سہاں سے گرے اور اپنے غائی صحتی سے جاٹے ۔

اکرام الحق ولد سدا اختر سکیم نمبر ۷ شاد باڑا لاہور کا کہنا ہے کہ میں سب پتال میں
آپ کی خدمت میں گیا ۔ آپ اس وقت کو میں رہتے تھے اس وقت آپ تھیں
نہیں ۔ چھڑی اور دو چار کوس پہنچے سوئے تھے میں نے عرض کیا ۔ کہ ہمارے گھر میں
لوگ جانت وغیرہ کے خوف سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں اور اتوں کو نیند نہیں
آتی ۔ چنانچہ آپ ہمارے مکان پر تشریف لائے اور نقش دیا ۔ کہ اس کو روزے کے
اور رنگہ دو ماہ تک لائی کا اس قدر فضل ہو کہ کبھی شکایت نہ ہوئی ۔

محمد طاری ولد معراج دین ۔ بناری خروش ۔ رحمت مارکٹ ۔ نقابا لگی راولپنڈی
کہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس راولپنڈی میں تین چار دفعہ تشریف لائے ہیں ایک دفعہ کا
ڈکریے کہ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے پینٹا ب کی حاجت ہے
چنانچہ میں آپ کو لے کر مسجد میں چلا گیا آپ اسے پناہ دے گئے میں باہر کھڑا انتظار کرنا
منا جب کافی دیر ہو گئی تو میں نے استیذان دیکھا وہاں کوئی بھی نہ تھا میں دکان پر
آیا دیکھا کہ آپ دکان پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کی وجہ سے ہماری دکان بڑی خوب چلی ۔

محمد ابراہیم جاسٹ سکریٹری کامیان ہے کہ میری بیوی بارہا اس نے مجھے بتایا
نہیں مگر خود ہی ڈاکٹر سے دوائی دی مگر افادہ نہ ہوا چنانچہ ایک دن میں بھی ہوا گیا
ڈاکٹر نے کہیں دسے کرانے کے لیے تجویز کیا اگلی صبح کہیں دسے کرنا تھا ۔ آپ
ملی امیر میری بھانجی کے گھر تشریف لے گئے اور اسے مبراہ لے کر آئے اور فرمے گئے

بچے رات فرشتے نے بتایا تھا کہ تمھاری طبیعت بہت خراب ہے اس لیے میں آیا ہوں۔ انہیں دسے کرانے کی ضرورت نہیں ہے تم کو آرام آجائے گا۔ پھر بھی ہم نے آپ کی اجازت سے انہیں دسے کرایا۔ جس کی رپورٹ بالکل درست معنی اور اس کے بعد میری بڑی تندرست ہو گئی۔

ایک دفعہ آپ کے آستانہ پر ختم شریف تھا اور آپ کے حکم کے مطابق غلاموں کے جد تھا۔ لیکن آپ اسی طرح ختم و جلال محمدی مکریت شاہ عالمی دالے کے ہمراہ نارووال چلے گئے۔ میری بڑی بھی آستانہ عالیہ میں موجود تھی۔ مہینہ نماز معرکہ کثرت آپ شریف نے آئے اور میرے آستانے کے اندر چلے گئے اس وقت میری بڑی شدید تکلیف میں مبتلا تھی آپ نے اسے پیچھے بغیر ایک اندر لٹو کر اس میں دوائی ملائی اور ایک پتھر سے پرک کر ملے کہنے لگے جہاں تک میں درد ہو رہی ہے وہیں لگا دو اس کے لگنے کے کچھ دیر بعد تکلیف مستعدا دور ہو گئی۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق



تاثرات

پیرے نام میں دیکھی ہے اسم اعظم کی تاثیر
بارگاہ دیکھو یا نام تمھارا ہے کر

حضرت میاں شہاب الدین قادری لاہوری

حضرت میاں شہاب الدین قادری مصلح دُنيا فرمایا کرتے تھے۔ کہ مائیں محمدیہ کی حیثیت عین کبھی سالک، کبھی مہذب۔ آپ نے عمر عزیز کا بیشتر حصہ مہذب و سکندر استراق میں گزارا۔ جو بات منہ سے نکالا کرتے تھے وہ پوری ہو جایا کرتی تھی سیف الزبآن تھے اور نہایت دہبے دارے بزرگ تھے۔

حضرت پیر محمد حلیل نقشبندی سیالکوٹی

حضرت پیر محمد حلیل نقشبندی مصلح دُنيا فرمایا کرتے تھے کہ حضرت پیر محمد صادق صادق صادق اور سیف الزبآن بزرگ ہیں حضرت مائیں پیر محمد صادق نقشبندی کے پاس آپ اکثر

”تھے سچے تھے ان کے مجاہدان کے صاحبزادگان بھی آتے تھے اور ان سے نہایت اخلاص اور محبت سے پیش آتے تھے۔“

عاشقوں کو اسباب بھی ملتے ہیں وہ اکثر بے جا
چشم دنیا کے لیے ہرگز نہیں کوئی جانب

حکیم محمد موسیٰ اُمرت مری

حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری سرپرست اعلیٰ و بانی مرکزی مجلسِ رونا لاہور لکھتے ہیں :-

”میں نے چاروں سو سالوں محمد مادی نقشبندی سے اتفاق ملاقات کی تھی ایک دفعہ میں منہدہ سے خانقاہ عالیہ حضرت میاں میر قادری کی طرف جارا خانقاہ کو گیا کہ آپ دیوانے کے آبی پل کے پاس نشتر لٹا رہے ہیں۔ اور کافی لوگ وہاں موجود تھے۔ ایک بزرگ سٹوڈنٹ و فیرو کا دُعا لکھا تھا۔ اور دیکھیں بھی کچھ نہ دیکھیں۔ یہ سارا سامان عافین کی خاطر کاذاب سے لیے تھا۔ کیونکہ اس دن میدانِ الہی کا مبارک ہجوم تھا۔“

آپ صاحب کشف اور مدیق الدان تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر و ادب و احترام سے کرتے تھے۔ خواہ حالتِ ہذیب و استغراق میں ہی کیوں نہ ہوں۔ نیز امام اہل سنت حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی کی تشریف گزشتہ اور ان سے گہری محبت رکھتے تھے۔

حکیم صاحب کا کہنا ہے کہ حضرت مائیں صاحبہ ”ذمہ شہستانِ رمانا“ بھی تھوڑے گھر کو رہا کرتے تھے۔

حافظ خواجه دین نقشبندی جماعتی

حافظ خواجه دین نقشبندی جماعتی ناظم اعلیٰ جامعہ جامعہ حیات القرآن لاہور لکھتے ہیں :-

”میں پیر مائیں محمد مادی کو کئی سال سے جانتا ہوں وہ پہلے علی پور تھیں میں حضرت امیر ملت سید جماعت ملی شاہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے۔ اور جیت کی درخواست کی جس پر آپ نے فرمایا کہ ”مفتاحِ حضرت پیر حیات محمد نقشبندی“ کیا کوئی مائیں کے پاس ہے چنانچہ آپ تین بوم تک دُعا سے پیر حضرت پیر حیات محمد نقشبندی کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت سے سرفراز ہوئے۔ حضور نے ہی دونوں بعد ان پر مجاہدانی حالت طاری ہو گئی۔ آپ سید کاظم ہیں اپنے پیر و مرشد کے حُسن پر بھی پایا کرتے تھے اور ان کے چاروں نقشبند حضرت پیر محمد علی نقشبندی مائیں کی خدمت میں بھی پایا کرتے تھے۔ جو آپ سے نہایت محبت اور خلوص سے پیش آیا کرتے تھے۔ حضرت مائیں صاحبہ کو حضرت پیر محمد علی نے خلافت حاصل تھی۔“

ایک دفعہ حضرت مائیں صاحبہ جامعہ جامعہ حیات القرآن میں گئے تو حافظ خواجه دین سے انھوں نے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ جب اعلیٰ لسی پلائی گئی اس کے بعد وہ چلے گئے اور فرمانے لگے کہ یہ میرا اُٹری پھیرا ہے حافظ خواجہ دین کا کہنا ہے

کہ وہ کئی مرتبہ دربار عادیہ میں گئے ہیں اور ان کے ساتھ حضرت پیر محمد غلیب بھی گئے
ان کا کہنا ہے کہ ہم ہر وجہ المبارک کو فخر نعمت بندہ میں سائیں صاحب کو ایسا ہی
قواب کرتے ہیں جب بھی سائیں صاحب فخر نعمت کر لیتے تو اس مدرسہ سے
طالب علم قرآن مجید پڑھنے کے لیے ہلاتے تھے۔ حضرت سائیں صاحب کے پالیسی
پر عرب بھی گئے تھے تو اظہر حیات غلط حضرت پیر محمد غلیب نقشبندی بھی ہمراہ
گئے۔ اعداد و بار عادیہ میں کچھ مدرسہ بھی ہے۔

عالم حسین چیمہ المعروف بہ عالم فقری

جناب عالم حسین چیمہ (عالم فقری) ایم اے اہل اہل بی لاہور بیان کرتے ہیں
”جناب حضرت سائیں پیر محمد عادی نقشبندی اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے
آپ کا مشرب فقیر بنا اور درویشانہ تھا۔ آپ عالی باطن میں کامل تھے۔ آپ نے بے پناہ
محبت اور محابرت کے بعد یہ مقام پایا۔ آپ پر ذکر کا فہم اتنا رہا تھا کہ جس سے
چاہے کون کرے۔ آپ کی دولت بزرگات کہنے والوں کے لیے قصی سکون کا سامان
ہو کر تھی۔ اس لیے مصیبت زدہ لوگوں کو دکان رحمت ملی تھی۔ اکثر لوگ آپ کے
پاس آکر آکر بیٹھے رہتے۔ آپ پر سرگرمی کی حالت اکثر طاری رہتی تھی اور عجز و باز
حرکت اکثر آپ سے سرزد ہو جاتی تھیں۔ میں ان سے ملا ہوں۔ ان کی محفل میں ہر قسم
کا آدمی آتا تھا۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ دیرانوں اور بابائوں میں گذرا۔ لیکن ناچکی
حاشیہ جہز سے ہی معلوم ہوا کہ آپ ہر حال میں اولیٰ میں حق رہتے تھے۔

محمد الیاس ولد محمد اکبر (منشک دودھ) والے بیرون شاہ عالمی کا کہنا ہے کہ
حضرت سائیں صاحب قبلہ سے ان کی ملاقات سرگودھا سے تھی اس وقت آپ
مقبوضہ میں رہتے تھے۔ ان دنوں انہوں نے بارہ پور گئے میرے ایک ملاقاتی محمد کرا کے
باس لے گئے بروقت ہزار پانچ سو روپے جیب میں ہوتا تھا۔ جس کو حاجت مند
سمجھے اس کی حاجت پوری کر دیتے تھے۔ آپ کے زخمی ہونے پر میں ہسپتال
بھی جاتا رہا اور نماز جنازہ میں بھی شریک ہوا۔ آخری عمر میں آپ نے عید میلاد النبی کا
جشن بھی ہر سال منایا۔ اور ڈرائیاں بھی کرائیں۔ میں اکوہا جنگلا میں جنگلا ساجا تو آپ کی
خدمت میں حاضر ہو کر اجازت بیان کیا۔ آپ نے نقش دیکھا۔ ان کی برکت سے میرا
معاملہ ہو گیا۔ آپ کی کلمات بے شمار ہیں۔ کس کس کو کوئی بیان کرے مجھے
آپ کے وفات سے تین ماہ قبل ہی آپ کی وفات کا اسرارہ ہو گیا تھا۔ آپ کی
وفا و برکت سے مجھے بہت فہم حاصل ہوا۔

علامہ احمد حسن نوری

علامہ احمد حسن نوری مدبر اہل علم ”عرفات“ جامعہ اسلامیہ لاہور اور خطیب جامع
مسجد فاروقیہ نزد ڈاک خانہ مظہرہ دریلے کا کافی کتبے ہیں۔ حضرت پیر سائیں
محمد عادی نقشبندی سے میری ملاقات مکمل طور پر اس وقت
ہوئی۔ جب آپ عالم جہز ہو سکے تھے کہ ملک کی منازل طے کرتے گئے آپ
نے ملک حالت میں وفات پائی اور بہترین وفات ہے آپ نماز عجمی اہل
میں جامع مسجد خفیہ فاروقیہ دریلے سے کافی نزد ڈاک خانہ مظہرہ لاہور میں ان ایام میں

پڑھتے تھے اور مدینہ کی بھی۔ آپ کی غازیہ بھی میں نے پڑھائی۔ مزید فرماتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں جو بھی آیا اس پر ہیکڑوں کا نعل سوا اور اس کے ذریعے میں برکت پڑھی۔ آپ علامہ احمد حسن زوری کی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ ایک نیک خاں کا انسان ہے اور اس کی غازیہ جو کا خطبہ بہت اثر انگیز ہوتا ہے۔

مفتی محمد شفیع کامو کے دلے

آپ فرماتے ہیں کہ حضرت سائیں صاحب نہایت کامل بزرگ تھے بے شمار لوگ آپ سے استفادہ و منتفیض ہوئے۔ آپ عوام الناس کے لیے رحمت و شفقت تھے جناب محمد سائیں (ڈرائی پور) سے منظر پرہ خیر بین دور با کمالی کا کہنا ہے کہ آپ نہایت قناعت پسند، وعدہ پورا کرنے والے اور صداقت پسند تھے آپ سے بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔

جامی عبدالفضل پراچی سکیم خیر و خاد بارش کہتے ہیں کہ میری طاقت و مشاعرہ میں موتی و سنبلہ میں سج کا ارادہ ہوا تو فرمایا کہ آتے وقت ایک دلیٹ اند کی گھڑی لینے آنا۔ چنانچہ مٹا سنا کج سے جب فارغ ہوا تو گھر کے لیے ملان خریدی مگر آپ کی گھڑی یا دروہی ساس دوران میں حرم شریف میں جیٹا تھا کہ آپ شریف لائے اور فرمایا کہ ملے پادار میں اور گھڑی خرید لیں چنانچہ میں نے گھڑی خرید لی۔ جوانی اور

میں گئے تھے۔ میرے غریب فائز پر بھی آتے رہے۔ آپ کی خصوصیت مفتی کا آپ اپنے مزید دل کو گناہ کرنے سے روک جیتے تھے۔

ممد رمضان شمس نظام پر کچھ بیان کرتے ہیں کہ آپ قرآنی علوم کے عالم تھے۔ جن مضمون کو بیان کرنا ہوتا وہ قرآنی آیات کی مدد سے بیان فرماتے انہوں نے بے شمار گناہوں کو روک دیا۔ آپ ان کی صداقت پسندی سے بہت متاثر ہو جاسے ہیں آپ کا مزید ہو گیا۔

ان کا مزید کہنا ہے کہ آپ ان کے ڈال و طائف بھی کرتے تھے اور چلتے بھی کاٹا۔

ممد شریف بٹ رکن انتظامیہ کہتے ہیں کہ آپ مسائل صحیح بیان فرماتے تھے کرامات کے مالک تھے اور صاحب تقرب بزرگ تھے کئی چھپہ امراض کے مریض آپ سے صحت یاب ہوئے۔ غرض کہ آپ بہترین اوصاف حمیدہ اور فضائل پسندیدہ کے مالک تھے۔

شیخ محمد قبال جزلی سیکرٹری فرماتے ہیں کہ حالاً ان میں فرسک تھا کہ ایک نگر و کرم اور تقرب باطنی سے تائب ہوا۔ اور اوراد و است پرا گیا۔ حضرت سائیں صاحب کی دولت سے ایک مہر کا مرض دور ہو گیا۔ آپ مریض کو کچھ وقت تک رکی اور سچے والدین کی خدمت اور غار تھہر کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ سطر جبر سہ قہر میں ہیں آپ کے ہمراہ تھا وہاں وہ جو مقدمہ میں بہ نام ربانی حضرت عتبتہ اللہ ثانی اسکا ف و مبادت کیا کرتے تھے۔ اس کے قریب ہی آپ کو شہر دل گیا

تھا۔ جس میں آپ دوران قیام اجیر شریف مقیم رہے۔ ماجیر شریف کے مقام
مزارات پر حاضری دی۔ دہلی کے مزارات ملائیر بھی حاضری دی۔ کوئی مسئلہ
درافت کرتا تو قرآن و حدیث کی روش سے جواب دیتے۔ فارسی شعر بھی سناتے
تھے آپ نے دربار عالم پر بھی سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کر کے مرید
بنایا۔ اور حکم دیا کہ نماز تہجد کو فقہائیں کرنی۔ عہد کی طوالت کی وجہ سے کرنا یا کرنا
معاذ اور آپ لوگوں کو دوسرے دیتے تھے۔ جن حالات سے شمار آتی تھیں اور آپ سب
اسی دلی تقسیم فرمادیے تھے۔ بعد از وصال بھی ان کا تصرف جاری ہے دوسرے
تیسرے روز آپ کے دیوانے تکیہ سکون مل جا تا ہے سفر میں ساغفر مرید کی کا خود
خیال رکھتے تھے۔ چار بچے تھے کو کوئی بھی معصیت نہ دیا یا بچہ آپ کی خدمت میں
حاضر نہ بنا۔ آپ اس کے آرام کے لیے غری کاروانی فرماتے۔ نانکے، لقمہ، و مہ اور
دوسری پچیسہ اطراف کے بہت سے لوگوں نے آپ سے فائزہ اٹھایا اور
شغلاب جوئے۔

حاجی محمد شتان بازار چھو والی اندرون شاہ عالی لاجپور کا کہتا ہے کہ میں مسئلہ
میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی سال آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔
چنگام نماز اور تہجد کی بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ جو کچھ آنا مریدوں اور دوسرے
حاضرین میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ دوسروں کی تکلیف برداشت نہ کر سکتے تھے۔
مریدوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ میرے ہاں مہنت میں مالک و نعت آتے تھے۔

افغان احمد شاہ سپہ سوار بادشاہ لاجپور کا بیان ہے کہ میں نے مسئلہ میں
آپ سے بیعت کی۔ آپ نماز روزہ کی ادائیگی کی نہایت تاکید کرتے تھے مومنین

تین چار گرم کوٹ اور بڑی پٹنے رہتے تھے اور موسم سرما میں آدمی ناست کے وقت
نہر سے مثل کر کے یا وائے میں شول جوتے تھے۔ اگر شب میرے گھر آتے تو نماز وغیرہ
ادا کرتے تھے۔ سفر دلی میں آپ کے ہمراہ عفا و ان آپ نے حضرت نظام الملک و ان
حضرت قطب الدین بختیار کاکی۔ حضرت امیر خسرو۔ چہرہ پر سجے کے مزارات پر
حاضری دی تھی۔ عفا و ان خلع مظفر نگر بھی گئے۔
پاکستان میں پائین شریف، جن پیر شور کوٹ، حضرت سلطان باجوہ۔
حضرت امام برہنہ نور شاہان، سیون شریف، عبداللہ شاہ غازی کراچی وغیرہ
مقامات پر آپ کے ساتھ تھا۔

مخدوم نوس پلاٹ نمبر ۱۱۹، تاج پورک عامر روٹ شاہ باغ لاجپور کہتے ہیں کہ میں
آپ کی خدمت میں پہلے پہل مسئلہ میں حاضر ہوا اور میرے متاثر ہوا۔ آپ کوئی
دفعہ میرے گھر شریف لائے۔ حاجت مندوں کو نقش تھوڑے وغیرہ کھجور دے دیا
کرتے تھے۔ کئی دفعوں کے ساتھ سفر پر گیا۔

شیخ حسین، مین بازار گراڈی لاجپور کا بیان ہے کہ وصال سے چھ ماہ قبل آپ کی
خدمت میں حاضر ہوا اور مرید ہوا۔ میں آپ کا آخری مرید ہوں۔ سب شریف اور بالکوت
کے سفر میں آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ سبب الوداع تھے۔

مخدوم علوان اقبال ٹاؤن لاجپور کہتے ہیں کہ مسئلہ میں آپ کی خدمت میں
مجاہد شروع کیا چھ روزہ کی جاگہ واپسی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے وہاں خدا
مجھ سے رہے ہیں آپ کے ساتھ کراچی اور حضرت سلطان باجوہ گیا تھا۔

بشر احمد - د مالہ - نند نارودل کا کہنا ہے ۔ کہ آپ مستجاب الدعوات تھے
اور آپ کی بہت کرامات ہیں ۔

در حسین شاہ رکن منگرنی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں اہل تشیع سے
تعلق رکھتا تھا ، مگر بعد میں جب آپ سے ملاقات ہوئی تو اس وقت آپ شیخ
کے درخت کے تھے ۔ آپ کی روحانیت سے متاثر ہو کر میں آپ کے دھارمک
آپ کا عقیدہ نہ دیا ۔ جب بھی ہم آپ کے قدم دبا کرتے تو والدین کی خدمت
کیا کرو ۔ مگر وہیں جیت کر لی ۔ شیخہ میں حبیب میں اپنے والد کے ساتھ بکریاں
چرانے ہمارا تھا تو آپ کو متروک ہوا درخان میں دیکھا کرتا تھا ۔ ان کا کہنا ہے کہ
اس کے پاس اپنے چرومرشد کی کئی ایک تحریریں ہیں ۔ جن میں جھوٹ ، شراب نوشی
اور زنا کاری جیسی لغتوں سے بچنے کی تلقین ہے دوران قیام کویت آپ کا خط
واٹ بھی جاتا تھا ۔ ایک دفعہ فرما رہے تھے ۔

- ۱۔ اپنے بیکر کو غائب میں دیکھنا زندگی کی علامت ہے
- ۲۔ اپنے بیکر کے بتائے ہوئے ملاقات کو یاد کر لینا دنیا بروری کی علامت ہے
- ۳۔ ہر وقت مرشد کا تصور دہر زیادہ کرتا ہے ۔
- ۴۔ مرشد کے نقش قدم پر چلنا اندیشہ غم دور کرتا ہے ۔
- ۵۔ ہمیشہ پاک صاف رہنا چاہیے ۔
- ۶۔ چنے بھرے اٹھے میٹھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دل میں پڑھتے

رہنا چاہیے ۔

۷۔ مرشد کا اسم اعظم ہے کہ بیکر زبان پر ہر سانس میں لانا اللہ کرے ۔

محمد جاگیر بھٹو چوک نامدار میں پورہ لاسرکتے ہیں کہ میں نے سرفراز میں
ہجرت کی ۔ آپ نے مجھے نامدار وادی کی نصیحت دی تھی ۔ پھر مجھے منسل کر کے رات
کے دن گیارہ بجے میرا گھر میں لے کر آئے اور کچھ عرصہ رونٹ لایا اور پتے
پیش کیے دوزخو ہو کر مر گیا ۔

ڈاکٹر محمد لطیف شاہ روضہ پر رہتے ہیں پتلے روضے میں ملازم تھے پھر آپ کی
محبت آپ کے پاس لے آئی اور آپ ہمیں سے ہو کر رہ گئے ۔ آج تک آپ دہلیہ
کی خدمت پر ہر وقت مستعد رہتے ہیں ۔ آپ کا دستور ہے کہ کچھ لنگر سے کھاتے
تھے اس کا حساب رکھتے تھے اور مینہ گذرنے پر اس رقم کو جمع کر دیتے ہیں ۔
آپ بہ جذبہ سرگرمی کی حالت ہے اور روضے الہی پر مبرور شکر کرتے ہیں ۔

عبداللطیف مین بازار رام گلی لاسر کا کہنا ہے کہ اس نے لاسر میں ہجرت کی
ملا کہ اس سے کئی سال قبل میرا آنا ہوا تھا ۔ آپ دو دفعہ میرے غریب نہ پڑھتے
لائے تھے اور نماز کی بہت تاکید کرتے تھے ۔

صوفی نذیری الدین عباس منزل ، عباس شریف ، عالمگیر پورک نواں کوٹ لاسر
کا بیان ہے کہ میں منسلک میں آپ کے پاس حاضر ہوا ۔ آپ کے ساتھ میں سیون شریف
جو صاحب شاہ بابا پشین شریف ، حضرت سلطان بابا بکر ساگرٹ ۔ امام بڑی
گیا تھا ۔

حاجی بشیر احمد ٹون شپ لاسر بیان کرتے ہیں کہ میرا آپ سے ۱۹۵۴ء میں

۱۹۷۷ء تک مکمل رابطہ رہا۔ ۱۹۷۷ء سے ۱۹۷۹ء تک مکمل رہا گیا۔ آپ وہاں میں
مہرے گھر نشتر لیتا کرتے تھے۔ حیدر آباد بھی جاتے تھے۔ کھنڈ الغلوب اور
مستجاب الدولت بزرگ تھے۔ حیدر آباد البغی پر لائیٹنگ وغیرہ کا بہت اچھا انتظام
کرتے تھے۔ گھر میں قسیم کا مہمان تھا۔ بے شمار لوگ آتے اور اس کا پی چاہتے۔ لے جاتا۔
فران پاک کی آہستہ آہستہ کرا اس کی تفسیر بھی کرتے تھے۔

محمد سرشار درس و تدریس کا جہان چھوڑ کر لاہور آئے تھے۔ آپ میرا آپ سے ۱۹۵۵ء
سے رابطہ تھا۔ مگر بہت وقفہ میں کی۔ آپ میرے گھر میں دو دفعہ نشتر لیتے
لے گئے۔ مجھے بھی سنے تھے۔ میرے گھر کے کمرے کی۔ میری اور کویت میں حبیب عفا و کائنات
بھی آپ کے خطوط جاتے تھے جن میں ملازروہ کی تکلیفیں لکھتے تھے۔ آپ نے
مجھے چشتیہ اور او کی اجازت بھی دی تھی۔ قرانی بھی لکھتے تھے۔ خزانہ لغت
فتح علی خان بھی آگاتا تھا۔ محمد رفیع کے گھر سگھ پورہ میں قرانی پوچی جن میں
عزیز میاں گراچی والا آتا تھا۔ آپ نے اس کی قرانی بھی سنائی۔

خواجہ محمد عارف شیری ریوے روڈ گوالدشتی لاہور کا کہنا ہے کہ وہ اپنے کئی
اکب ساتھیوں کے ساتھ اکثر و بیشتر رہا۔ آپ کو مجھ کو بی عادت
میں پایا۔ آپ مجھ کو باندھن بزرگان میں سے تھے۔ اور جوں میں آنا کہہ گندرتے اور
لوگ اپنی اپنی عقل و فراست کے مطابق اس کا مطلب نکال لیتے۔ لوگ آپ کے
پاس دعا و برکت کے لیے جایا کرتے تھے۔

محبوب احمد بہت ۲۳۳ جی ٹی روڈ نزد کوہ پورہ شہر لاہور کے ہیں کہ

(۱) اکب دفتر ہماری مجلسیں گم ہو گئی تھیں اس کو کئی دن تلاش کرتے رہے مگر
نہ ملے۔ ایک دن ہم تیر کی طرف آئے تھے تو دیکھا کہ ایک درویش سات آٹھ گرم کوٹ
پہنے اور دونوں کے بوط پہنے بیٹھا تھا۔ حالانکہ گرمیوں کا موسم تھا میرے والد
صاحب اور میں آپ کے پاس گئے اور اپنی تکلیف بیان کی۔ آپ نے فرمایا گھر جاؤ
مجلسیں خود بخود گھر آجائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مزید بیان کیا کہ آپ کو ہم ہر ماہ کئی گھنٹے نہیں رہتے تھے۔

۱۹۷۷ء میں میں وہاں سگھ کا چم میں بی ایس سی کا طالب علم تھا اس زمانہ
میں مجھ پر قتل کا کیس بن گیا۔ میری والدہ اور نانی مائیں صاحبہ کے پاس گئے اور
میری نانی کے لیے است کی۔ آپ نے فرمایا کہ جہاد ہے۔ جہاد میں تارخ اور فرائض قوت
تیری ہو جائے گا۔ اور تھیکا سی تارخ اور دن کو میری بریت کا حکم عداوت سے
صادر کرنا۔

اکب دفعہ آپ نے میری نانی کو جو اندرون دہلی دروازہ رہتی تھی کہا کہ مہار
مکان مل جائے گا۔ اور تم نائے کے عاوش میں مہار آؤ گی۔ ایسا ہی ہوا۔

دعوات سے تقریباً تین ماہ قبل مارشل لا کے دوران آپ مجھ کو کھانے کے لئے
کے دفتر واقع لارنس روڈ گنگو گھر رہا بند کر جاتے رہے۔ اس دوران برنگیڈ پٹر
اور کرن آپ کو سلام کرتے رہے۔

میری مشیر کے گھر اولاد نہ تھی تھی پھر پانچ بیٹیاں ہوئیں جم آپ کے پاس پہنچے
آپ نے دعا کی اور اس کے بعد وہ بیٹے تمام پیدا ہوئے۔

۱۹۷۷ء میں میری خاوندی دہلی جہاں میں جاتا تھا میں جوتی، آجکی دھار پورکے
دور کے اور اکب ٹوکی پڑا ہوا۔

پھر کہا آپ کے چور پرے احسان ہیں مجھے تو کسی نہ ملتی تھی۔ آپ سے عرض کیا تو فرمایا کہ تم گھنگھوڑے ساتھ جاؤ گے چنانچہ کئی جگہ لوگوں کے بعد میں دیوے میں ملازم ہو گیا۔ اس وقت سے اس ملک میں سروس کے بعد میں انجی وادو برکت سے فرمیں ہو گیا ملا کر طے میں ایسی کوئی مثال نہ تھی۔

حاجی شیخ محمد عیسیٰ اور ترقی وادو شیخ عبدالعزیز رام لگی لاہور آئے تھے کہ وہ خدمت میں رہے۔ اس وقت سے ہائے تھے۔ جس زمانہ میں میری رفاقت تھی گھر شالامہ ملازم میں تھی۔ اس وقت آپ نے کہا کہ تم کہاں اپنا مکان بناؤ۔ چنانچہ میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق بنایا۔ حالانکہ میرے پاس پیسے نہ تھے۔ اور آپ کئی دن وہاں رہے پھر مجھے مقبرہ مبارک خان میں لے گئے۔ جہاں ایک کھڑکی میں آپ کی رفاقت تھی ایک دن میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ گیا تو آپ ایک دیوار سے کبھی باہر نکلتے اور کبھی دیوار کے اندر چلے جاتے تھے اس وقت آپ کے پاس من آتے تھے۔ اور جنات آپ کے گھر دل میں تھے۔

سلسلہ میں میں لندن میں تھا۔ وہاں آپ کا خط ملا۔ جس میں بابا جی نے لکھا ہے کہ تم میرے سرپرست رہو مجھ کو خطاب نہ لکھنا کیونکہ میں امیر شریف جا رہا ہوں۔

ایک دن میں اور بابا جی آپ کی خدمت میں نہر پہ گئے رات کا وقت تھا۔ آپ اُٹھ کر پہلی طرف چلے گئے میں بھی اندھیرے میں آپ کے پیچے ہو گیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی گردن ہی نہیں ہے دوسری دفعہ آپ کے جسم کے مختلف اعضاء کو بھرے دیکھے حب واپس آکر بیٹھ تو میں نے کہا کہ کیا میں آپ کو غوث کہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا

ہم نے دیکھ لیا میں نے ہاں میں جواب دیا تو فرمایا کہ تم چاہے غوث کہو مجھے مطلب

شروع شروع میں آپ ظہیرہ خاتون کے اندر گرو گشت کیا کرتے تھے اور آپ کے کپڑے کے خزانے کے عقب میں چھپ جاتے تھے۔ یہی وہاں جا کر ڈبے دیکھ کر کوئی پانچ روپے کا نوٹ نکال لیتا تھا کوئی دس روپے کا۔ حالانکہ اس وقت دو آنے کا چارے کا کپڑا تھا۔ میں نے یہ بات آپ سے دریافت کی تو فرمایا کہ بچے نوٹ نکال لیتے ہوں گے۔

ایک شخص غلام محمد نے اولاد نہ بننے کی خواہش کی آپ اس کو ستر گنہ میں آئے اور سونے کا طہیر دکھایا۔ اس نے کہا مجھے سونا نہیں چاہیہ۔ لڑکا چاہیہ چنانچہ لڑکا ہی ہوا۔

علی اعظمی مدنی شاد باغ لاہور کا کہنا ہے کہ میں اور میرا والد آپ کی خدمت میں اکثر جایا کرتے تھے اور ہم کو آپ سے بے انتہا شغف پہنچا۔ حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں جانا سلسلہ سے ہوا۔ اور اس کے بعد سلسلہ جا رہا تھا اور آپ ہمارے ہاں بھی تشریف لائے۔ آپ ہماری کئی مدد فرماتے تھے انکی کرامت بے شمار تھی۔ آپ کی غذا بالکل معمولی تھی ہم نے کبھی ان کو ادھی یا چمٹائی روٹی کھاتے نہیں دیکھا۔ زیادہ سے زیادہ دو تین فرسے کھاتے تھے۔ ان کا محبوب مشروب چائے تھی۔ ہمارے گھر سے ان کو بہت محبت ہوئی تھی اس لیے وہ جب مرضی ہوئی بغیر بتائے چلے جاتے۔ اپنی پہلی طاعت کا ذکر کرتے ہوئے علی اعظمی مدنی نے فرمایا کہ وہاں رہا کرتے تھے۔ ان کا کھانا لکڑی کا ٹوکڑا اور لکڑی کے ٹوکڑے تھے۔

حبیب بن اپنے والد صاحب اور ایک رشتہ دار کے ہمراہ گنبد نواب بہار و خاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ گنبد خالی ہے ایک آدمی نے یہیں گنبد کے اوپر والے حصے کا ایک سوراخ جو کہ تقریباً ایک آدمی کے گزرنے کا راستہ ہے - بتلایا میں اور میرے والد میرے ہمراہ رہے اور بروالی جگہ پہنچے چونکہ اس سوراخ سے اندر جانا آسان نہیں ہے اس لیے میرے والد نے مجھے اٹھا کر اوپر چڑھایا اس زمانے میں میں ساتویں حاجت کا طالب علم تھا۔ اندر چڑھ گیا اور فوراً ہی خوف کے دے باہر کھجکا۔ جیسے ہی میں پھر اندر داخل ہوا میں نے ایسے ایسے وسیع الجیز ہاؤز جن کی اشکال اپنے ٹاں کی چھکیوں سے ملتی تھیں، دیکھیں۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ساتویں صاحب کے ساتھ ہی سردی بھٹیں اندر انحصار تھا۔ اس لیے داخل ہوا لیکن اور خطرناک تھا۔ جب اونچی آواز سے پکارا گیا تو آپ تین چار گرم کوٹ اور تیندہ بانڈے نمودار ہوئے۔ اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو میں نے اپنی حاجت بیان کی تو آپ مجھ سے ساتھ ہی بیٹھے اترے اور جاری بات کئی۔

آسمانہ دار غوثیہ کے الحاج پیر مظاہر شاہ مدنی، عربی، فاضلی، قادری دونوں میں فی تحصیل عبداللہ متلع سرگودھا بیان کرتے ہیں کہ حضرت ساتویں صاحب نہایت کامل بزرگ تھے اسان کے دیار میں جا کر کوئی شخص نامراد نہیں آتا تھا آپ اپنے خط عمرہ پڑھا سکتے ہیں کہ آپ وہی کامل تھے۔

ڈاکٹر علی محمد فاروق، ڈپٹی سروس ۱۰ ملازمہ اقبال روڈ لاہور کا کہنا ہے کہ سلامت پورہ سے آتے وقت ہم اکثر آپ کو گھر کے کنارے بیٹھے دیکھتے تھے جہاں سے بہت سے حاجت مند اور دوسرے لوگ حاضر رہا کرتے تھے۔ آپ

نہایت بزرگ تھے اور آپ کی خدمت میں بیٹھنے کا وقت بھی ملا۔

ڈاکٹر حسین شاہ کا کہنا ہے کہ ایک دن آپ نے مجھے ایک ہزار روپے دیئے کہ وہاں غریب عورت جو ایک امیر عورت کے ساتھ آئی تھی کہو کہ آؤ۔ میں اس امیر عورت کا گھر جاتا تھا۔ وہاں گیا اور غریب عورت کے گھر کا پتہ پوچھا اس نے بتا دیا جو چچو صاحب دھرم پورہ میں واقع ہے میں اس کے گھر گیا اور اس کو رقم دی اس کے کہا کہ میں وصال قبل حضرت ساتویں صاحب کے پاس گئی تھی کہ میری زندگی کی ٹاوی بتا دو میرے پاس انتظام نہیں ہے کل ٹاوی ہے اور آج آپ نے رقم بھیج دی۔

فاروق ملک و محمد اسماعیل ماڈل ٹاؤن مالے بیان کرتے ہیں کہ میرا والد حضرت ساتویں صاحب کا مرید تھا۔ ان کی ملاقات ۱۳۷۷ھ میں ہوئی ان کا کہنا ہے کہ میری خالہ کے گھر اولاد نہ ہوئی تھی اس طرح میں میں گزرتے گئے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا کہ اولاد نہیں ہو سکتی جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اولاد ہوگی۔ چنانچہ ایک سال بعد ان کے گھر لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حضرت ساتویں صاحب نے غم رکھا۔ وہ مرہم دیکھتے ہیں کہ میری ملاقات ۱۳۷۷ھ میں ہوئی جب کوئی مصیبت زدہ یا خورندہ آدمی آپ کے پاس آجائے تو دل نہ بچتے ہی اس کا سارا خوف جاتا رہتا۔

ان کا کہنا ہے کہ میری والدہ نے بتایا کہ جب وہ آپ کے دیار میں حاضر ہوئی تو وہاں ایک عورت حضرت ساتویں صاحب کو کہہ رہی تھی کہ مجھے حج کرنا وہاں سے لیا

کہ ثابت ممکن نہ کر سکا۔ چنانچہ وہ حج کے بعد آپ کی خدمت میں آئی قرآن سے کہا کہ میں نے آپ کو حج کر کے دیکھا ہے۔ چنانچہ آپ نے اس صورت کو آئندہ اپنے پاس آنے سے منع کر دیا۔

شیخ سلیم اللہ ولد شیخ رحمت اللہ دھروانی کا بیان ہے کہ حضرت ساتیں صاحب سے آپ کی کائنات سے پہلے سے کوئی شے میں بھی آپ نہیں پرہیز کرتے تھے۔ سنا ہے کہ میں چارپائی پر بیٹھ کر سب سے پہلے آپ سے فرمایا کہ اگر حضرت اللہ تعالیٰ اس کا بہترین نعمت بدل دے گا۔ چنانچہ اللہ کی مہربانی اور آپ کی دعا و برکت سے پورا تہ ہوا۔ آپ لورانی چہرہ اور برہیل غفلت کے مالک تھے۔ ہزار ہا استغاثہ نے آپ سے فیض و برکت حاصل کیے۔ جناب شمس کرم الہی چمن جرویل تھے قرآن کے پاس گئے تھے۔

علامہ دورقزی شیخ ولد محمد علی قزلباشی حلی یہاں نال الملہ و نوحی در ولہ لا اور کہتے ہیں کہ حضرت ساتیں صاحب سے ان کی پہلی ملاقات ۱۹۱۰ء میں شہر شہر کے خدمت سے کچھ عرصہ میں ہوئی ہے کیا دیکھ سکتی ہوئی۔ شہر در ولہ جانا تھا اور آپ بھی پر خصوصی مہربانی فرماتے تھے۔ اکثر بار سے گھر ان کا آنا جانا تھا۔ ان کا کام میں آپ کے عہد سے بارہائی آدمی اور درویش آتی تھیں سکھیں گھوڑیاں، رکشا، موٹر سائیکل اور سائیکل ٹرک پر کھڑے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ساری مادی رات لوگوں کا اردو نام رہتا تھا۔ ان کا مزید کہنا ہے کہ میرے کمرے کے کمرے میں آکر کھڑے رہتے تھے۔ میری بیوی بچے وہاں گئے ہوتے تھے۔ میں نے ان کو لانے کے لیے آپ سے اجازت مانگی تو فرمایا کہ ہم بھی تنہا سے ساتھ چلیں گے تم یہاں ہی رہو۔ صبح میرے ساتھ چلنے کے لیے روانہ ہونے لگے تو فرمایا تھا کہ میرے سامنے ہیں گھر ان کا اشارہ نہ سمجھ سکا۔ بہر حال ہم آکر ٹھہر گئے۔

طرف روانہ گئے۔ جب گجرات سے آگے میں میل کے فاصلے پر کوٹہ پہنچے تو ایک بڑیل میں چائے پینے کے لیے بیٹھ گئے۔ اسی درلان دکان میں سے گاؤں کا ایک آدمی آیا اور اس نے کہہ کر تھا کہ میری بیٹی آج صبح لاہور روانہ ہو گئی ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا کہ تھا کہ تھا کہ میری بیٹی میرے سامنے تھی۔

میری شادی کو تین ماہ ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ گھر میں پیدا ہو گا۔ قرآن کا نام نکلام فرمادینا اس زمانے میں آپ خدمت کی حالت میں تھے کئی ماہ کے بعد ایک دن میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ آپ نے مجھ کہا کہ لاہور میں شہر شاہ ولی آگیا۔ شام کو جب میں گھر آیا تو میری بیوی صبح حالت میں تھی اور بچہ پیدا ہونے کے کوئی آٹھ دن تھے۔ یہ ایک رات کو در ولہ ہوا اور لاہور کو لاہور لایا۔

جس زمانے میں میں دبی گیا تھا تو آپ میرے ساتھ مجھ کو ہوائی جہاز پر چڑھانے کے لیے کراچی گئے تھے میرے گھر کا سرچر سے خیال نہ کرتے تھے۔ جیسی اور کویت گیا تب بھی آپ کے خطوط کا تادمہ طور پر مجھے دیاں موصول ہوتے تھے جو اب بھی میرے پاس موجود ہیں۔

ایک دفعہ ہم باہان پورہ سنگھ پورہ کی طرف گھر سے شاہ در ولہ پر چلائے تھے تو باغ و چراغ دیکھنا تھا کہ آگے دھڑکی طرف ایک قبرستان میں ٹک گئے۔ اور فرمایا کہ میں نے جہالت کی کچھ مثال یہاں بھی لے لی ہیں اس وقت یہ بائبل بھلا آباد در ولہ میں تھی آپ ہر جمعیت کو دعا دے رہا تھے۔

میرزا عیسیٰ عیسیٰ الدین صاحب کی واقفیت تھانہ گوانڈری سے قریب یعنی وہ مجھ سے پانچ سو سال قبل آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

چودھری محمد حسین اسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سائیں صاحب کی خدمت میں وہ پہلی بار ۱۹۵۵ء میں حاضر ہوئے اور ان کے دھاتی کھمبہ بلبرجائے رہنے جنہیں وہ اور آدمیوں کے ہمراہ لگایا تھا۔ تو آپ گنبد میں نہایت تم مغلورہ اور انگریز حکمران کی مثال میں گئے۔ مگر وہ نہ ملے۔ دوسرے دن میں آگیا لگایا۔ تو آپ سے ملاقات ہو گئی اس وقت آپ کے اور گورنمنٹ ایک ہی اور برصغیر تلخی مٹیں کچھ دیر بعد آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ برہمچاری فیس سے میرے چلنے والی مکان پر لے گئے چائے پی اور میں وہاں رات کے دو بجے ٹھہرا۔ مجھ پر سے ساتھ سمندر اس روڈ (پننگو روڈ) تک آئے اس زمانے میں آپ گنبد میں سوئے تھے اور صبح میں ہی پڑھا کرتے تھے۔

آپ ہر حاجت مند کی مدد کرنے سے تھے میں ہسپتال میں آپ کی بیماری کے دوران گیا۔ اور جائزہ میں بھی نہ رکھنا۔ نہایت سنی اور فاضل طبیعت کے مالک تھے رات دن خلعت خدو میں رہتی تھی۔ اس لیے آپ کو سونے کا وقت بھی نہ ملتا تھا نہایت کم خوراک اور کم لباس تھے۔ آپ نے بعد از مرگ نہ چھپسٹکار پوریشن کی بہت مدد کی تھی۔ آپ اکثر مہمانی صاحب میں بھی گشت کیا کرتے تھے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں کراچی میں تھا تب انہی میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا رات زیادہ سو گئی صبح بھٹ کی چینگ تھی۔ مختار مسعود شتر لاس روڈ پر تھے

آپ نے مجھ سے کہا ہے دیا۔ ان کے دن جب میں دفتری نوٹس بہت کم رہتے تھے میری نوٹس کم شتر صاحب ہمارا کیا کہیں گے۔ مگر شتر صاحب نے کہا کہ سارا سال تم ڈیوٹی دے رہے ہو ایک دن میں نے آپ کی جگہ ڈیوٹی دے دی تو کیا ملے۔

ایک دفعہ کارپوریشن مجسٹریٹ آپ کو گورنمنٹ کے ساتھ پڑھنے لگے آپ نے اس کی شہرہ مخالفت کی۔ بالآخر انہوں نے آپ سے معافی مانگی اور عزت سے رخصت کیا۔

ایک دفعہ میرے ساتھ داتا دربار گئے ہم پہلی سو گئے رات دو بجے تک چلے پہل میں کئی جگہ آپ سے ملاقات کے لیے آئے۔ آپ ہر ایک سے معافی مانگتے تھے اور ان سے خوش دلی سے ملتے رہتے۔ پھر مجھ سے کہا کہ کیا تم نے داتا صاحب کو دیکھا ہے میں نے اپنی نانی علی کا اظہار کیا۔ تین بجے رات کے بعد واپس آئے۔

ہر معاملہ میں حاجت مند اور مسکین افراد کی مدد کرتے تھے۔ فائدہ صریح کی تمام کتابیں جانتے تھے۔ ہندی مولانا دوم گھنسان پورتن، شیخ سعدی اور علامہ اقبال کے اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔ میرا گورنمنٹ کے سامنے کچھ بنوں میں چھپنے کا کالج کے پاس مزار ہے۔ وہاں خانہ خانی کی اور فرمایا یہ کس دلی اندہ کا مزار ہے۔

میرے بیٹے محمد الیاس کی ولادت سے قبل ہی آپ نے کب داتا صاحب سے ملنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس کا نام محمد الیاس رکھا۔ داتا صاحب کی جگہ میں آپ کہاں ہی تھے

اور فرمایا کہ سننے کے دشمن کو مرنے کی گمانی پڑے گی۔

بشرِ احمدیؑ و لدہ مرزا محمد طفیل۔ مثل شرمِ گل گیتی ساکن اسلام پورہ لاہور
 بیان کرتے ہیں کہ حضرت پر صاحب قبلہ سے ان کی ملاقات ۱۳۹۵ھ سے ہے
 جس وقت کہ آپ گندے شکل کر کھانک پر آ گئے تھے اور کپڑے کا درخت تھا
 اس وقت آپ لنگوٹی پوش تھے۔ بے شمار آدمی وہاں بیٹھے جہتے تھے اس وقت
 آپ پر عینِ زینت کا دور تھا۔ سر کا عالم تھا۔ بھوکو چھدری چارٹ دین بلور جی
 چٹابیم الہی چٹان موجرہ جس کی نیکوئی کے لگیا تھا حبیب آپ لوگوں سے
 قادر تھے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تیرا میرا مریہ مریہ
 حاضر ہوا تو دیکھا کہ تم کب میرے مریہ ہو گئے تیری دفعہ حاضر ہوا تو فرمایا کہ میرا
 مریہ ہو جا۔ میں مسند متعز، سید جانا، گڑھی، مہدی، کھڑا کالے رنگ کے
 بوٹ۔ جلاب، استیج، ورمال، خوبوہ چار سیر لٹوے کے حاضر خدمت
 ہوا۔ میرا لٹکا اور چارٹ دین بھی ہمراہ تھے۔ آپ کپڑے پہن کر وضو کرنے چلے
 گئے۔ وہاں اگر کثرت بند سلسلہ میں صحبت کیا اور پادشاه دلی کو نشہ نہیں
 کر گیا تاہم سننا۔ تبا کو نہیں پینا۔ نماز روزہ کے باندہ رہنا۔ خدمتِ بندگی پر
 عمل پر اصرار۔ پھر مصافحہ باجی گئی۔ اور مرید بننے کے لیے سبھی مبارکباد دی۔

ابک دفعہ میرے گھر شریف لائے میری کچی ٹانہ پر بار سنی۔ بظاہر کے تندرست
 ہونے کا امکان نظر نہ آتا تھا۔ آپ ماری رات اس کی چارپائی کے پاس بیٹھے رہے
 میں ہم بے فرمایا کو بخاری کچی پڑ گئی۔ آپ نے فتاویٰ الہیہ۔ فتاویٰ الرسول۔ فنا فی
 اللہ۔ فنا فی الوجہ وادہ لقا ہائے مذہبی مثلاً زلزلے کی جھٹکیں۔

ابک دفعہ آپ نے دو لاکھ کچھ نہیں کھایا تھا۔ آپ کے پسینے سے نہیں
 آتی تھی سب ہسپتال جاتا رہا۔ لیکن نماز جنازہ پھر سے پتلا۔ کھڑ چک سنی میں ملتی
 کی دکان سے دو تائیس خرید کر لاتے تھے اور حاجت مندوں کو دوا تیار کر دیتے تھے
 دکان پر بھی آتے۔ اور پھر دہلی قیام کرتے۔ رات بارہ بجے آپ کو پنج دے دیا
 جاتا۔ اس پر بیٹھ جاتے اس دوران صبح تک بھروسے مذکی جھنوی حاضر ہوتی اور
 آپ کو سلام کرتی اور پھر دو لوگ چلتے تھے۔ میں مرد کائنات حضرت محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بالک کر چکا تھا۔ ایک دن مجھ پر ناراض ہو گئے
 تو فرمایا کہ میں آج عزم کو مکمل کر دوں گا۔ میں نے سر کھد مریہ کا واسطو دیا۔ خدا کا کرنا
 اسی وقت چھدری محمد حسین بھی اور دوسرے لوگ آ گئے اور آپ کو کہیں بس بٹھا
 کر لے گئے۔ جب میں شام کو گھر پہنچے کہ کربا تو فرمایا کہ تم بڑے خوش نصیب ہو
 کو فقیر سے ہن گئے۔

جب میرے سرکار پر پیش ہوا تو داکٹر لڑی اور ڈاکٹر اعجاز فرما پر پیش میں مصروف
 تھے مجھے بے ہوش کر دیا گیا۔ مگر مجھے ہوش تھا اس وقت ایک کالی بھیجی گئی تھی۔
 تو اس پر پیش کے دوران میں ڈاکٹر لڑی کو دیکھا پادشاه دلی کے اس طرح کرواس
 طرح کرو۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ حبیب آپ کا عائد ہوا۔ تو آپ مجھے بھی اسی
 کمرہ میں داخل کیا گیا۔ بیڑہ نمبرا۔ کمرہ نمبرا۔ ۱۰ ارستان المبارک۔ اس موقع
 پر ڈاکٹر اعجاز بھی وہاں تھا۔

میرا لٹکا اور میں احمد فضل حبیب ایلان گیا خود بخود میری پہلی کے کام میں
 مصروف تھا کہ ایک انگ اس میں چھین گیا۔ اس کا کہنا ہے کہ میں نے آپ کو بار
 کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بچالیا۔

آپ ملاقات اولیا سے لاہور میں شریف سے باہر گئے تھے۔ ایک دن وہاں سے دیکھا کہ گدنگ زب سے آپ کا گھریاں پڑا ہے۔ میں اپنے گھریاں سے یہ دیکھ کر اس کو جھڑپ کر لیا۔ اگلے دن جب میں سرکاری خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ اورنگ زیب کا رضا رسوا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اس کو گھڑ پڑ نہیں مانا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اس سے آپ کے گریبان کو گھڑ پڑا تھا۔ حضرت پر محمد جیات پیا کوئی کے ہاں آپ سے ملے احمد علی جی۔ مرنو کچھ میں کہیں نے پھر وہیں ملاں والا تالاب جہاں کا رقبہ ۱۰ کھنل تھا آپ کے رفقاء پر *SEAS* پر لیا تھا اور *FISH* *FARM* قائم کیا ایک دن میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ کبھے وہاں لکھنؤ سب آپ نے فرمایا مختاری مرضی۔ چنانچہ مجھے ہدیہ رقم حاصل ہو گئی۔

سرکار سے پہلے ہی بنا دیا تھا کہ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۶۶ء میں چاک بھارت جنگیں ہو گئی اور یہ راجنات ٹھہر پڑے ہوئے تھے۔

پھر بنا باکو تاج دین تھا انی آپ کے پاس رہتا تھا اور آپ کے ساتھ سو باہر تھا اس کا بیان ہے کہ میں جاگ بھی رہا تھا اور گورگی کی حالت طاری تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ پھری سے کر میلو پیٹ چاک کر رہے ہیں۔ آخر یہاں صاف کیں اور پہن نکال لیا اور پھر اس طرح پیٹے درست کر دیا۔ ایک ماہ تک بیمار رہا۔ قودہ کہا کرتا تھا کہ ہم دن کو لاہور میں اور رات کو کھنہ پٹ چاک میں ہوتے تھے۔

بر محمد رفیع ولد محمد دین۔ بہار شاہ کافرانی۔ مختار بیان کا کہنا ہے کہ معترض۔ سائیکس و ہیکس بنڈ سے ان کی صافقت ۱۹۲۵ء کے لگ بھگ ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں آپ رہے کہ برقی قلاب کی مشین کے پاس کے گدوں کو کھینچنے کی کمر بستہ تھے

پھر کافی عرصہ نظر نہیں آئے۔ میری قلاب کے بعد گنبد نواب باورخان کے کہیں تھے پھر چانگ خیمو پر گنبد کے قریب ایک کہیں کے پاس آئے۔ ایک رات موسم سرما میں شدید بارش اور ڈھلے ہوا۔ میرا اندر سے گدڑا ہوا فوجیہ کہ آپ نے ایک سفید کپڑا اور صاف ہے۔ اور بیٹھے ہیں۔ میرے دل میں خیال گذرا کہ بسج ناس ورویش فوت ہو جائے گا۔ لیکن بسج جب آپ کو دیکھنے کے لیے آیا قلاب وہاں بسج سلامت تھے۔ پھر کبھی میں آتا تھا کہ ایک بیٹہ تھے آتا۔ پھر کہیں کے پاس سے گنبد کے طرف ہی نہر کے کنارے ایک شیشم کے درخت تلے چلے گئے۔ انان بعد کچھ عادت کے بعد میرے دوسرے کنارے شیشم کے درخت تلے آ گئے۔ ایک کچی بھونپڑی تھی پھر کبھی نے ہتھ تڑاوی۔ اس وقت آپ پر محمد و بیبت کی حاضرت طاری تھی۔ فرس پر ہو رہی تھی اور پھر پھر راجنات و فوجی تھا۔

میری کچی ایک بڑیاں جو کہ مذہبی قسم کی تھیں آپ کی نظر کرم سے دور ہو گئیں ۱۹۶۵ء میں آپ نے مجھ کو پانچ روپے دیے میں آپ کے ساتھ بیون شریف اور سیانکھٹ گیا تھا۔ آپ نے ایک دفتر مجھے اپنا نام دیا تھا۔ حراج تک میرے پاس محفوظ ہے

سکندر سلطان ولد محمد دین، موسیٰ روڈ، بان کرنا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں جھنگی میں ۱۹۶۵ء میں حاضر ہوا۔ میری بیٹی میں شدید درد تھا۔ جو کئی ایک جگہ علاج کرانے کے بعد رفع ہوا۔ چنانچہ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دیا جا۔ بیان کیا تو آپ نے نفیس کھد کر دیا۔ جس سے میری تکلیف دور ہو گئی۔ میں آپ کے ساتھ بیون شریف اور سیانکھٹ گیا تھا۔ ۱۹۶۵ء میں آپ نے مجھے فرمایا کہ میرا پر جو جا۔ میں چڑھی، قولہ اور ماہ و فوجی کے کافر میرے۔ آپ نے مجھے مرید کر لیا

کر کے آپ کو طلبہ چیز کھلا دی۔ آپ چلے گئے۔ کچھ سالوں کے بعد میری لڑکی
شدید بیمار ہو گئی اور عیال کی بینائی جاتی رہی۔ اس زمانے میں آپ حالت مجرب و بیت
سے نکل کر عالم صوفیوں میں آچکے تھے۔ لڑکے والے لڑکی کو طلاق دیتے گئے اور پہلے تھے
بہت علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہو سکا۔ بالآخر ایک دن میں آپ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ قرآن کو نہ پہچان سکا۔ مگر آپ نے مجھے پہچان لیا۔ اور کہا کہ کیا تکلیف
ہے میں نے ساری کیفیت بتا دی۔ آپ نے مہر بنا کر دیا جس سے بینائی واپس
آگئی۔ اسی طرح ایک دوسرے مجھے حضرت مولانا غلام علی کے بتایا تھا۔ میں سے تعفاری
لڑکی کو آرام آیا۔ اس سرے کا نام "میرزا غلام علی" رکھنا چاہیے۔



کرامات بعد از وصال

آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے خوارق و کرامات کا سلسلہ جاری ہے
اور بے شمار اصحاب نے بیان کیا ہے کہ وہاں کے خواص ہیں آتے ہیں اور اگر کوئی
انجمن یا مصیبت پڑ جائے تو ان کی رہنمائی فرماتے ہیں۔



کو تلبہ باز رکھنے سے افزودہ ہو کر کے ۔ ساتھ ساتھ اسے آسان کر کے ۔
 تشریح :- اسے دل کافی جو تجھ کو تیرا پروردگار اس شے سے جو میرے ساتھ
 ہے یعنی میرے علم میں ہے ، کفایت کرنے والا تجھ کو کفایت کرتا ہے دیکھ اور
 تکلیف سے ۔
 اسے ساتھ یعنی دل جو آسان کر کے ساتھ کی حکایت کرتا ہے ان اشعار
 کو سات بار روزانہ پڑھنا چاہیے ۔ پڑھے پڑھے وظائف سے بہتر ہے ۔



شجرہ شریف

حضرت پیرا شیخ محمد سادق نقشبندی لاسہری نے شجرہ میں شجرہ شریف
 ظائع کر ابا نقاشین کے چار کتب اقتباسات اس طرح ہیں ۔

دبا اور بیماریوں کے لیے یہ دعا پڑھیں :-

لَا حَسْرَةَ لِّمَن دُعا جِزا اور باد الحاطة
 انصطقتی والموتی وایضا دعا الحاطة

قاعدہ ورد وظیفہ :-

نماز فجر کے بعد رکرا رکرا کر سے فراغت کرنے کے بعد اپنے پیشوا کا تصور کرنے
 کے بعد سات (۷) بار سبحان اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں ۔
 نماز ظہر اور آگے کرنے کے بعد ستر (۷) بار سبحان اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں اور
 تین (۳) بار وَاَلِیُّمُ لَا اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ پڑھیں ۔
 نماز عصر کے بعد ۵ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کریں پھر سُبْحَانَ اَللّٰہِ دُعا پڑھیں
 (۱) دفعہ اور کریں ۔
 نماز مغرب کے بعد گیارہ دفعہ (۱۱) سُبْحَانَ اَللّٰہِ دُعا پڑھیں
 ہر نماز اور کرنے کے بعد روزانہ چھ کرناک بائیں طرف دل کے اوپر رکھیں اور

پرو خدا کا چہرہ مبارک تصور میں رکھ کر تین (۳) منٹ تک اس نام اعظم اللہ کا ذکر کریں
اس کے بعد گیارہ (۱۱) بار الرحمن الرحیم کا ورد کریں ۔

حنا کی مستح (۱۱) رکعت ملانا دیکھنے کے بعد روزانہ پورے ذکر الہی کریں
اس کے بعد قل شریف یعنی مورت افلاں ایک سو نو بار پڑھیں ۔

اگر صحیح کر سونے کے بعد کہیں کھلے گی تو ایسی حالت میں بارہ (۱۲) رکعت
تہجد کی غرض سے کہ جائے اور اگر نہیں دو تین رکعت کی نیت کریں اور ہر
رکعت میں ایک کل شریف پڑھا سکتے ہیں ۔ اس طرح تہجد کی غرض سے پڑھنے
کے بعد چارہ درود شریف کی تسبیح ادا کریں ۔

درود شریف چارہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِیِّ سَيِّدِنَا وَ عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ
وَعَلِّمْهُمْ دِيْنًَا وَ عَلِّمْهُمْ مَعَالِمَ الْمَعَارِفِ الْمُلْكِيَّةِ الْمُنَوَّلَةِ
بُرْسے کا مون کے نام پڑے ہوتے ہیں ۔ حفصہ ، گنبد ، قرین ، چلی ، علی ، کسی
کی چھپ کر باتیں سننا ۔ وہ کہے پورا کرنا نہ بھٹ کرنا ، جسے خیالی سے دینی
رکھنا ۔ ایسی سب باتوں سے غلام درویش اور بزرگان دین ، ہر روز پیشانی کے چہرا
تک ہوتے ہیں اپنے برے کام نہ کریں ۔

تک والدین کی اطاعت کریں اپنے پیروم خدا سے ڈر کر زمین کو کہیں ناراض نہ
موجا نہ کریں بیشک ای سرخنی اور خدا کی مرضی ایک ہوتی ہے ۔ اپنے پیرو جیسے دوسرے
پر کچھ ہر نہ سمجھے ۔ چاہے غرض کیوں نہ ہو ۔ ہر مرد خدا کا حضور دل میں ہے ۔ تک
کام میں عین جتن کی کوشش کریں ۔

پیشاء سلسلہ نقشبندیہ میں منع ہیں :-

حقہ ، چرس ، سواری ، ایون ، بھنگ ، مک ، چنڈ ، گانجا ، گریٹ ، شراب
پینے والے پٹے ، پٹو ، قبہ نقشبندی کی زیارت میں کر سکتا ۔ ان نشے والوں کے لیے
رہائے مغفرت نہیں ہے ۔ امام اعظم ، امام بخاری ، امام مالک ، امام احمد بن حنبل
کے مذہب میں رتے ہوتے ہیں ۔

اس شجرے پر چلنے والوں کو گناہ محمدی علیہ السلام یعنی ہے ۔ اور خدا کا
ملی آدم کو اور گناہ و فرما حکم کر ۔ اور درود شریف پڑھنے سے نگاہیں مٹی ہیں ،
اُمت کو چھریوں نہ چسپیں ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَ عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ

معصیت پڑھے جب درود پڑھو

یہ ہے اک دو اٹھان ہمارا بن

درود سلام نور نبی اقبال خرد و رشاق شریف پڑھتے چلے آتے اہد قیامت
تک فوراً فوراً درود زبان پر رہے ذکر و فکر ہوا الہی ہر وقت پڑھتے پھرتے نہ اٹھتے
بیٹھے دل میں ہے ۔

جو دم فاصل سو دم کافر

سائیں محمد صانی لاہور ۱۹۷۷ء



تعویذات و عملیات

حضرت قید سائیں محمد صادق نقشبندی اس طرح کہتے ہیں :-
 "مالی جنب قبل و کعبہ کی نیگو و رسائی اور ہر باقی سے یہ سنتے کھے جلتے ہیں
 پر درمژدہ محمد صادق صلیع ہزارہ ساکن کوئی ہالاسے بطور تکرار ذکر دیتے ہیں -
 جہاں سب حاصل کرنا چاہے تو حوصلہ اور بہمت سے ان کو حاصل کر لے۔ ورنہ بعد
 میں کچھ مانا ہوگا۔ عامل سے اجازت ضروری ہے یہ ہر مرن کے لئے ضروری ہیں کھتے
 دسے اپنے بند رہنا کا چہرہ ہلکے اپنے نظروں اور دل میں حاضر ناظر رکھے۔ گویا کہ
 پاس ہی تشریف افروز ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ نے بے شمار نقوش، تعویذ
 وغیرہ رکھے۔ لیکن ناگیدہ یاد رکھی کہ صرف ان کو عامل استعمال کر سکتا ہے اور دکانف
 مرید کر سکتا ہے۔

پہلے سے پچنے کے لیے

۸۴۶۱۸۳۶۱

۶۲۷۵۹۱۷۵

۳۹۲۶۳۹۲۶

۳۵۴۸۳۵۴۸

۱۶۵۶

۱۶۵۷

۱۶۵۲

۱۶۵۱۱۶۵۸

۱۶۵۵۱۶۵۳

۱۶۵۹۱۶۵۴

۳۷	۳۲	۳۹
۳۸	۳۶	۳۵
۳۳	۳۱	۳۰
۳۴	۳۰	۲۹
۳۵	۲۹	۲۸

۱۶۵۱	۱۶۵۲	۱۶۵۳	۱۶۵۴	۱۶۵۵	۱۶۵۶
۱۶۵۱	۱۶۵۲	۱۶۵۳	۱۶۵۴	۱۶۵۵	۱۶۵۶
۱۶۵۷	۱۶۵۸	۱۶۵۹	۱۶۶۰	۱۶۶۱	۱۶۶۲
۱۶۶۳	۱۶۶۴	۱۶۶۵	۱۶۶۶	۱۶۶۷	۱۶۶۸
۱۶۶۹	۱۶۷۰	۱۶۷۱	۱۶۷۲	۱۶۷۳	۱۶۷۴

۲۔ معشوق کا دعا آئے۔

اذا رزقت لکنت اذ رزقت لکنت الھکما - اکیس بار ہر نمونے پر پڑھیں۔

ہر ایک نمونے پر ایک ایک مرتبہ پڑھیں۔ اکیس نمونے ہوں۔

ہر ایک نمونے کو آگ میں ڈالنے کا حق ہوتا ہے ہر معشوق طالب کے

کا دعا آئے۔

۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳	۳۲
۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳	۳۲
۳۸	۳۷	۳۶	۳۵	۳۴	۳۳
۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۵	۳۴
۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶	۳۵
۴۱	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷	۳۶
۴۲	۴۱	۴۰	۳۹	۳۸	۳۷
۴۳	۴۲	۴۱	۴۰	۳۹	۳۸
۴۴	۴۳	۴۲	۴۱	۴۰	۳۹
۴۵	۴۴	۴۳	۴۲	۴۱	۴۰

یا خیر
یا اعلیٰ
یا نصیر
یا حامی
یا حمیم
یا ناصر
یا لطیف
یا عزیز
یا قیوم
یا قیوم
یا قیوم
یا قیوم

جب کوئی بیمار ہو کر چاہے یا وغیرہ کرے اور یہ نقش اپنی جیب میں رکھے
 کبھی خالی نہیں رہے گا۔

لطیف فیصلی لمبازی

تعویذ

فناح حاتا یا لطیف یا فناح

نزع غیب رزق رساں

یہ نفیس ہر مرحلے کے لیے اکسیر ہے !

826	812	894	89.	827
891	820	869	892	896
899	837	895	827	80.
826	821	811	898	822
890	829	827	827	811

چھوٹے مال واپس ہو گیا ، یہ

444 420 474 412 448 416 448 484

114 119 124 127 126 128 125 121

اگر مال واپس نہ ہو تو سرت انا اعطینا کہیں بار پڑھے۔ حرموں یا دارا فی پرتین
 آدم کہے اس کو ادب ان میں حاکم مان دلے گھر میں دھوئی دیوے۔

دکان مکان عالی کرنے کے لیے :-

۲۹- ۳۰ تاریخ کو اجترابر علی خان دوم کہے۔ اس کے مکان و کان
میں ڈال دے وہ غروی گھر کو کان خانی کہے گا۔
یہ نقش حبیب میں پرستہ مال کے سینے کے ۱۔

یہ نقش جیب میں برکتِ حال کے لیے رکھے۔

224

ل ط می ف

ت م ی ط ل

ل ف ی

ف ف ل ط

قُتُب کے سپرے

116 117

۲۴۳ مطلوب کا نام

142 170

2004

ف ت ا ح

ج اف يا طليح يا فتاح

روزہ کی از غیب سے خبر

ا ح ذ ت

معین علیؒ کی کا قول ہے کہ حَبِطْنَا الدُّنْيَا فَيَحْبِطُ الْكَرِيمُ دنیادوستی اور دنیا پر کام میں، باعثِ برکت ہے ہر مشکل پر ہر جگہ اس کو پڑھنا کہے۔ جیسے فرمایا
يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ ۚ الْيَوْمَ نَكْفِيكَ الْكُرْسِيَّ وَالْأَعْيُنُ تُحَدِّثُكَ أَحْزَانًا وَفُتُورًا
اے سو گھبراہٹ میں آج میں تجھے کرسی دے دوں گا اور آنکھیں تجھے غم و فتنہ سے آگاہ کریں گی۔
اور اس کا تفسیر علیؒ فرمایا اے آدمی :-

دوت	پريډو	وان	غپوگ	وان	حسک
مريډو	وان	هڙموگ	وان	حسک	الله
وان	غپوگ	وان	حسک	الله	وان
غپوگ	وان	حسک	الله	وان	پريډو
وان	حسک	الله	وان	پريډو	وان
حسک	الله	وان	پريډو	وان	مريډو
الله	وان	پريډو	وان	پڄوگ	وان
وان	پريډو	وان	مريډو	وان	

7 A 4



دور حبس خدایان میں قتل

مبغیوار شد حاضر آید

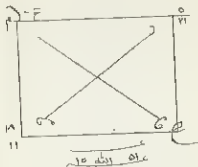
ک ۱۴ م ۱۲

حاصل کی زبان بند۔

سیاہ کا تہہ پکھلی ۱۶۵۸ ۱۶۵۱ ۱۶۵۶ ۱۶۵۲

۱۶۵۳ ۱۶۵۹ ۱۶۵۲ ۶۵۵۱۶۵۴

اگرچہ دودھ نہ پیتا جو اس کے گلے میں اندر میں۔



شقہ ہر مریض دیا ہے۔

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

۱۶۹۷۳ ۱۶۹۸۶ ۱۶۹۸۳ ۱۶۹۸۱

۱۶۹۸۴ ۱۶۹۷۹ ۱۶۹۷۴ ۱۶۹۸۶

۱۶۹۷۵ ۱۶۹۸۱ ۱۶۹۸۹ ۱۶۹۷۸

۱۶۹۸۲ ۱۶۹۷۶ ۱۶۹۷۴ ۱۶۹۸۸

اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

مہبت کے لیے ۱۵ زلزلات الارض زلزالہا ساری سورت نبولہ پودم کرے

سورت کے اعراس نہ ٹھکان لیری مہبت میں گرفتار مہور

حکام کے لیے۔

۵۳۹۰۵ ۵۳۹۱۹ ۵۳۹۱۶

۵۳۹۱۳ ۵۳۹۱۷ ۵۳۹۱۳

۵۳۹۰۶ ۵۳۹۱۸ ۵۳۹۱۱

۵۳۹۱۴ ۵۳۹۲۱ ۵۳۹۰۷

۵۳۹۰۲ ۵۳۹۰۸ ۵۳۹۱۰

۵۳۹۱۵

آپ کے ہاتھ کے گلے ہونے عملیات، بقویات اور فطرت اس قدر ہیں کہ اس کے لیے ایک کتاب کی ضرورت ہے جس میں ہر ایک طرح کے نقوشات و خبریں کیے گئے ہیں اور اس کے ہر صفحہ پر آپ کے دستخط اس طرح ثبت ہیں

”ہر دور و مدد محمد صادق بفعل خود“

مریدین کا ارادہ ہے کہ یہ کتاب بعد میں برائے استفادہ مرام انسان شائع کی جائے گی۔ حضرت سائیں محمد صادق پیر نقشبندی کی یہ بیانیہ شیخ محمد ابوالحاجہ کھلونا جات، محمدی مدد گشت شاہ عالمی لاہور کی تحریک میں موجود ہے جس میں یہ چاروں جہاں بقویات و فطرت نقل کیے گئے ہیں۔



شجرہ طیبہ

نقشہ حیاتہ صادقہ

محمد و ثناء ہے مالک کون و مکان واسطے
جب تک کہ نہ رہیں مجھ کو سبے چرا خیال
یا اہل العالمین یہ عرض مجھ میری قبول
یا الہی اپنی ذات خود اعطاء کے واسطے
یا دینی میری گزندوں و روز و شب میں مسوا
آگیا قبول تیرے در پریشان دے میرے گناہ
معدد و لطف و رحمت شافع روز جزا
باسمہ عرفان و اقبال سرور دنیا و دین
پر ہر آنی سے مجھے محفوظ رکھا مولیٰ کو
دور کر دے دل سے ظلمت نور سے محو کر
اشرف الملوہ و شرفین کے مجھ کو زمین سے بچا
نفس کو دشمنان کے مجھ کو کبھی ناک نہ کر
کو طیبیت کو میری حق آشناء و حق نگر
دل میرے کو نور عرفان سے منور رکھ دیا
دور کر دے ساری غفلت و غور زان جو دل میں ہے

رہائے سافکان اور سحرانے طوفان
اپنی رحمت سے خدایا بخش دے میرے گناہ
کو شرف اب مجھے و جاہ پر انوار سے
اسی جنت سے خدایا کہ نہ گھبراؤں کہیں
جس کو تو ترہارے منبع صدق و صفاء
کو کرم کی ایک نظر اس عاجز و سحر پر
جو کہ میں ہیرو امام و شہوانے نقشہ بند
اپنی الفت میں خدایا جو کر و لشداد رکھ
کھول دے دل پر جسے راہ حق ہے خدا
کو سطرول صراط اپنی محبت سے وام
عبد بوری کو دست لے اللہ کے دل کی جلو
حشر میں دکھیں میں آنکھوں سے جمال اللہ کا
سایہ نعلیٰ کو کرم رکھ مجھ پر سدا رب کریم
یا الہی مگر و عسبان سے مجھے پر دم بچا
سے مجھے وہ نور جس سے پر دم بچا ہوا ہے تمام
کو عطا اپنی محبت اور دل کو شاد رکھ
لے اللہ العالمین عم اور عاتب سے بچا
مزدوں میں سب طے ہو جائیں شیخ کے دل کو ملک
مہر و نور سے معذور ہو میری قبر
میں بچو سبے دل میں میرے کو رکھنا
میرت میں ہی ہو میری حب رسول پاک کو
خواجہ یوسف امام باصفا کے واسطے
خواجہ عارف ولی مقدا کے واسطے
خواجہ محمود و فتویٰ کان جیہ کے واسطے
حضرت بابا سماعی نور العبدی کے واسطے
خواجہ میر کمال عظمیٰ مدنی کے واسطے
حضرت خواجہ بہاؤ الدین فخر امین کے واسطے
میں حق و راہوار مصطفیٰ کے واسطے
حضرت عطاء رب فیض حق کے واسطے
حضرت سید قطب چرخي خوش اوا کے واسطے
اس سید اعظم امام الاسفوار کے واسطے
حضرت خواجہ محمد پارسا کے واسطے
خواجہ درویش محمد قریشی عفا کے واسطے
خواجہ انگلی محمد ذوالعطاء کے واسطے
خواجہ باقی باللہ فخر التکلیما کے واسطے
حضرت خواجہ عبد اللہ ثانی شاہ بنک کے واسطے
خواجہ معصوم ذر و شد و عطا کے واسطے
حبیب اللہ نقشبند ہر پیر ہادی کے واسطے
حضرت خواجہ زبیر کھوکشا کے واسطے
حضرت خواجہ شرف نور خدا کے واسطے
حضرت جمال اللہ گاجی اولیاء کے واسطے
خواجہ صلی امام بے ریا کے واسطے

فیر سے اٹھوں بھانے پر چم رسول پاک کا
دین دینا میں ہیں جتنی مشکیں آسان کر
دودل لیا دعا کر کہ ہر دم جباروں
جو کھرت ہیں چھٹا ہوں شکوں صوبہ دگر
اک ٹکا کو کم مجھ پر لے عالی مقام
حشر تک باقی رہے دل میں جیت پر کی
معرفت جو میری مولا اور میرے مان آپ کی
انیا دوا دلدادہ و اصفیا کے واسطے
فیر سے دریا چڑا ہوں کہ دیا میری قبول



تواریخ عرس مشائخ

نقشبندیہ مجددیہ صادقہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سوا جمعین

زنجار	اساتذہ مبارکہ	مرقد منور	سال ولادت	تاریخ وفات	نام ماہ
۱	حضرت علامہ عالمین قائم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	مدینہ منورہ	۵۷۰ھ	۱۲	ربیع الاول
۲	امیر المؤمنین حضرت شیخنا صدیق اکبر	مدینہ منورہ	۶۳ھ	۲۲	جمادی الثانی
۳	حضرت سلطان فارسی	حاشی	۷۵۳ھ	۱۰	رجب المرجب
۴	حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر	مدینہ منورہ	۱۶۹ھ	۲۴	جمادی الاول
۵	حضرت امام جعفر صادق	مدینہ منورہ	۱۶۵ھ	۱۵	رجب المرجب
۶	حضرت بایزید بطلحی	بسطام	۲۵۴ھ	۱۵	شعبان المعظم فی اقصیٰ
۷	حضرت ابوالحسن شرقاتی	شرقات	۳۱۲ھ	۱۵	ربیع الاول
۸	حضرت خواجہ بوعلی فارمدی	فارس (طبرستان)	۳۱۶ھ	۳	ربیع الاول
۹	حضرت ابو سعید بن ابی موسیٰ	مصر	۳۱۷ھ	۲۴	رجب المرجب
۱۰	حضرت خواجہ عبداللہ بن محمد دانی	نجد و حجاز	۳۴۹ھ	۱۲	ربیع الاول

شمار	اسامی مبارک	مرقد و مزار	سال وفات	فرس تاریخ	نام
۱۱	حضرت خواجہ محمد کائنات ربوگری	نور گرجا	۱۳۲۲ھ	—	شوال المکرم
۱۲	حضرت خواجہ محمود بنجر نغزی	ماکند (بخارا)	۱۳۱۵ھ	۱۶	ربیع الاول
۱۳	حضرت خواجہ علی رامینی	خوارزم	۱۳۱۵ھ	۲۸	ذی قعدہ
۱۴	حضرت خواجہ محمد بابا ساسی	ساس (بخارا)	۱۳۵۳ھ	۱۰	جمادی الاخر
۱۵	حضرت سید میر کمال	سوقار (بخارا)	۱۳۵۵ھ	۱۵	جمادی الثانی
۱۶	حضرت خواجہ شہزاد الدین	دقر عارفان	۱۳۵۵ھ	۳	ربیع الاول
۱۷	فقیہ ہندی	(بخارا)	۱۳۵۵ھ	۳	ربیع الاول
۱۸	حضرت خواجہ دناؤ الدین عطار	چغانیان	۱۳۵۹ھ	۲۰	رجب الحرام
۱۹	حضرت مولانا یعقوب بن شہان	حصار	۱۳۳۶ھ	۵	مفر المظفر
۲۰	حضرت خواجہ میرزا احمد	سمرقند	۱۳۴۹ھ	۲۹	ربیع الاول
۲۱	حضرت مولانا محمد زائد	نیش (حصار)	۱۵۲۹ھ	یکم	ربیع الاول
۲۲	حضرت مولانا دودیشین محمد	اسفر	۱۵۶۲ھ	۱۹	محرم الحرام
۲۳	حضرت مولانا خوجا کنگی	اکنگ	۱۵۹۹ھ	۲۲	شعبان الحظیم
۲۴	حضرت خواجہ محمد باقی بالله	دلی	۱۶۰۳ھ	۲۵	جمادی الثانی
۲۵	حضرت امام ربانی محمد دلف ثانی	سمرقند	۱۶۲۳ھ	۲۸	مفر المظفر
۲۶	حضرت خواجہ محمد مصدوم	سمرقند	۱۶۳۵ھ	۹	ربیع الاول
۲۷	حضرت خواجہ عیسیٰ بالله محمد نقشبند	سمرقند	۱۶۳۵ھ	۲۹	محرم الحرام
۲۸	حضرت خواجہ محمد میر	سمرقند	۱۶۴۸ھ	۴	ذی قعدہ

شمار	اسامی مبارک	مرقد و مزار	سال وفات	فرس تاریخ	نام
۲۹	حضرت خواجہ محمد شرف مدنی	مدینہ منورہ	۱۶۶۴ھ	۱۱	رجب الحرام
۳۰	حضرت خواجہ جمال الدین رامپوری	رامپور	۱۶۹۵ھ	۳	مفر المظفر
۳۱	حضرت خواجہ محمد عینی	مولانا پیر دہلوی	۱۸۸۲ھ	۶	ذی الحج
۳۲	حضرت خواجہ محمد طبعی افندہ	بڑی عاتقہ	۱۸۸۲ھ	۲۰	ربیع الاول
۳۳	حضرت خواجہ نور محمد چماری	پیرا	۱۸۸۲ھ	۱۲	شعبان الحظیم
۳۴	حضرت بابا فخر محمد چماری	چماری شریف	۱۸۹۴ھ	۲۹	محرم الحرام
۳۵	حضرت میرزا محمد عیسیٰ	علی پور	۱۹۵۱ھ	۲۶	ذی قعدہ
۳۶	حضرت میرزا محمد عیسیٰ	سہا کوٹ	۱۹۶۲ھ	۱۱	جمادی الثانی
۳۷	حضرت میرزا محمد عیسیٰ	لاہور	۱۹۸۲ھ	۱۳	شوال المکرم



انتظامیہ کی کمیٹی

دربار حضرت پیر محمد صادق نقشبندی لاہوری

- ۱۔ چیئرمین محمد اسحاق ڈرائی پورٹ
- ۲۔ صدر محمد رمضان لاری اڈہ
- ۳۔ نائب صدر رشید علی۔ لاری اڈہ
- ۴۔ نائب صدر محمد الیاس۔ دورہ وطن۔ بیرون شاہ عالمی
- ۵۔ سیکریٹری شیخ محمد اقبال۔ جمہوری مارکیٹ۔ اندرون شاہ عالمی
- ۶۔ ہاؤسنگ سیکریٹری محمد ابراہیم۔ دیوے مال گودام
- ۷۔ خزانچی حاجی محمد افضل۔ جمہوری مارکیٹ۔ اندرون شاہ عالمی
- ۸۔ سیکریٹری نشر و اشاعت محمد ب۔ احمد بٹ۔ چنگ کوہ پریٹرسور

ممبران

- ۱۔ درو حسین شاہ محمد شریف بٹ
- ۲۔ محمد جاگیر بہلوان صوفی نذر محی الدین

- ۵۔ اقبال احمد شاہ مولوی عبدالغفور
- ۶۔ ۷۔ قیام الدین بہلوان حاجی محمد طاہر بٹ
- ۸۔ ۹۔ بشیر محمد شاہ عالمی حاجی محمد شتاق۔ شاہ عالم مارکیٹ
- ۱۰۔ ۱۱۔ محمد سرور عثمانیہ مسکدر سلطان
- ۱۲۔ ۱۳۔ محمد یونس عامر روڈ شیخ سلیم اللہ۔ دھپوالی
- ۱۴۔ ۱۵۔ فاروق ملک ابن مسلم ملک ماڈل ٹاؤن محمد طارق راولپنڈی واسے
- ۱۶۔ ۱۷۔ ملک محمد شتاق۔ موچی دروازہ ابرام الحق
- ۱۸۔ ۱۹۔ تقی خورشید۔ پلہ شاہ غلام غوث۔ بلواری دروازہ
- ۲۰۔ ۲۱۔ محمد بہر بکر محمد طارق۔ چاندنی محل نذر کش۔ ساہیوال

تصنیفات مؤرخ لاہور محمد دین کلیم قادری

- ۱۹۔ انوار نقشبندی از محمد اسماعیل ولد خوشی محمد مائید خود۔ لاہور
- ۲۰۔ صوفیائے نقشبندیہ مصنف کلیم دین احمد۔ لاہور
- ۲۱۔ لاہور میں اولیائے نقشبندیہ کی سرگرمیاں مولفہ مؤرخ لاہور۔ محمد دین کلیم قادری لاہور ۱۹۹۹ء
- ۲۲۔ جمالی نقشبندیہ عن مولفہ صلاح الدین نقشبندی۔ محمد دی لاہور ۱۹۹۵ء
- ۲۳۔ افادہ شرای (تذکرہ بزرگان نقشبندیہ تبراہیم پر)
- ۲۴۔ تذکرہ شایخ قادریہ تالیف بلطف مؤرخ لاہور محمد دین کلیم قادری۔ لاہور بار دوم ۱۹۹۵ء
- ۲۵۔ سیرت میر پور۔ انصافنازہ اختر حسین پڑوسیہ محمد طارق فیطیہ لاہور
- ۲۶۔ معتمد حضرت پر حیات محمد سیالکوٹی۔ منبت روزہ الہام بہاول پور ۱۴ جولائی ۱۹۷۶ء
- ۲۷۔ راحت الغریب مصنف حاجی مولانا محمد شایخ مطبوعہ سبکوٹ مسہر
- ۲۸۔ شجرہ عالم نقشبندیہ پر، جمعہ و جماعت، افندیہ ناشر مرکزی مدرسہ جامعہ حیات النعمان پانچ مریدی احمد دن شاہ عالمی لاہور
- ۲۹۔ گلزار حدیث۔ از مولانا محمد کلیم فیروز پوری لاہور ۱۹۷۶ء مطابع ۱۹۷۶ء
- ۳۰۔ تذکرہ شہر جامست۔ از سید حبیب الرحمن شاہ علی پوری لاہور ۱۹۷۳ء



- مطبوعہ
- ۱۔ لاہور میں اولیائے نقشبندیہ کی سرگرمیاں مکتبہ تارخ لاہور لاہور ۱۹۹۵ء
 - ۱۔ لاہور کے اولیائے پشت مکتبہ تارخ لاہور۔ لاہور ۱۹۹۵ء
 - ۲۔ لاہور کے اولیائے سہروردیہ مکتبہ تارخ لاہور۔ لاہور ۱۹۹۵ء
 - ۳۔ حضرت پریمی لاہوری مکتبہ تارخ لاہور۔ لاہور ۱۹۹۹ء
 - ۴۔ مشونہ پادشاہ پورچ مرگوی مکتبہ تارخ لاہور لاہور ۱۹۹۱ء
 - ۵۔ حضرت شہباز خان محمد قادری لاہور مکتبہ تارخ لاہور۔ لاہور ۱۹۹۱ء
 - ۶۔ حضرت شاہ چارنگیانی لاہوری۔ ملک سراج دین اشیر کشمیری لاہور لاہور ۱۹۷۳ء
 - ۷۔ حضرت سید محمد شاہ لاہوری (اشیر تارخ مکتبہ تارخ لاہور لاہور ۱۹۷۳ء)

- ۹۔ حضرت شیخ ابراہیم صوفی قادری لاہوری۔ مابنامہ "سواد اعظم"، لاہور۔
 اگست ۱۹۴۲ء
 ۱۰۔ حضرت شیخ محمد سلطان کشمیری لاہوری۔ مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۴۲ء
 ۱۱۔ لاہور کے قرآنی نوادرات۔ مابنامہ "عرفات"، لاہور دسمبر ۱۹۴۲ء
 ۱۲۔ لاہور میں عرس غوث اعظم کی تقریبات و جلس۔ مابنامہ "عرفات" لاہور۔ مئی۔ جون ۱۹۴۲ء
 ۱۳۔ لاہور میں عید میلاد النبی کی تقریبات و جلس۔ مابنامہ "عرفات" لاہور مارچ اپریل ۱۹۴۲ء
 ۱۴۔ حضرت بی بی پاکدامن لاہور کی تاریخی حقیقت۔ مابنامہ "عرفات" لاہور ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۴۲ء
 ۱۵۔ عدنیۃ الاولیاء لاہور اور حضرت مجدد الف ثانی۔ مابنامہ "عرفات" لاہور مئی ۱۹۴۳ء
 ۱۶۔ لاہور کی تاریخی مساجد جن کا نام و نشان باقی نہیں۔ ملک بلوچین ایڈیشن کشمیری بازار لاہور ۱۹۴۳ء
 ۱۷۔ قدیم لاہور بالاقساط مابنامہ "مرحمت" لاہور۔ مئی ۱۹۴۳ء تا جولائی ۱۹۴۳ء
 ۱۸۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا لاہور سے روحانی تعلق مابنامہ "عرفات" لاہور ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء۔ مابنامہ "مسلسلہ" لاہور دسمبر ۱۹۴۳ء
 ۱۹۔ تذکرہ مشائخ قادریہ۔ مکتبہ نبویہ۔ لاہور ۱۹۴۵ء
 ۲۰۔ حرک معلوم اسلام لاہور ملا عبدالحق صاحب کھوئی۔ مابنامہ "عرفات" لاہور جنوری، فروری ۱۹۴۵ء

- ۲۱۔ لاہور کے قدیم دینی مدارس۔ مابنامہ "عرفات" لاہور۔ فروری ۱۹۴۵ء
 ۲۲۔ غزوی حبیب کے لاہوری حواریہ و علماء۔ مابنامہ "عرفات" لاہور۔ مئی، جون ۱۹۴۵ء
 ۲۳۔ حضرت عہدائے عمرانی قادری، مشائخ لاہوری۔ یوسف علی پبلشر بازار سہیل لاہور۔ ستمبر ۱۹۴۵ء
 ۲۴۔ تذکرہ حضرت داتا گنج بخش لاہوری۔ نور علی پبلشر لاہور ۱۹۴۹ء
 ۲۵۔ تذکرہ حضرت میانگیر قادری لاہوری۔ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۹۴۹ء
 ۲۶۔ حضرت گھوڑے شاہ بخاری لاہوری۔ مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۴۵ء
 ۲۷۔ لاہور میں موسم بہار کی رنگینیاں۔ مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۴۵ء
 ۲۸۔ رئیس العلماء لاہور میں آنحضرت سے منسوب تبرکات۔ مکتبہ تاریخ لاہور ۱۹۴۵ء
 ۲۹۔ حضرت پیر رحیم لاہور میں۔ الغفریک کا پبلیشر لاہور ۱۹۴۵ء
 ۳۰۔ تاریخ کلاندر اکبری۔ علمی و ادبی کتابت شدہ نسخہ
 ۳۱۔ لاہور کے چشت الہی پشت۔ روزنامہ امروز لاہور۔ ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱
 ۳۲۔ مغربہ قواب بہادر خاں (امیر لاسر) محنت دفعہ "اسٹیشنر" لاہور مشاغل اولیٰ فروری۔ مئی دوم پبلشر مارچ ۱۹۴۵ء
 ۳۳۔ حضرت مجدد الف ثانی کا لاہور سے رابطہ
 ۳۴۔ پرنسپل پاک و مہندیس خاوندہ قادری کی مناسبتیں مابنامہ "عرفات" لاہور۔ فاروقی اعظم پبلشر حیدر آباد
 ۳۵۔ حضرت امیر علی اولیاء لاہور۔ مابنامہ "اولیاء الصوفیہ" مقصور رحمت علی پبلیشر مئی۔ جون ۱۹۴۵ء

۳۶۔ لاہور کے شیعہ عالم، ماہنامہ "شام و سحر" لاہور جنوری ۱۹۷۵ء

۳۷۔ خواجہ شریف نواز لاہور میں ماہنامہ "نظام الدین" نکلان - جولائی، اگست ۱۹۷۵ء

۳۸۔ برصغیر پاک و ہند میں حضرت امام غلام کی اولاد و امجاد - ماہنامہ "فردا مسلم" امام غلام شریف، شکر پور شریف، جولائی ۱۹۷۵ء

۳۹۔ پاکستان میں حضرت عبدالحق اکبر کی اولاد و امجاد - ماہنامہ "مناہٹے حرم" لاہور - جولائی ۱۹۷۵ء

۴۰۔ لاہور کے فحش گوشہ خواہ - ماہنامہ "شام و سحر" لاہور - فحش نمبر - جنوری، فروری ۱۹۷۵ء

۴۱۔ لاہور میں فحش جہانی و دہائی کی مساجد - ماہنامہ "مرحبت" لاہور - مارچ ۱۹۷۵ء

۴۲۔ باغبان پورہ (لاہور) کی قدیم تاریخی مساجد - روزنامہ "امروز" لاہور ۲۴ مئی ۱۹۷۵ء

۴۳۔ میٹروپولیٹن داراشکوہ قادری کا لاہور سے ملحق، ماہنامہ "مرحبت" لاہور - اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر ۱۹۷۵ء

۴۴۔ لاہور کی ایک بنیادی مساجد - روزنامہ "امروز" لاہور - ۱۲ - ۲۱ جون ۱۹۷۵ء

۴۵۔ لاہور میں مسجد نبوی کے ٹکڑے - روزنامہ "امروز" لاہور - جولائی ۱۹۷۵ء

۴۶۔ عہد عثمان لاہور کی یادگاریں - روزنامہ "مسادات" لاہور ۴ اگست ۱۹۷۵ء

۴۷۔ لاہور کے تین ذوق فہ آمار قدیم - روزنامہ "امروز" لاہور ۴ اگست ۱۹۷۵ء

۴۸۔ لاہور کے قابلِ مرست آثار و قدیم - روزنامہ "امروز" لاہور

۲۲۔ ۲۰ اگست ۱۹۷۵ء

۴۹۔ کثیف المحبوب کے قدیم جدید نسخہ جات - روزنامہ "امروز" لاہور ستمبر ۱۹۷۴ء

۵۰۔ لاہور میں مدفون اولیائے نقشبند - ماہنامہ "مناہٹے حرم" لاہور - نومبر ۱۹۷۴ء

۵۱۔ لاہور میں مدفون اولیائے سرحد - ماہنامہ "مناہٹے حرم" لاہور - فروری ۱۹۷۵ء

۵۲۔ لاہور کی حیدر آباد تاریخی پس منظر - روزنامہ "مسادات" لاہور ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۵ء

۵۳۔ شہنشاہ جہانگیر اور لاہور - ماہنامہ "شام و سحر" لاہور - مارچ ۱۹۷۵ء

۵۴۔ صاحب تعصیف بزرگان لاہور - روزنامہ "نوائے وقت" لاہور - افروری ۵ دسمبر ۱۹۷۵ء

۵۵۔ قطب الارشاں لاہور - محبت روزہ "انعام" بہاول پور - شائع نمبر ۳۱ فروری ۱۹۷۵ء

۵۶۔ سنگ آزاد ۱۹۷۵ء میں لاہور کا کردار - ماہنامہ "ترجمانِ حبشہ" کراچی - آزادی نمبر - جولائی ۱۹۷۵ء

۵۷۔ لاہور میں نقاشی کی کہانی - روزنامہ "مسادات" لاہور - ۲۳ - ۳۰ نومبر ۱۹۷۵ء

۵۸۔ (کتابت عمارت لاہور) لاہور کی شاہی عمارت کے کتب خانہ نوید بہار - عشرت منبری، کوہ پور ڈی لاہور - پس صفحہ ۱

۵۹۔ تحریک پاکستان میں مغل کے لاہور کا حصہ - سرحد پریس کونسل - علامہ محمد یونس خان

- ۶۰۔ اندرون دہلی روزنامہ لاہور۔ مہنت روزہ "استقلال" لاہور۔ ماہ ستمبر
اکتوبر، نومبر ۱۹۵۲ء
- ۶۱۔ دہلی روزنامے سے دلچسپ سنجیدگی، روزنامہ "مسادات" لاہور۔
۱۲ اکتوبر ۱۹۵۲ء
- ۶۲۔ لاہور میں کاشی کاری کا مروجہ وصال لاہور میں کاشی کاری کی ترقی و ترقی
ماہنامہ "شام و سحر" لاہور۔ مئی۔ جہان جولائی ۱۹۵۲ء
- ۶۳۔ لاہور کا اکیسواں سالگرد اسلام۔ روزنامہ "مرکز لاہور"۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔
۶۴۔ لاہور کی شاہی عمارت کے کتب خانے
۶۵۔ دنیا کے نامور عہدہ بندی بزرگ۔ ماہنامہ "فیصلیہ حرم" لاہور (محققین کی تحریک)
جون ۱۹۵۹ء
- ۶۶۔ لاہور میں عہدہ بندی سے قبل کے آثار۔ مہنت روزہ "استقلال" لاہور
دسمبر ۱۹۵۹ء۔ جنوری ۱۹۶۰ء۔ فروری ۱۹۶۰ء
- ۶۷۔ لاہور میں دیگر مہنت۔ ماہنامہ "بہار و داستان" لاہور مارچ ۱۹۶۰ء
- ۶۸۔ لاہور کا حرم الحرم۔ ماہنامہ "مرحبت" لاہور مارچ ۱۹۶۰ء
- ۶۹۔ لاہور کے ہیٹ۔ ماہنامہ "مرحبت" لاہور اپریل ۱۹۶۰ء
- ۷۰۔ لاہور کے قدیم حمام۔ ماہنامہ "مرحبت" لاہور جون۔ جولائی ۱۹۶۰ء
- ۷۱۔ ماہنامہ "سنگدھارا" گرامی نومبر ۱۹۶۰ء
- ۷۲۔ لاہور کا چلا بکتی اسلام۔ ماہنامہ "فیصلیہ حرم" لاہور ستمبر ۱۹۶۰ء
- ۷۳۔ لاہور کے امام باڑے ۱۔ ماہنامہ "مرحبت" لاہور۔ فروری ۱۹۶۱ء
- ۷۴۔ روزنامہ "مسادات" لاہور دھرم انعام اخبار ۱۹۶۱ء
- ۷۵۔ اعجاز کے ساتھ مہنت روزہ "استقلال" لاہور۔ نومبر ۱۹۶۱ء

- ۷۶۔ لاہور میں مہنت ایک مجاہد بادشاہ۔ ماہنامہ "فیصلیہ حرم" لاہور۔
اگست ۱۹۶۲ء
- ۷۷۔ روزنامہ "مسادات" فیصل آباد دسمبر ۱۹۶۲ء
- ۷۸۔ لاہور میں مہنت کی دو گانیں، ماہنامہ "فیصلیہ حرم" لاہور دسمبر ۱۹۶۲ء
- ۷۹۔ لاہور میں مہنت کے ترقی کے ساتھ۔ ماہنامہ "مرحبت" لاہور فروری ۱۹۶۳ء
- ۸۰۔ لاہور کی تاریخی مساجد۔ ماہنامہ "فیصلیہ حرم" لاہور فروری ۱۹۶۳ء
- ۸۱۔ علامہ اقبال سے مہنت کے ترقی کے ساتھ۔ ماہنامہ "فیصلیہ حرم" لاہور
(اقبال میٹر) اپریل ۱۹۶۵ء
- ۸۲۔ امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان بریلوی کا لاہور میں فیضان۔ ماہنامہ
"فرمان" لاہور۔ ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۶۵ء
- ۸۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تعلیمات کے لاہور پر اثرات۔ مہنت روزہ
"انعام" بہاولپور اعلیٰ حضرت نمبر ۱۳ جون ۱۹۶۵ء
- ۸۴۔ بادشاہی مسجد لاہور۔ ماہنامہ "فیصلیہ حرم" لاہور۔ اگست ۱۹۶۵ء
- ۸۵۔ مسجد شہید گنج لاہور۔ ماہنامہ "فیصلیہ حرم" لاہور۔ ستمبر ۱۹۶۵ء
- ۸۶۔ نئی آبادی لاہور۔ ماہنامہ "مرحبت" لاہور دسمبر ۱۹۶۵ء
- ۸۷۔ ماہنامہ "شام و سحر" لاہور۔ جنوری ۱۹۶۵ء
- ۸۸۔ شاہ مار باغ لاہور۔ ماہنامہ "بہار و داستان" لاہور۔ اپریل، مئی
جون ۱۹۶۵ء
- ۸۹۔ حضرت پیر بلوچ شاہ نقشبندی کلاں دہلی۔ ماہنامہ "فرمان اسلام" شہر قندھار
(اولیائے نقشبندیہ) جمادی الاول ۱۳۹۹ھ، ۱۹۷۹ء
- ۹۰۔ تذکرہ حضرت حافظ بک علی قادری لاہوری۔ روزنامہ "جنگ" لاہور

گشت ستمبر ۱۹۳۵ء

۹۶۔ گزشتی شام کو سید ۱۹۳۵ء میں، ماہنامہ "عرفات" لاہور، خصوصی نمبر جنوری ۱۹۳۵ء۔

۹۷۔ تذکرہ حضرت شاہ جہاں لاہوری، تذکرہ ساز اور بائبل لاہور، اکتوبر ۱۹۳۵ء

۹۸۔ قائد اعظم لاہور میں، مہنت روزہ "استقلال" لاہور، ۱۵ دسمبر ۱۹۳۵ء
برگ لکھ جلد و فانی گویند اردو کا گرامر ۱۹۳۵ء۔ قائد اعظم نے۔

۹۹۔ مہنت روزہ "اخبار جہاں"، کراچی، ۲۵ دسمبر ۱۹۳۵ء

۱۰۰۔ حضرت اعظم جہد حضرت سید محمد اشرفی کچھو چھو، ماہنامہ "عرفات" لاہور، دسمبر ۱۹۳۵ء۔

۱۰۱۔ تذکرہ پیر سائیں محمد صادق نقشبندی، لاہور ۱۹۳۵ء

۱۰۲۔ نورانی تذکرہ (لکھی)

۱۰۳۔ حضرت شیخ جان محمد قادری باکڑال لاہوری، مسودہ مہاں جیسلم احمد شرف پوری کے پاس ہے۔

۱۰۴۔ حضرت شیخ محمد ظفر قادری بیگم کوٹ لاہوری، بہت کم سال، لکھی شدہ "لاہور" مسودہ کلکٹر اچرن، انڈین سیکریٹری ہزار لاہور کے پاس ہے۔

۱۰۵۔ لاہور کے خدیوہ دینی مدارس، ماہنامہ "عرفات" لاہور، فروری ۱۹۳۵ء۔

۱۰۶۔ دعوتِ مہمل، ماہنامہ "حقیقت اسلام" لاہور مئی ۱۹۳۵ء

۱۰۷۔ ایٹالہ، ماہنامہ "حقیقت اسلام" لاہور، جولائی ۱۹۳۵ء

۱۰۸۔ اسلام اور عورت، ماہنامہ "حقیقت اسلام" لاہور، ستمبر ۱۹۳۵ء

۱۰۹۔ تاریخی واقعات، ماہنامہ "حقیقت اسلام" لاہور، اگست ۱۹۳۵ء

۱۱۰۔ مصلحِ اعظم، ماہنامہ "حضرت اسلام" لاہور اگست ۱۹۳۵ء

۵ اپریل ۱۹۳۵ء، مہنت ۲۵ صفحات، صاحبزادہ غلام دستگیر قادری کوٹ
ظہیر لاہور، مسودہ غلام دستگیر قادری ۱۲ صفحات، حضرت روزہ
"استقلال" لاہور ۱۲-۱۹ فروری ۱۹۳۵ء، روزنامہ "مشرق" لاہور
۲۳ مئی ۱۹۳۵ء، روزنامہ "اعوذ" لاہور ۹ مارچ ۱۹۳۵ء

۸۶۔ حضرت محمد الف ثانی کے قادری سلسلہ طریقت کے بزرگوں کا مختصر
تذکرہ، مسودہ میاں علی احمد شرف پوری کے پاس ہے۔

۸۷۔ سوانح مرثی سلسلہ نقشبندیہ حضرت میاں شیر محمد شرف پوری، ماہنامہ
"فدا اسلام" شرف پور شریف (اولیائے نقشبندیہ) پشاور لاہور ۱۹۳۵ء

۸۸۔ اقبال حضرت نظام الدین اولیاء کے حضور، مہنت روزہ "استقلال" لاہور
۱۳-۲۰ مئی ۱۹۳۵ء

۸۹۔ علامہ اقبال کی خواجگانِ چہلست سے صحبت، ماہنامہ "عرفات" لاہور
خصوصی نمبر، جون-جولائی ۱۹۳۵ء

۹۰۔ اقبال اور حضرت داتا گنج بخش، مہنت روزہ "استقلال" لاہور ۲۰-۲۵
جون ۱۹۳۵ء

۹۱۔ علامہ اقبال اور خدمتِ الملک غلام میران شاہ گیلانی، مہنت روزہ "استقلال"
لاہور ۲۳ ستمبر-۲۴ ستمبر ۱۹۳۵ء

۹۲۔ اقبال اور نقشبندی بزرگوں، مجلہ "الحکم" علامہ اقبال کا لکھا لاہور جولائی ۱۹۳۵ء

۹۳۔ اقبال اور قادری صوفیہ کرام، ماہنامہ "عرفات" لاہور، جنوری ۱۹۳۵ء

۹۴۔ فضیل شہر لاہور سے ملکر روڈ ملک، مہنت روزہ "استقلال" لاہور
۲۳ مئی ۱۹۳۵ء

۹۵۔ حضرت سید احمد حیدر کاظمی لاہور، ماہنامہ "عرفات" لاہور (کاظمی نمبر)

- ۱۱۰۔ سپہ سالارِ ہندوستان، مائتنامہ "حقیقت اسلام" لاہور میں ۱۹۳۶ء
 ۱۱۱۔ حضرت محمد علی اعظمیہ و آیدوسلم کی آمد کی خبر بخاری کی کتابوں میں مائتنامہ
 "حقیقت اسلام" لاہور جون ۱۹۳۷ء
 ۱۱۲۔ لائبریری کے غیر جدید ناشران کتب، مائتنامہ "مرحمت" لاہور، ستمبر، اکتوبر
 نومبر و دسمبر ۱۹۳۷ء جنوری ۱۹۳۸ء
 ۱۱۳۔ مضامین (۱) حضرت بہاؤ الدین زکریا مستانی -
 ۲۔ حضرت بہاؤ الدین شہ جیستہ کی مونیار چوری -
 ۳۔ حضرت بہاؤ الدین شہ جیستہ کی مونیار چوری -
 ۴۔ حضرت آغا خلیل حسین نگاری لاہوری -
 ۵۔ حضرت شیخ عبدالحق جوہر ندکی مہروردی لاہوری -
 ۶۔ حضرت بہاؤ الدین شہ جیستہ کی مونیار چوری -
 ۷۔ حضرت بہاؤ الدین شہ جیستہ کی مونیار چوری -
 مائتنامہ "سبیل" لاہور (مذکرہ اولیاء جہوہ غیر مزدی، فوری ۱۹۳۷ء
 ۱۱۴۔ جامعہ مرکزی دارالعلوم نعمانیہ لاہور، رسالہ "اعلم کو اچھی ۱۹۳۷ء
 ۱۱۵۔ لاہور کے غیر ذرا مائتنامہ "مرحمت" لاہور، اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر
 و دسمبر ۱۹۳۷ء جنوری ۱۹۳۸ء (سونا اور سندر)
 ۱۱۶۔ حضرت مولانا محمد قاری قادری (گاندھ مائتنامہ شہ جیستہ)
 لاہور، اکتوبر ۱۹۳۷ء
 ۱۱۷۔ قاری عظیم الدین شہید، مائتنامہ "شہ جیستہ" لاہور، نومبر ۱۹۳۷ء
 ۱۱۸۔ ذمہ داران لاہور دارالعلوم و قاری عظیم الدین شہید، مائتنامہ
 "مرحمت" لاہور، اپریل ۱۹۳۸ء

- ۱۱۹۔ محمد علی رسولی کریم کی آمد و عظمت کا اعتراف، مائتنامہ "مرحمت" لاہور
 اپریل ۱۹۳۷ء
 ۱۲۰۔ حضرت شیخ عبدالحق جوہر ندکی مونیار چوری، مائتنامہ "مرحمت" لاہور، اپریل ۱۹۳۷ء
 ۱۲۱۔ پرنسپل گورنمنٹ کے لاہور میں شب و روز، مائتنامہ "مہر و ماہ" لاہور
 (چاندنی گورنمنٹ) ستمبر ۱۹۳۷ء
 ۱۲۲۔ تعلیمات حضرت شاہ محمد زکریا قادری لاہوری، مائتنامہ "مرحمت" لاہور
 اپریل ۱۹۳۷ء
 ۱۲۳۔ باہمی غلطی لاہور، مائتنامہ "شہ جیستہ" لاہور، اپریل ۱۹۳۷ء
 ۱۲۴۔ لاہور میں دفن قادری بزرگان، مائتنامہ "شہ جیستہ" لاہور، ستمبر ۱۹۳۷ء
 ۱۲۵۔ فہرست کتب از خلف محمد بن قادری حکیم، مائتنامہ "مرحمت" لاہور، ستمبر ۱۹۳۷ء
 ۱۲۶۔ در وصف لاہور از مولف مائتنامہ "مرحمت" لاہور، ستمبر ۱۹۳۷ء
 ۱۲۷۔ ارشادِ رسول، مائتنامہ "شہ جیستہ" لاہور، مارچ ۱۹۳۷ء
 ۱۲۸۔ حضرت حاج جہیز علی فاضل علم فقیر کی نظر میں، مائتنامہ "شہ جیستہ" لاہور، ستمبر ۱۹۳۷ء
 ۱۲۹۔ شریک پاکستان (نمبر ۱۳) اگست ۱۹۳۷ء
 ۱۳۰۔ لاہور کے موجودہ نامور فنکاروں، مسودہ "میر خلیفہ" لاہور، ستمبر ۱۹۳۷ء
 ۱۳۱۔ باغبان پورہ (لاہور) کے قدیم آثار، مائتنامہ "مرحمت" لاہور، جولائی ۱۹۳۷ء
 ۱۳۲۔ ارباب لاہور کی کرامات، مائتنامہ "مرحمت" لاہور، ستمبر ۱۹۳۷ء

۳۰ ستمبر ۱۹۹۵ء

- ۱۲۲۔ لاہور کے ادیبانے نقشبند - ماہنامہ "فراسنام" شرقی پور شریف (اولیائے نقشبندیہ) نومبر ۱۹۹۵ء - ۱۹۹۶ء
- ۱۲۳۔ حضرت شاہ غلامی قادری اور آپ کے معاصر اولیائے لاہور نقیبت روزہ سنی "لاہور" جون ۱۹۹۵ء - ۱۹۹۵ء
- ۱۲۴۔ غریب الاولیاء لاہور - اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور - (المعارف) نومبر و دسمبر ۱۹۹۵ء
- ۱۲۵۔ لاہور میں فاضل اعظم کی قیام گاہیں - محمد "علم و انکس" گورنمنٹ لٹیریل کالج کراچی ۱۹۹۶ء - ۱۹۹۶ء
- ۱۲۶۔ صاحبزادہ کا جین (ابتدائی پندرہ سال) ماہنامہ "مسلمین" لاہور سیرت مصطفیٰ (نمبر ۱) اکتوبر - نومبر ۱۹۹۵ء
- ۱۲۷۔ حضرت مخدوم علی احمد شاہ قادری گیلانی، ڈومرہ غازی خان - ماہ نامہ "مہر و ماہ" لاہور - اگست برست ۱۹۹۵ء
- ۲۔ روزنامہ "آفتاب" ملتان ۳ سنی ۱۹۹۵ء
- ۱۲۹۔ حضرت شاہ گال کھٹکی (بھارت) ماہنامہ "سلطان الشاہ" لاہور - مئی جون ۱۹۹۵ء - ماہنامہ "مسلمین" لاہور - دسمبر ۱۹۹۵ء
- روزنامہ "نوائے وقت" ملتان یکم اپریل ۱۹۹۵ء
- ۱۳۰۔ حضرت شاہ سکندر (بھارت) ماہنامہ "عرفات" دسمبر ۱۹۹۵ء - روزنامہ "نوائے وقت" ملتان ۳۰ مارچ ۱۹۹۵ء
- روزنامہ "مسند" لاہور - ۱۵ مارچ ۱۹۹۵ء
- ۱۳۱۔ حضرت سید نظام الدین اولیاء کی لاہور پر برکات - غیر منبجہ

- ۱۳۲۔ عید میلاد النبی کے مناظیر: (علمائے لاہور سے انٹرویو) ماہنامہ "نیاس" حرم "لاہور" مارچ ۱۹۹۵ء
- ۱۳۳۔ لاہور کا ایک قدیم مدرسہ (انجمن نعمانیہ لاہور) محمد "جگ گنگ" کراچی ۱۹۹۵ء - ۱۹۹۵ء
- ۱۳۴۔ حکیم مولانا سلطان محمد لاہوری - ہفت روزہ "سنی" لاہور ۱۲۰ نومبر ۱۹۹۵ء
- ۱۳۵۔ مخدوم پنجاب ماہنامہ غلام محمد نقی تصوری - ہفت روزہ "پنجابی اخبار" لاہور ۱۹۹۵ء
- ۱۳۶۔ حضرت شاہ محمد شاہ قادری شطاری لاہوری - ہفت روزہ "سنی" لاہور ۱۹۹۵ء
- ۱۳۷۔ حضرت مخدوم علی احمد شاہ قادری کے اجداد کا مختصر تذکرہ - ماہنامہ "مہر و ماہ" لاہور - فروری - جون ۱۹۹۵ء
- ۱۳۸۔ حضرت مولانا محمد بخش لاہوری حیدرآبی اور ان کا عہد - ماہنامہ "عرفات" لاہور - جولائی اگست ۱۹۹۵ء
- ۱۳۹۔ حضرت بہان علی محمد شاہ شیشی نظامی کی قادیان میں آمد (مسودہ)
- ۱۴۰۔ لاہور میں عید مسجد تقریبات - ہفت روزہ "استقلال" لاہور دسمبر ۱۹۹۵ء
- ۱۴۱۔ حضرت مولانا دہلوی لاہور - ایک شکایت - ہفت روزہ "استقلال" لاہور - اپریل اگست ۱۹۹۵ء
- ۱۴۲۔ لاہور کے شیعہ مغربی - ہفت روزہ "استقلال" لاہور - اگست ۱۹۹۵ء
- ۱۴۳۔ نظر الکت مولانا اختر علی خان - ہفت روزہ "استقلال" لاہور - ستمبر ۱۹۹۵ء

۱۷۹- حضرت مہاشیر محمد شریفری، مہنت روزہ "استقلال" لاہور، جملاتی
اگست ۱۹۹۹ء (دوا شاط)

۱۸۰- حضرت پیر مہاشیر محمد صلیبی نقشبندی لاہوری - روزنامہ "مشرق" لاہور
۱۹ جون ۱۹۹۹ء

روزنامہ "امروز" لاہور ۲۸ جون ۱۹۹۹ء

مہنت روزہ "استقلال" لاہور، یکم اگست ۱۹۹۹ء -

۱۸۱- حضرت مہاشیر غلام افتر شریف پوری - مہنت روزہ "استقلال" لاہور

۱۹۲- امام الغلامین حافظ محمد یوسف مدنی - مہنت روزہ "استقلال"
لاہور - ۲ نومبر ۱۹۹۹ء

روزنامہ "امروز" لاہور، ۲۱ نومبر ۱۹۹۹ء

۱۹۳- حضرت دیوان غلام قطب الدین فریری - مہنت روزہ "استقلال"
لاہور - ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء

۱۹۴- لاہور کا پہلا نعمت گو شاعر - مہنت روزہ "استقلال" لاہور
۷ نومبر ۱۹۹۹ء

۱۹۵- علامہ اقبال اور شہرِ دروہ صوفیہ (مستودہ)

۱۹۶- رسالتِ مہیب صلی اللہ علیہ وسلم (مستودہ)

۱۹۷- تذکرہ مشائخِ چشت مشنیک بر ۱۵۰۰ صفحات (مستودہ)

۱۹۸- صاحبِ لاہور مشنیک بر ۲۰۰ صفحات (مستودہ)

۱۹۹- الغفر فقری (تذکرہ بزرگانِ چشت) ۲۰۰ صفحات

(مستودہ)

۱۹۰- بڑی گبار جوبی شریف اور حضرت حافظِ برکت مہاشیر قادری - روزنامہ

"امروز" لاہور، ۱۴ دسمبر ۱۹۹۹ء

مہنت روزہ "استقلال" لاہور، جنوری ۱۹۹۹ء

۱۹۱- علامہ اقبال اور صوفیائے کرام - ضیاء القرآن، پبلیکیشنز دہلی گنج بخش
روزہ لاہور ۱۹۹۹ء

۱۹۲- سوانح حضرت قطب الدین بختیار کاکی (مہنت و ششہ) پروگرام
بکس - آڈیو و یوٹیوٹ لاہور ۱۹۹۹ء -

۱۹۳- مولانا محمد علی مسلم - مہنت روزہ "استقلال" لاہور، ۲ مارچ ۱۹۹۹ء

۱۹۴- مولانا محمد شاد خاں شادی اور لاہور - مہنت روزہ "الہام" بہاولپور
۱۹۹۹ء

۱۹۵- صدر افشار شیح حضرت فضل عثمان عجمی اور لاہور ۱۹۹۹ء

اپنے آپ کو دریا میں ڈال دے کرتائی ڈوبنے نہ دے گا اور منزل کے قریب کرتا چلا جائے گا اور اگر کوئی سنگ ڈال دے تو اس کو پہنائے جائے گا۔ مگر وہ الہیاتی جادو جس نے ہر گاہ کو پانی کو پھینک کر جہاں ضرورت ہوگی وہ گندگی استعمال ہوئی پانی چاہے گندگی اور گندگی خود بخود ہی اپنے درد کو ختم کر دیتے گی۔ عالم اجسام میں عالم ادوار کی سیاحت کرنے والے مالک کی کیفیت اس معاملے سے تعبیر ہے۔

نعمہ افضل و شرف علی رسولہ الکریم

شاء صواب راہ مذہب و سلوک واقعہ اسرار معلوم خدا سر و باطن

حضرت محمد صادق نقشبندیؑ

(علامہ احمد رضا ندوی، خطیب جامع مسجد حنیفہ قادریہ نورانیہ لاہور، لاہور، لاہور)

عالم اجسام میں عالم ادوار کی سیاحت ایک انتہائی گہری عمل ہے اور یہ حبیب اللہ نے نہیں چڑھا جب تک عالم اجسام کی ہر خواہش کو پامال نہیں کر لیا جاتا۔

عالم ادوار کی سیاحت کے لئے ہر ذی شعور وحییت والا جس کو مطلق ہونے کا اختیار ملا ہے۔ اپنی اپنی بنا پر اس پر راست کرنے کی چوبیس سیسل ہیں لگا دہتا ہے مگر بقل "ایں سعادت بندہ بجز ولایت"

کسی کی ولایت اور چوبیس سیسل بھی کسی عالم کو کامیابی سے پہنچا دہیں کرتی جب تک "گروہ بظنہ ضلالتہ" اس لیے اس راہ کے سامنے مظلوم ظاہر سے روشنی لے کر اس راہ کے مالک بننے میں اور معلوم ظاہر کو جواب دہ رہنے میں روشنی ہی کو تصدیق ملتی ہے اور وہ اللہ سبحانہ کی ذات احدیت بنتی ہے اور جب مالک کو یہ روشنی ملتا ہے تو ہر جان دی جاتی ہے۔ تو وہ دنیا و دنیا پسند کی لذتوں سے بے نیاز ہو کر ذات احدیت کی نظر کریم میں مست الست رہتا ہے اور پھر وہ مالک عالم اجسام میں عالم ادوار کی سیاحت اس طرح کر لے گا۔ جیسے دریا کا پانی اپنے جھاو کی طرف چلتا دہتا ہے اور اس کی دال میں کوئی اگر کشتی کو ڈال دے تو وہ سلاستی سے گزرتا دے گا اور کوئی اپنے اپنے گھر پر بار کر

تذکرہ حضرت محمد صادق نقشبندیؑ جلیل القدر قادری گواہ نہیں حالات سے دو شاخس کرتا ہے اور صاحب قلم سرور سے مذکورہ اولیاء کا دور جواب محمدیون کیم صاحب قادری نے تذکرہ کو جس مقام و درجہ میں ہر فقرہ کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی توفیق ہے اور صاحب لک کی قریب خاص کا نتیجہ ہے۔ تذکرہ میں صاحب تذکرہ کے چنانچہ احوال کو زریب تذکرہ بنایا ہے وہ داستان نہیں وہ انتہائی عقیدت نہیں۔ وہ جذبات کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت کے ظہار کے لئے الفاظ کے کوئی ہیں۔

جن کو کتاب کے مفید روشن پھر ہے پر پھر یہ صاحب قلم کی مسلسل ذلت کے بال بال میں اس انہیں کو پر کر ایک خدا کے پیارے کے ذکر کر سکیا ہے۔

اور پھر یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کے حصے کے کوئی دیکھ کر خوش ہو گا جس نے پیارے کو پیارے دیکھا ہو گا یا اللہ کے پیادوں سے پیار کرنے والا ہو گا۔ اس مجرہ کو نہ سوانح کہا جاسکتا ہے کیوں کہ یہ کوئی سوانح نہیں جو اتفاقی ہو گیا ہو بلکہ صاحب ذکر نے ان مقامات کو لکھنے کے لئے پوری توجہ دی تھی۔ اس مجرہ کو نہ حالات زندگی کہا جاسکتا ہے کیونکہ یہ آپ گل سے پرانے چڑھنے والے کی بات نہیں بلکہ صاحب ذکر نے آپ گل اور دلانہ دنیا سے مودہ مودہ کر رہیں مایوس اپنے دم و کوہ سوا سے لگا۔ اس مجرہ کو نہ تذکرہ ہی کہہ سکتے ہیں کیونکہ قرآن کہتا ہے۔

وَقَدْ كُنَّا يَوْمَئِذٍ مُّشْفِقِينَ

اللہ ذات باری اس تذکرہ کو ہر مومن مرد اور عورت کے لئے طبع پائے اور
قاری کے دل کو محبت الہی سے روشناس کر دے اور اپنے پیاروں کی لڑچکاسبیب
پا دے۔

قطعة تاریخ وصال

حضرت سائیں محمد صادق نقشبندی لاہور حیدرآباد
السنی ۱۰۰۰... ۱۲۰۰... ۱۳۰۰... ۱۴۰۰... ۱۵۰۰... ۱۶۰۰... ۱۷۰۰... ۱۸۰۰... ۱۹۰۰... ۲۰۰۰...
نتیجہ فکر :- اہل عالم ہر آدمی خدا - مدبر اعلیٰ مہماندہم و امام ۹ لاہور
مرتبہ جام بادہ عرفان تھے لاکلام
روحیت جوئے بجانب غلو پیریا ہیں جو

”سنت الہی“ و ”والا خیر البشر“ تھے وہ
فیضانِ غوث پاک و دہیت تھا آپ کو

خلق خدا معنی اُن کی نگاہوں سے متنبین
ہر اک کے نئے وہ نموش و غم غوار دیکھنا!

اُن کا مزار آج ہے اک مرجعِ خلافت
شیدائے مشعل کی ہے کیا شان دیکھو!

مالی وصال حضرت صادق چلے اے خدا
مجدوب نقشبند شہسب زمیں کہو

رَبَّانَا كُنْ تَعِينْ

لاہور کے ایک مجذوب صاحب
علامہ اقبالؒ نے ہمارا جو سرگرمی پر شاد و زور اعظمیہ آباد کی کوئٹہ مکتوب مورخہ ۱۹۱۷ء
میں دیکھتے ہیں۔

"اللہ اکبر" سے دو سوار روڑ جو سنے کو طاقت نہ تھی، آپ کا تذکرہ بھی پڑا تھا۔
"رَبَّانَا كُنْ تَعِينْ" نامی دور دورہ چمچوہا کے گا۔ مغلون رہتے تھے۔
ساجی الہی بخش نقشبندی المعروف "اللہ اکبر" ۱۸۵۷ء میں شادی مسجد۔
اندرون قی دروازہ لاہور کے کھانہ "علامہ اقبال" اور صوفیائے کام محض غزنی پتھر لاری
میں لائے گئے ہیں۔

(اقبال نامہ) جو کہ حسب اقبال جسدِ مہر شریف علیہ السلام اللہ اعلم لہ ۱۸۵۷ء
خط نمبر ۵۸ (۵)

رَبَّانَا كُنْ تَعِينْ

لاہور کے مجذوب صاحب

ہمارا جو سرگرمی پر شاد و زور اعظمیہ آباد کی کوئٹہ مکتوب مورخہ ۱۹۱۷ء
(۸) مورخہ ۲۰ جون ۱۹۱۷ء کو حضرت علامہ اقبالؒ اپنے مکتوب نمبر ۵۸
"رَبَّانَا كُنْ تَعِينْ" نامی دور دورہ چمچوہا کے گا۔ مغلون رہتے تھے۔

تیرہ بجے گئے ہیں گے۔ ایک اور بزرگ لاہور کے قریب ہیں۔ ذرا بارش ہو تو ان کی خدمت
میں حاضر ہو کر طالب دعا ہیں گا۔ اٹھ اٹھائے آپ کی شکایت کو دور کرے۔
(اقبال نامہ) جو کہ حسب اقبال جسدِ مہر شریف علیہ السلام اللہ اعلم لہ ۱۸۵۷ء

مندرجہ بالا مکتوب سے علامہ ہر سہ کے "رَبَّانَا كُنْ تَعِينْ" کی وفات ۱۹۱۷ء سے تھیں

ہو گئی۔ ان کا مدفن کا نشان نہیں مل سکا۔

تَحَدُّ الْيُوبِ مَجْذُوب

لاہور کا یہ مجذوب مسجد و زیارت سے بادشاہی مسجد تک گردش میں رہتا تھا۔
پروفیسر سید کبیر احمد ظہیر اور شیل کالج لاہور کا کہنا ہے کہ اس مجذوب کا انہوں نے دیکھا
ہے اس کی وفات ۱۸۴۵ء میں ہوئی تھی۔ اس پر ہر وقت عذرا و مسکری حالت طاری
رہتی تھی۔

سبب تعلق با حق

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی من بعدہ

حضرت پیر نصیر حیات نقشبندی بنی حضرت پیر غفر علی نقشبندی بن حضرت پیر حیات محمد نقشبندی جماعتی۔

کہتے ہیں کہ میری ہیبت پیر محمد بن شاہ نقشبندی جماعتی علی پوری ولد حضرت پیر اختر اختر میں شاہ علی پوری سے ہے۔ میں ہر سال عرس مبارک حضرت پیر محمد سادق نقشبندی لاہوری کے عرس پر حاضر ہوتا ہوں۔ حضرت پیر صاحب موصوف ہارسہ کال بزرگ تھے جو کام انہوں نے اپنے پیروں کے حکم سے شروع کیا۔ اس کو مکمل کر دیا اور اسی طریقے سے کیا۔ اپنے مرشد کا جو طریقہ تھا کہ مردوں سے شفقت سے پیش آتے تھے۔ وہی طریقہ انہوں نے اختیار کیا۔ اور اس میں ان کو کئی کامیابی حاصل ہوئی۔

جناب فیروز دین ولد محمد دین افغان پورہ کا کہنا ہے کہ ۱۹۶۲ء میں میں ان کے پاس سے گزرتا تھا۔ گزرتے گزرتے ان کو دیکھ کر آپ کے پاس جانا شروع ہو گیا۔ پھر میں ان کا زب ہو گیا کہ آپ ایک مضمون میرے گھر تشریف لے آئے اور انہوں نے میری گھر میں ہی بیعت کر لیا۔ بیعت کے بعد ان کی نگاہ کہم سے میری حالت خیر ہو گئی۔ اس حالت میں میں کالی عرصہ رہا۔ میرے گھر والے اور رشتہ دار مجھے بہت پیروں کے پاس لے گئے۔ لیکن ان کی کچھ میں کچھ نہ آیا۔ چہرہ مجھے پاگل مانا نہ لگے۔ دو دن پاگل بنا دیا اور تین دن ۱۱ دن رہا۔ حالانکہ میں بالکل درست تھا۔ مگر ڈنکا کی گھڑوں میں ہانسی تھا۔ مجھے آپ کی حیات میں بھی ناپید ملا اور ان کے بعد از دو سال بھی ناپید ملا۔

محمد پورہ ولد حاجی عبداللطیف جو علی چہرہ رود۔ نوراکرٹ پشاور کا بیان ہے کہ کراچی میں وہ حضرت سائیں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کراچی میں بھی وہ ان کے ہمراہ گیا۔ سائیں صاحب چاروں دفعہ پشاور آئے اور میرے طریقہ پناہ پر تیار ہو گیا۔ اس سال میری شادی پر بھی تشریف لائے اور میرے ساتھ تصویریں کچھ لائیں۔ سہرا بھی آپ سے ہی لیا تھا۔ آپ سے نقش بھی دیا تھا۔ جو مکان پر لگا لیا اور آج تک موجود ہیں۔ آپ سے بہشت میں باتیں ہوتی تھیں۔

